

### دل کی دھڑکن ہو تم

تحریر منرواں مشتاق

(اس کہانی کے تمام کردار اور معلومات فرضی ہیں۔)

اوکے ڈیڈی میں حبار ہی ہوں۔ دیکھ لیں آپ اس بار بھی میرے ساتھ نہیں حبار ہے۔ اب کسی دن میں نے آپ سے پکا والا "ناراض ہو جانا ہے۔"

اس نے ایک بازو میں ہینڈ بیگ ڈالے، ہاتھ میں فون ہتھامے اور دوسرا بازو ڈیڈی کے گلے میں ڈال کر ان کے ساتھ لگتے ہوئے کہا۔

میں ضرور حبا تا میری حبان مگر مجھے ہیڈ کوارٹر سے کال آگئی "ہے اور وہاں حبان زیادہ ضروری ہے۔ تم سی ڈی لے آنا پر اگر ام کی میں دیکھ

"لوں گا۔"

"او کے اللہ حافظ۔"

وہ انہیں ہاتھ ہلاتی کہہ کر باہر کی جانب بڑھی لیکن ایک منٹ پورا ہونے سے پہلے ہی چیختی ہوئی واپس آئی۔

ڈیڈی آج آپکا بیٹا میرے ہاتھوں نہیں بچے گا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ہے کہاں یہ۔ ضرور اب مجھ سے ڈر کر کہیں چھپا بیٹھا ہو گا۔"

"ہوا کیا ہے؟"

کیا ہونا ہے۔ اس نے میری گاڑی کے ٹائر کی ہوائ نکال دی ہے۔ ہائے " اللہ کنسرت شروع ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے۔ مجھے آج ایوارڈ ملنا ہے اور جب میں ہی وہاں پہنچیں ہوں گی تو سوچیں کیا ہو گا۔ یہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ مجھے کوئی ایوارڈ

## Classic Urdu Material

ملے۔ اس سے برداشت ہی نہیں ہوتی میری کامیابی۔ بس آج  
"آپ اس پہ فاتحہ پڑھ لیں۔"

وہ سکندر کو ہنستا چھوڑ کر چیختی ہوئی ان کے بیٹے کے کمرے میں پہنچی۔

سامنے ہی وہ بے خبر بلیکٹ اوڑھے سو رہا تھا۔ غصے سے بھری اس  
کے سر پہ پہنچی اور ٹیبل پہ پڑا پانی والا جگ اٹھایا۔ اس سے  
پہلے کہ وہ جگ اس پہ انڈیلیتی نظر بیڈ کے سائڈ ٹیبل پہ  
رکھی کی اسپین پہ پڑی۔ کچھ سوچ کر آنکھیں فوراً چمک اٹھیں۔

اس نے اسے دیکھتے ہوئے آہستہ سے جگ واپس رکھا اور کی اسپین  
اٹھالی۔ ابھی چوروں کی طرح صرف ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ  
کلائی اس کی مضبوط گرفت میں آگئی۔

اف اللہ۔ میں کیسے بھول گئی یہ تو سوتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں  
"کھلی رکھتا ہے۔"

اس نے زبان دانتوں تلے دبا کر آہستہ سے گردن گھما کر پیچھے مڑ کے دیکھا وہ آنکھیں سکیڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جی نہ مائیے کیا مسئلہ ہے؟"

یہ تو آپ مجھے بتائیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ خیر تو ہے سورج مشرق سے ہی نکلا ہے نا۔۔۔ آج صبح سویرے اتنا سچ سنور کے آپ مجھے اٹھانے چلی آئیں۔۔۔ کیا واقعی۔۔۔ کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا؟

تبھی تاشیہ کو یاد آیا وہ یہاں پہ کیوں آئی تھی۔

پہلے تم مجھے بتاؤ کیا ہے میری گاڑی کے ساتھ۔ تمہارا کیا خیال تھا میں کنسرٹ چھوڑ دوں گی۔ اب میں تمہاری گاڑی لے کر حبار ہی ہوں۔ خبردار اگر تم نے آئندہ میری معصوم سی کار کے ساتھ کوئی چھیڑ خانی کی توور نہ تمہاری ایکارڈ کو میں کسی



## Classic Urdu Material

"کھبے میں مار کر اگلے جہاں پہنچا دوں گی۔"

لیکن وہ اسکی بات سنے بغیر شوخ نظروں سے اس کے  
چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں میک اپ کے نام پہ صرف  
ایک لپ اسٹک لگی ہوئی تھی۔ اسٹپ میں کٹے بالوں کی چند  
لٹیں اس کے چہرے پہ آرہی تھیں۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو  
کر اس نے چہرے پہ آئی لٹ کو پیچھے کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا  
تبھی تاشیہ نے اس کے ہاتھ پہ تھپڑ مارا۔

اپنی حد میں رہو۔ زیادہ اوور ریکٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"  
ورنہ میں ابھی کے ابھی ڈیڈی کو تمہاری ایک ایک بات بتا  
"دوں گی۔"

اف ایک تو تم اور تمہارے ڈیڈی۔ تم دونوں مجھے جینے نہیں دو"  
"گے۔ ایک منٹ میں ستیاناس کر دیا کرو میرے موڈ کا۔"

## Classic Urdu Material

تو اپنے موڈ کو ذرا سنبھال کے رکھو ورنہ مجھے ٹھکانے لگانا خوب آتا ہے۔ اب میں حبار ہی ہوں اور ہاں نیوز چینل پہ مجھے ایوارڈ لیتے وقت ضرور دیکھنا۔ بائے۔

تاشیہ اسے چھوڑ کر ٹائم دیکھتی ہوئی فوراً کمرے سے باہر نکلی۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے حبا تادیکھ رہا تھا۔ تاشیہ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اپنی گاڑی لے جانے پہ وہ اس کو کچا چبا حبا تا مگر اس لڑکی کی بات اور تھی۔

باہر ونڈو کی طرف دیکھ کر موسم کا اندازہ لگاتے ہوئے وہ پھر سے بلیںکٹ اوڑھ کر لیٹ گیا۔ اللہ اللہ کر کے مہینے بعد ایک چھٹی نصیب ہوئی تھی اور اب اس نے سارا دن سو کر گزارنا تھا۔

"او کے ممی ڈیڈی میں حبار ہی ہوں۔"

"اب کیسے حباؤ گی؟"

## Classic Urdu Material

فکر نہ کریں اس کی چابی لے آئی ہوں میں۔ ویسے ڈیڈی آج تو "میری ٹور ہی الگ ہو گی جب میں اس کی گاڑی سے نکلوں گی۔ میں نے کیمرے والے سے کہنا ہے ایک تصویر تو میری "ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے بیٹھے بنائے۔"

وہ سکندر اور معظمہ دونوں کو خدا حافظ کہتی باہر کو بھاگی۔ معظمہ نے اس پہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی۔ ان کے گھر میں خوشیوں کی وجہ یہ دونوں ہی تھے۔

---

آج اسلام آباد ہیڈ کوارٹر میں ان لوگوں کی میٹنگ تھی جو حبان ہتھیلی پہ رکھ کر اس سرزمین کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس وقت کمرے میں ٹوٹل آٹھ لوگ موجود تھے جو مکمل بلیک یونیفارم پہنے ٹیبل کے کارنر پہ کھڑے شخص کو غور سے

## Classic Urdu Material

سن رہے تھے۔ یہ تمام انٹر سروس انٹیلیجنس کے ذہین ترین دماغوں کے بے داغ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے تھے۔ یہ سب ڈبل ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ ان کو عام زبان میں خفیہ والے یعنی ایجنٹس بھی کہا جاتا تھا۔ یہ آرمی میں میجر، کیپٹن اور لیفٹیننٹ جیسے عہدوں پہ فائز تھے۔ اپنے خفیہ مشن نمٹاتے وقت انہیں آرمی کی مکمل سپورٹ حاصل تھی۔ ان آٹھ لوگوں میں سے صرف تین لوگ ایک دوسرے کے اصل سے واقف تھے کیونکہ وہ آرمی میں بھی اعلیٰ عہدوں پہ فائز تھے۔ باقی سب سوائے ناموں کے کچھ نہیں جانتے تھے۔ نام سے بھی وہ سب اس لئے واقف تھے کہ جو کام انہیں سونپا جا رہا تھا وہ انہوں نے ایک ساتھ اور ایک ہی جگہ پہ ڈیل کرنا تھا۔ کمرے کی ساؤنڈ پروف چار دیواری کے باہر اس مشن کے لیے چنے جانے والے ان آٹھ لوگوں کے نام اور کام سے ہوائی مخلوق



تک واقف نہ تھی۔

اس سرزمین کو ہمیشہ کی طرح آج بھی آپ لوگوں کی ضرورت ہے۔ اس کی حفاظت آپ نے کرنی ہے۔ جو مشن آج آپ کو سونپا جا رہا ہے وہ انٹر سٹنگ ہونے کے ساتھ ساتھ امیزنگ بھی ہے۔ ملک دشمن عناصر اس پاک زمین پر اپنے حبال پھیلا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ ہمارے لوگوں کو اس حبال میں کسیں آپ کو انہیں ختم کرنا ہے۔ مقابلہ صرف تب ہوتا ہے جب دشمن سرحد سے دور رہے لیکن جب وہ سرحد پار کر لے تب اسے موت کے گھاٹ اتارنا لازم ہے۔ کیا آپ سب ملکی دفاع کے لیے پر عزم ہیں؟

"یس سر۔"

ٹیبل کے ارد گرد موجود سب لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

## Classic Urdu Material

میجر شاہان یہ اسائنمنٹ آپکو سوپنی جا رہی ہے۔ کین یو"  
"کمپلیٹ اٹ؟

باس نے فرسٹ سیٹ پہ بیٹھے نوجوان میجر شاہان کو  
مخاطب کیا۔

آف کورس سر۔۔۔ وائے ناٹ۔۔۔ آئی ول بی گریٹ فل ٹو"  
"یو۔

اس اسائنمنٹ کی ڈیڈ لائن ٹھیک ایک ماہ کے بعد ہے مگر"  
مجھے یہ کام پچیس دنوں کے اندر چاہیے۔ اس فائل میں ٹارگٹ  
کے متعلق انفارمیشن ہے۔ وہ کس جگہ پہ رہتا  
ہے۔۔۔ کیا کرتا ہے۔۔۔ اور کس نام سے جا رہا ہے۔ اس کے  
"علاوہ سارا کام آپ نے خود کرنا ہے۔

باس نے کہتے ہوئے فائل اسکی جانب بڑھائی۔

## Classic Urdu Material

اگلے پینتالیس سیکنڈز میں میجر شاہان نے فائل میں لگے  
چاروں صفحات پلٹائے۔

اوکے سر۔ ٹھیک۔ پچیسویں دن اس زمین سے ان لوگوں کا صفایا ہو۔  
"جبائے گا۔ انشاء اللہ۔"

انشاء اللہ۔ آپکو ہر طرح کی سپورٹ حاصل ہوگی بٹ مجھے  
کل اس شخص کے متعلق کمپیوٹ انفارمیشن چاہیے۔ کل کو اسی  
وقت اسی جگہ پہ ہم آٹھ لوگوں کے درمیان میٹنگ ہو  
"گی۔ آفسٹراٹ یوول سٹارٹ یور ورک۔"  
"اوکے سر۔"

وہ سب باس کو سیلوٹ کرتے ایک ایک کر کے کمرے  
سے باہر نکل گئے۔

"میں کل کو کراچی جا رہا ہوں۔"

ناشتے کی ٹیبل پر اس کی بات پر صرف ممی نے سر اٹھایا۔ سکندر اور تاشیہ بغیر چونکے مطمئن انداز میں ناشتہ کر رہے تھے۔

"خیریت؟"

"یس۔ آفس کے کام سے۔"

"کتنے دنوں کے لیے؟"

"دو چار دن لگ سکتے ہیں یا ہو سکتا ہے پہلے ہی آ جاؤں۔"

"سدرہ سے ملنے جاؤ گے؟"

نہیں ممی۔ اس بار حنا لہ سے نہیں مل سکتا نیکسٹ ٹائم سہی۔ ویسے

بھی صرف دو چار دنوں کے لیے جانا ہے۔ آفس کی



## Classic Urdu Material

"مصرفیات کی وجہ سے ٹائم ہی نہیں ملے گا۔"

"اوکے۔"

انہیں جانے کی خبر سنا کر وہ پھر سے ناشتہ کرنے لگ گیا۔

---

کے آٹھ ایجنٹس ISI آج پھر ساؤنڈ پروف کمرے میں  
کے درمیان میٹنگ تھی۔ سب لوگ ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے تھے۔  
ميجبر شاہان نے بورڈ پہ نقشہ پن اپ کر کے اس پہ سرخ  
دائرے لگا کر احبازت طلب نظروں سے باس کو  
دیکھا۔ احبازت ملتے ہی وہ ٹارگٹ کے متعلق انفارمیشن شیئر  
کرنے لگا۔

## Classic Urdu Material

سر یہ شخص پاکستان میں رستم شاہ کے نام سے جاتا ہے " جبکہ اس کا اصلی نام رتک بھنیشور ہے۔ یہ پاکستان میں ڈرگز سمگلنگ کرتا ہے۔ یہ صرف ایک شخص نہیں ہے ان لوگوں کا ایک نیٹ ورک ہے جو ہمارے ملک میں بے حد تیزی سے پھیل رہا ہے۔

دی موسٹ انٹر سٹنگ تھنگ از دیٹ ڈرگز کی سمگلنگ بارڈر کے ذریعے نہیں ہوتی۔ یہ پانی کے ذریعے ہوتی ہے اور انکاراستہ یہ والا ہے۔

اس نے میپ پہ موجود سرخ دائروں پہ سٹک پھیری۔ سمگلنگ روز نہیں ہوتی یہ ایک مہینے میں دوبار ہوتی ہے اتوار کی رات کو۔ وہاں سے یہ لوگ بھیس بدل کر آتے ہیں اور اگر کبھی یہ لوگ پکڑ ہو جائیں تو انکے پاس سوائے کپڑوں کے کچھ نہیں

ہوتا۔ ہر چھ ماہ یا ایک سال بعد جب ملکوں کے درمیان بے گناہ قیدیوں کا تبادلہ ہوتا ہے تب یہ لوگ ان بے گناہوں کی لسٹ میں آجاتے ہیں جو غلطی سے مچھلیاں پکڑتے پکڑتے سرحد کراس کر گئے۔ ہر سال ہمارے ملک سے دس سے زائد بے گناہ قیدی واپس جاتے ہیں۔ ان میں کچھ واقعی بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں جبکہ تین سے چار لوگ اس گینگ کے آلہ کار ہوتے ہیں۔

پانی کے ارد گرد یہ سب خانہ بدوشوں کی طرح جھونپڑیاں لگا کر رہتے ہیں۔ اس کام کے لیے ایک بندے کو فی چکر کا ایک لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ فوراً واپس نہیں جاتے بلکہ پندرہ دن بعد جب دوسرا ساتھی مال کی ڈیلیوری کر دیتا ہے تب وہ اس جھونپڑی میں اگلے پندرہ دن تک سٹے کرتا ہے اور پھر پہلا شخص واپس چلا جاتا ہے۔ ان میں سے کئی کے

پاس بہت سے ملکوں کے شناختی کارڈز ہیں۔ یہاں پہ جب وہ پانی  
میں جاتے ہیں تو ارد گرد کی آرمی کو اس ملک کا شناختی کارڈ  
دکھاتے ہیں جب یہ سرحد کراس کرتے ہیں تو جب  
دوسرے ملک کی آرمی ان سے پوچھ گیچھ کرے تب ان کے پاس  
اس ملک کی شناخت موجود ہوتی ہے۔ پکڑے صرف وہی لوگ  
جاتے ہیں جو نئے نئے اس دھندے میں آئے ہوں جن کے پاس  
"صرف ایک شناخت ہو۔"

ٹیبیل کے ارد گرد موجود لوگ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھنسائے اور  
آنکھیں سکیڑے اسے بولتا سن رہے تھے۔

اب آتے ہیں دوسری بات کی طرف۔"

رستم شاہ اس دھندے کا ماسٹر مائنڈ ہے۔ وہ اکیلا نہیں  
ہے اسے دشمن کی مکمل سپورٹ حاصل ہے اور بد قسمتی سے



ہمارے ملک کے کچھ سیاسی کارکنان بھی اس میں شامل ہیں۔

مال یہاں تک پہنچ جاتا ہے لیکن یہاں سے آگے وہ دو جگہ "سپلائی ہوتا ہے۔ ملک سے باہر بھی اور ملک کے اندر بھی۔

ملک سے باہر یہ دوسرے ایشیائی ممالک کو بھیجا جاتا ہے جبکہ ملک کے اندر یہ شہر کے ارد گرد کی یونیورسٹیوں کے ہاسٹلز میں جاتا ہے۔

گرلز اور بوائز دونوں ہاسٹلز میں۔

اس کے علاوہ یہ مشہور سائیکسٹرسٹ کے کلینک میں بھی جاتا ہے جہاں ڈپریشن سے بد حال لوگ علاج کے لیے آتے ہیں اور وہ ڈاکٹر زان پینشنس کو یہ منشیات دیتے ہیں جو کہ ایسا سکون دیتی ہیں کہ تین گھنٹوں میں ہی انسان ایسا آرام دہ فیل کرتا ہے

کہ اگلی بار وہ اس کی ڈبل مقدار کھالیتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ ڈرگز جسم کی ضرورت بن جاتی ہے۔

سر ہمارے ملک میں یہ نیٹ ورک بے حد تیزی سے اور بہت حد تک پھیل چکا ہے۔

جو ڈرگز باہر کے ممالک جاتی ہیں وہ پیکٹس میں بند ہو کے نہیں جاتیں بلکہ برآمدات کے ذریعے جاتی ہیں جیسا کہ کپاس، فائبر اور فروٹ وغیرہ جو پاکستان برآمد کرتا ہے یہ منشیات ان برآمدات والے لوڈرز میں رکھی جاتی ہیں تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔

ان تین جگہوں پہ ایک مہینے میں دس ملین کی ڈرگز فروخت ہوتی ہیں۔ اس ساری رقم کے تین حصے ہوتے ہیں ایک حصہ دشمن کا، ایک رستم شاہ کا جبکہ تیسرا حصہ

## Classic Urdu Material

ہمارے سیاسی کارکنان اور سول سروسز میں موجود ضمیر  
فنا و شوں کا۔

تمام ڈرگزر ستم شاہ کے کمپاؤنڈ میں موجود ہوتی ہیں مگر خود وہ  
شہر کے ڈیفینس ایریا میں ایک بنگلے میں رہتا ہے۔

ویسے تو اسکی بہت سی ایگل شادیاں ہیں لیکن اگر صرف لیگل کی  
بات کی جائے تو تمام ایشیائی ممالک میں اس کی ایک  
ایک بیوی موجود ہے۔ اس کا ایک بیٹا بھی اس دھندے میں  
ہے جو پاکستان میں کیہان شاہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس  
کی عمر بیس سال ہے اور وہ اپنے باپ کارائنٹ آرم ہے جبکہ  
اسکی ماں کو لبو میں رہتی ہے۔ یہ اسکی پہلی لیگل بیوی کا بیٹا ہے۔  
مال کی سپلائی اس اتوار کو دوبارہ ہوگی لیکن انشاء اللہ بیس دن بعد  
"وہ ہلنے کے قابل بھی نہیں رہیں گے۔"

## Classic Urdu Material

یہ پچھلے آٹھ گھنٹے میں اکٹھی کی گئی معلومات تھیں جو وہ اپنے  
باس سے سن کر رہا تھا۔

انہوں نے فخر سے اسے دیکھا وہ صرف میجر شاہان نہیں تھا وہ  
انکاراٹ ہیڈ بھی تھا۔ اس کے اسی سٹرانگ ڈیٹر مینیشن کے  
باعث انہوں نے یہ اسائنمنٹ اسے سونپی تھی۔

مجھے اس شخص پہ ہاتھ ڈالنے کے لیے لیگل اور ایگل تمام  
"تعلقات استعمال کرنے پڑیں گے۔"

ڈونٹ وری تمہیں جو سپورٹ چاہیے وہ ملے گی لیکن پچیسویں دن  
مجھے رستم شاہ کا سر چاہئے۔ ٹھیک پچیس دن بعد ہماری دوبارہ  
"میٹنگ ہوگی۔"

انشاء اللہ ضرور۔ اگر زندگی رہی تو میں خود آپکو رپورٹ پیش کرونگا  
ورنہ میری جگہ میجر عثمان اور کیپٹن عمر آپکو یہ رپورٹ



"دیں گے۔"

اوکے۔ اللہ پاک ہمیشہ تم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اب اپنا کام "  
"شروع کرو۔ اللہ حافظ۔"

ان سب نے باس کو کھڑے ہو کر سلیوٹ کیا۔

جباتے جباتے انہوں نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر مکرآتے  
ہوئے میجر شاہان کو تھمبزاپ کا اشارہ دیا تھا۔

آن ڈیوٹی ایک دوسرے کو کسی ریلیشن سے مخاطب کرنا  
جباب کے اصول کے خلاف تھا۔ اسی لیے بہت کم لوگ  
جبانے تھے کہ انکو حکم دینے والا شخص صرف انکا باس ہی نہیں بلکہ  
میجر شاہان سکندر کا باپ بھی ہے۔

باس کے جبانے کے بعد اب کمرے میں سات  
لوگ موجود تھے۔

"کیپٹن عمر! میں نے آپکو اس بنگلے کی نگرانی کو کہا تھا۔"

شاہان نے کیپٹن عمر کو مخاطب کیا۔

یس سر۔ میں انفارمیشن کلیکٹ کر چکا ہوں۔ رستم شاہ کے

پاس ایشیا کے تمام ممالک کی نیشنلٹی ہے۔ اسے جس ملک

میں خطرہ ہو وہ وہاں سے موو کر جاتا ہے لیکن پچھلے آٹھ سال سے

وہ پاکستان کے شرفاء میں شامل ہے کیونکہ پولیس اسکی

وفادار ہے۔ اگر کوئی غلطی سے ایماندار نکل آئے تو وہ اسے ساتھ ہی

ختم کر دیتا ہے۔ پچھلے چار سالوں میں چھ ایس پی اور تین ڈی

ایس پی جعلی مقابلوں میں مارے جا چکے ہیں۔

ڈیفینس ایریا کے فرنٹ سائڈ کے تمام بنگلے رستم کی ملکیت

ہیں۔ بیک سائڈ ہمارے شہری بستے ہیں۔ دنیا کے دکھاوے

کو وہ ایک بزنس مین ہے۔ بنگلے میں اسکے تیرہ ملازم موجود

ہیں۔

اس کے بنگلے میں پچھلے آٹھ گھنٹوں میں ایک لڑکی کو انسٹر ہوتے دیکھا گیا ہے اور پورے 23 منٹس کے بعد وہ لڑکی واپس آئی لیکن ان تیس منٹ میں اس میں ایک چیخ آیا وہ بنگلے میں انسٹر جو گر پہن کر ہوئی تھی لیکن واپسی پہ اس کے پاؤں میں ہیل تھی۔ یہ اس لڑکی کا بائیو ڈیٹا ہے۔ اس کا تعلق کو لمبو سے ہے۔ نام مائٹھی کو کب اور عمر تیس سال ہے۔ کل کی رات اس نے "کیہان شاہ کے بنگلے میں گزاری ہے۔

عمر نے کہتے ہوئے فائل شاہان کی جانب بڑھائی۔ فائل میں مائٹھی کے آئی ڈی کارڈ کے ساتھ ساتھ ٹکٹ کی کاپی، رہائش کی دستاویزات اور سیٹ کی کنفر میشن کاپی بھی موجود تھی۔ "یہ تو کل واپس جا رہی ہے۔"

## Classic Urdu Material

یس سر۔ یہ کل صبح تین بجے سری لنکا کے لیے منلائی کر "جائے گی۔"

نو عمر نو۔ یہ پاکستان سے باہر نہیں جانی چاہیے۔ اس کو اپنے "سیل کا مہمان بناؤ اور رستم کو یہی خبر ملے کہ وہ کولمبو پہنچ چکی ہے۔"

"اوکے سر۔"

اسے سیل میں لانے سے پہلے شہر کے باہر کسی ویرانے میں "اس کے جوتے اتروالینا۔ ان میں سینسرز لگے ہیں۔ لیڈیز کانسٹیبل سے کہنا اس کے بالوں کی حبڑوں سے لے کر ناخن تک "چیک کرے۔ غلطی سے بھی کوئی غلطی نہ ہو۔"

"اوکے سر۔"

کیپٹن عمر نے سر ہلایا لیکن اس کی بات پہ میجر عثمان کے



چہرے پر پریشانی کے سائے لہرائے۔ وہ منہ پہ ہاتھ کی  
مٹھی رکھے فکر مندی سے شاہان کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے عثمان۔ آریو اوکے؟"

شاہی وہ سب تو ٹھیک ہے۔ لڑکی سیل میں آجائے گی مگر  
"ایک مسئلہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

یاروہ لڑکی پٹاخ پٹاخ انگریزی مارتی ہے۔ مجھے تو اردو بڑی مشکل بولنے آتی  
"ہے۔ اس سے پوچھ گچھ کیسے کروں گا۔"

عثمان کی بات پہ بلند قہقہوں کے ساتھ ان سب کے ہاتھ ہوا  
میں لہرا کر ایک دوسرے سے ٹکرائے۔

تم سب ہنس رہے ہو۔ مجھے نئی ٹینشن ہو رہی ہے۔ شاہی تو اس

## Classic Urdu Material

"سے پوچھ گچھ خود کرنا۔ وہ انگلش اور سنہالی بول سکتی ہے۔

تم صاعقہ (عثمان کی منگیترا) سے کہنا اسے ہینڈل کرے۔ میں"

ایک ہفتے بعد سیل کا چکر لگاؤں گا۔ ابھی مجھے جانا ہے۔ عمر

سیل ساؤنڈ پروف ہونا چاہیے۔ اس تک آنے والی تمام

"ویوز (لہریں) روک دو۔

"اوکے سر۔"

ناؤ وائی سٹارٹ آؤر ورک۔ اللہ پاک ہمیں ہمارے مقصد

"میں کامیاب کرے۔

اس کے کہنے پہ سب آمین کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل

گئے۔

<http://www.classicurdumaterial.com/>

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author

## Classic Urdu Material

رستم شاہ بلیک ٹوپیس میں ملبوس سگار کے کش لیتے  
لیپ ٹاپ کی کیز دبا رہا تھا۔ اشرف (خاص ملازم) پچھلے دو  
گھنٹوں سے مؤدب بنا اس کے پاس کھڑا تھا۔ تبھی اشرف  
کے موبائل کی بیپ ہوئی۔ رستم کے ماتھے پہ رگ  
ابھری۔ اشرف نے ڈرتے ڈرتے اسکی جانب دیکھ کر آنے  
والی کال کاٹ دی۔

"ماٹنگی پہنچ چکی ہے؟"

"جی صاحب۔ اس نے پہنچنے کی اطلاع دے دی تھی۔"

"کس وقت؟"

"تین گھنٹے پہلے۔"

"بات کرواؤ میری۔"

## Classic Urdu Material

کچھ دیر بعد لائن کے دوسری جانب مائٹگی کی آواز آئی۔ اس کے خیریت سے پہنچ جانے اور کام ہو جو جانے پر رستم کی سانس بحال ہوئی۔

مائٹگی کی کال بند ہوتے ہی دوبارہ اشرف کے نمبر پر کال آنے لگی۔

"حباً وحباً کر سنو اسے اور آئندہ فون بند رکھنا۔"

"جج۔۔۔ جی۔۔۔ صاحب۔"

وہ فوراً کہہ کر کمرے سے باہر نکلا۔ لائن کے دوسری جانب اس کی بیوی تھی۔

"ہاں کرو بکواس۔۔۔ کیا تکلیف ہے؟"

وہ فون کان کو لگائے آہستہ آواز میں گرجا لیکن دوسری جانب کی



بات سن کر پتہ چلا پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکنا کسے کہتے ہیں۔

م۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ ابھی آرہا ہوں۔ تم مسجد میں "اعلان کرواؤ۔ ارد گرد پتہ کرو کہاں جا سکتا ہے وہ۔ تم کہاں مری ہوئی تھی۔ کیسے باہر نکل گیا وہ۔

"اچھا۔۔۔ اچھا میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ آنسو صاف کرتا باہر کو بھاگا۔

پچھلے آٹھ سال سے وہ رستم شاہ کے ساتھ تھا۔ ان گزرے آٹھ سالوں میں وہ رستم کارائٹ ہینڈ بن چکا تھا۔ وہ اس کے وفادار ملازموں میں سے تھا۔ رستم کے انڈر گراؤنڈ ہونے کی صورت میں کمپاؤنڈ اور بنگلے کی حفاظت اس کی ذمہ داری تھی۔ آٹھ سالوں میں پہلی بار وہ رستم کی احبازت کے بغیر

باہر کو بھاگا گھتا۔

جب ایک گھنٹے بعد بھی وہ واپس نہ آیا تو رستم نے اس کا نمبر  
ملایا۔

معافی چاہتا ہوں صاحب۔ آج پہلی بار غلطی ہوئی ہے۔  
جی۔ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے جی۔ پورے گاؤں میں پتہ کیا ہے وہ  
کہیں نہیں ہے۔ صرف چار سال کا ہے۔ مجھے معاف کر دیں  
"میں آپ کو بتانا بھول گیا۔"

"بھاڑ میں جھونکو بیٹے کو اور فوراً واپس آؤ۔"

اس نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

اشرف ضبط کرتا رد گرد کے گاؤں میں اعلان کرواتا ایک شخص  
کے ہمراہ واپس ہولیا۔

مجھے معاف کر دیں صاحب۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میرا " صرف ایک بیٹا ہے جی۔ شادی کے دس سال بعد ہوا ہے۔ وہ تو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلا اب وہ دوپہر سے غائب ہے۔ صاحب آپ چاہیں تو وہ دس منٹ میں واپس آ سکتا ہے۔ مجھ پر رحم کریں۔ میرے بیٹے کو کہیں سے لادیں۔ میں "ساری عمر آپکی خدمت میں رہوں گا جی۔"

وہ گڑ گڑاتے ہوئے اس کے پاؤں میں آ بیٹھا۔

اٹھوا دھر سے۔ میرے پاس اتنا مال تو ٹائم نہیں ہے کہ تم " لوگوں کی اولادوں کو ڈھونڈتا پھروں۔ وہ سامنے والے دراز سے دونوٹوں کی گڈیاں اٹھاؤ۔ پیہ لگاؤ آجائے گا تمہارا بیٹا۔ فنکر نہ کرو نہیں "سرتا وہ۔"

بیٹے کے بارے میں ایسی بات پہ دوسروں کی اولادوں کو پاؤں تلے

روندنے والے اشرف کادل کانپ گیا۔

صاحب خدا کے لیے ایک مہربانی کر دیں۔ پھر مجھے چھٹی  
دے دیں کچھ دنوں کے لیے۔ جیسے ہی میرا بیٹا واپس آیا میں فوراً آ  
"حباؤں گاجی۔"

کیا بکواس ہے یہ۔ تمہارا بیٹا ساری زندگی نہ آئے تو اسکا  
"مطلب تم یہاں نہیں آؤ گے۔ اس اتوار مال کی ڈیلیوری ہے۔  
رستم کی دھاڑ پہ لاؤنج میں موجود اشرف کے ساتھ آیا  
دوسرا آدمی کانپ گیا۔"

نہیں صاحب۔ میں اسی لیے اس کو ساتھ لایا ہوں۔ اس کو  
میں نے ایک ایک چیز سمجھا دی ہے۔ آپ کو کوئی  
شکایت نہیں ہوگی۔ چاہے تو اسکی چمڑی ادھیڑ دیجیے گا  
اف بھی نہیں کرے گا۔ میرا بیٹا جیسے ہی مل گیا میں اسی



## Classic Urdu Material

وقت واپس آجاؤنگا۔ مجھ پہ تھوڑا سا رحم کریں۔ مجھے اسے  
"ڈھونڈنے دیں۔"

وہ رحم کی اپیل کرتا دوبارہ اس کے پاؤں میں آبیٹھا۔ رستم نے  
نظر کی نظر اٹھا کر سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا۔

تیل کے ساتھ چوپڑے ہوئے بال، گہرے گلابی رنگ کا  
مردانہ سوٹ پہنے، پاؤں میں گھسی سی چہل اور کسی ستے سے  
پرفیوم کی پوری بوتل خود پہ انڈیلے وہ نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

اس کا جائزہ لے کر رستم نے اشرف کی طرف دیکھا۔

جی یہ زلفی ہے۔ بڑے عنریب گھر کا ہے مگر ہے بہت۔  
وفادار۔ بس نوکری نہیں مل رہی۔ میں اسے بہت اچھے سے  
جانتا ہوں۔ یہ کبھی کوئی گڑبڑ نہیں کرے گا۔ جو آپ کہیں گے وہی  
"کرے گا۔ میں نے ہر چیز اس کو سمجھا دی ہے۔"

اس کی بات پر رستم نے اس کے آگے ہاتھ کیا۔ اشرف نے فوراً زلفی کا شناختی کارڈ اس کو دیا۔

"کون کون ہے تمہارے گھر میں؟"

رستم نے منہ سے دھواں نکالتے ہوئے سامنے کھڑے لڑکے سے پوچھا۔

جی اماں اور میں ہوں۔ باقی ڈنگر بھی رکھے ہوئے ہیں اور گکڑیاں بھی ہیں۔  
جی۔ ابھی پرسوں اماں ایک آنڈوں والی گکڑی لائی ہے۔ پچھلی دو تو ماسی جنتے کی بلی کھا گئی جی۔

"صاحب انسانوں کی بات کر رہے ہیں۔"

اشرف نے دانت پیس کر کہا۔

"وہ جی بس میں اور اماں ہی ہیں۔"

## Classic Urdu Material

"تم حباؤ اشرف اور وہاں سے پیسے نکال لو۔"

رستم نے اشرف کو حبانے کا اشارہ کیا۔

بہت بہت شکر یہ صاحب۔ آپکی بڑی مہربانی۔ میں"

"بہت جلد واپس آجاؤنگا۔"

وہ دراز سے نوٹوں کی دو گڈیاں اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"باپ کہاں ہے تمہارا؟"

رستم نے دوبارہ زلفی سے پوچھا۔

جی میں چھوٹا سا محتاج ابامجھے اور اماں کو دھوکہ دے کر چلا"

"گیا۔"

"کہاں؟"

"اللہ کے پاس جی۔"

رستم نے اس کی بات پہ سر جھٹک کر انٹرکام پہ  
ایک ملازم کو اندر بلایا۔

یہ آئی ڈی کارڈ لے جاؤ۔ اگلے بیس منٹ میں مجھے اس کے  
متعلق کمپیوٹر انفارمیشن چاہیے اور یہ اشرف کاپتہ  
"کرو کہاں گیا ہے وہ۔"

اس نے اندر آنے والے ملازم کو کارڈ تھمایا۔

"ہاں بھئی زلفی۔ کیا کیا بتایا ہے تمہیں اشرف نے؟"

جی اس نے کہا ہے جو صاحب کہیں وہی کرنا ہے۔ وہ جو کہیں  
اس پہ عمل کرنا۔ ادھر ادھر نہیں دیکھنا اور جو کچھ وہاں پہ  
"ہو اس کی خبر فرشتوں کو بھی نہ ہو۔"

"کتنا پڑھے ہوئے ہو؟"



## Classic Urdu Material

بس جی کچی اور پکی پڑھی تھی پھر اماں نے اسکول سے ہٹالیا۔ ابا جو "نہیں ہتا پھر ڈنگروں کو میں نے ہی سنبھالنا ہتا۔"

اشرف کیا لگتا ہے تمہارا۔"

وہ اس کے بارے میں ایک ایک بات کرید رہا ہتا۔ کچھ منٹس بعد ہی زلفی کا ڈیٹا ہاتھ میں آتے ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جانا ہتا۔

"جی میری اماں کی چپاچی کی حوالہ کا داماد ہے۔"

"اب تمہاری اماں کو کون سنبھالے گا۔ تم تو یہاں پہ ہو۔"

جی وہ ایک منڈے کو کہہ کر آیا ہوں کہ اماں کا خیال رکھے اور "گکڑیوں کو بھی دانہ ڈال دے۔ ڈنگر سارے تو خود ہی پانی پی آتے ہیں نہر سے جی۔"

"تم کام کے بندے ہو اگر تمہاری زبان کاٹ دی جائے۔"  
رستم کی بات پہ زلفی نے لرز کر سرے والی آنکھوں کو گول گول  
گھمایا۔

معاف کر دیں جی۔ آئندہ نہیں بولوں گا۔ آپ بس مجھے نوکری  
دے دیں۔ آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گا۔ اب تو گھر کا چولہا  
"بھی بند ہو گیا ہے۔"

ٹھیک۔ بس منٹ بعد اس کے کنٹرول روم کے آپریٹر نے  
ایک فائل اس کی جانب بڑھائی۔

وہ شناختی کارڈ اور فائل پہ پرنٹ کیا ڈیسٹا میچ کر رہا تھا۔ ساتھ  
زلفی کی ماں کی تصویر موجود تھی۔

"اس سے پہلے بھی کہیں کام کیا ہے تم نے؟"

ہاں جی۔ اشرف نے ہی ایک نوکری دلوائی تھی لیکن پسند رہ دن "  
"بعد ہی انہوں نے مجھے کام سے نکال دیا۔

"کیوں؟"

وہ جی پہلے تو اشرف کا ان لوگوں کے ساتھ اچھا میل جول ہوتا تھا پر "  
جب سے اشرف نے انہیں پڑیاں اور پیکٹ دینے بند کیے انہوں  
نے مجھے بھی کام سے نکال دیا۔ حالانکہ میرا تو کوئی قصور نہیں تھا  
میں تو وہاں جھاڑو دیتا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے نکال دیا بس  
"جی وڈے لوگ وڈیاں گلاں۔

اس کی بات پر رستم کے ہاتھ سے فائل گرتے گرتے بچی۔  
"کونسی پڑیاں اور پیکٹ؟"

زلفی ادھر ادھر دیکھتے اس کے قریب ہوا۔

وہ جی آپ کسی کو بتائیں گے تو نہیں۔ کہیں میری یہ نوکری "نہ چلی جائے۔ اب تو ایک کو کڑی آنڈے نہیں دے رہی۔ گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔"

"تم بولو جلدی۔"

رستم کا ایک ایک عضو کان بن گیا۔

وہ جی اشرف ناہر منگل کو دو ڈبے لاتا ہے بڑے بڑے۔ اس میں "بہت ساری پڑیاں اور پیکٹ ہوتے ہیں۔ بند ہوتے ہیں جی۔ وہ ایک ایک پیکٹ کے بہت سارے پیسے لیتا ہے۔ جہاں میں پہلے کام کرتا تھا وہاں پہ وہ پورا ایک ڈبہ دیتا تھا جس میں تقریباً ہزار پیکٹ ہوتا ہے اور وہ لوگ ہر بار نوٹوں کا بریف کیس دیتے تھے اشرف کو۔ جب میں نے اس سے پیسے مانگے تو اشرف نے ایک تھپڑ مارا میرے اور کہا میں نوکری



## Classic Urdu Material

ختم کروادوں گا اگر کوئی بات کی۔ دیکھیں جی۔ میں آپکے پیر پڑتا ہوں۔ آپکو تو اپنا سمجھ کے بتا دیا میں نے۔ آپ اشرف کو "نہ بتانا ورنہ وہ مجھے یہاں سے بھی نکال دے گا۔"

رستم کے اندر ابال اٹھ رہا تھا۔

"اس کا بیٹا کہاں پہ ہے۔۔ کیا واقعی غائب ہوا ہے؟"

جی کہہ تو سب یہی رہے ہیں۔ مولوی رفیق نے مسجد میں "اعلان بھی کیا تھا۔ لیکن مجھے پتہ ہے اس کا بیٹا کہاں پہ ہے؟"

"تمہیں کیسے پتہ۔۔ کہاں ہے وہ۔۔ کہیں تم نے تو نہیں اٹھوایا؟"

رب سوہنا معاف کرے جی۔ میں کیوں اٹھاؤں گا اللہ

"معاف کرے۔ میری توبہ۔"

زلفی نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو تھوک لگا کر باری باری کانوں کو لگایا۔

"پھر کہاں ہے وہ؟"

وہ جی ماسی جنتے کہہ رہی تھی کہ قبرستان والے کسکر کی چڑیلیں"

اس کے بیٹے کو اٹھا کر لے گئی ہیں۔ وہ روز قبرستان والے میدان

"میں کھیلنے جاتا تھا نا چھوٹے بچوں کے ساتھ۔

"لعنت ہو تم پر۔"

رستم نے غصے سے اسے دیکھتے ایک ملازم کو اندر آنے کا کہا۔

اشرف پہ چیک رکھو۔ وہ کہاں جاتا ہے۔ کیا کرتا"

"ہے۔ کس سے ملتا ہے۔ ساری ڈیٹیل چاہیے مجھے۔

ملازم سر ہلا کر باہر چلا گیا۔

"یہ کون ہے زلفی؟"

اس نے ایک تصویر زلفی کی جانب لہرائی۔

جی یہ تو میری اماں ہے۔ پر آپ کے پاس میری اماں کا "فوٹو۔۔۔"

زلفی آج سے تم میرے ساتھ رہو گے۔ میں جو کہوں گا وہ کرو گے۔ اگر "ہلکی سی بھی ہیرا پھیری ہوئی تو تمہارا اور تمہاری اماں کا کام ختم۔"

"نہیں جی نہیں۔ آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گا۔"

اس نے تابعداری سے رستم کی ٹانگیں دباتے ہوئے کہا جبکہ رستم کا ذہن اس وقت اشرف میں اٹکا ہوا تھا۔

---

"تم واقعی کراچی جا رہے ہو؟"

تاشیہ لاؤنچ کے دروازے کے پٹ سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی۔ وہ

## Classic Urdu Material

اس کے تفتیشی انداز پہ مسکرایا۔

"نہیں تو۔ گلی ڈنڈا کھیلنے جا رہا ہوں آؤ اکٹھے چلتے ہیں۔"

"مجھے کیوں تمہاری باتیں مشکوک لگ رہی ہیں۔"

اس کی بات پہ وہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجاتا اس سے  
ایک قدم کے فاصلے پہ کھڑا ہوا۔

"مشکوک۔ لوگوں کو ہر چیز مشکوک ہی لگا کرتی ہے۔"

"آج رات انسانوں کی طرح گھر آنا ہے۔"

تاشیہ نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"تم کون سا میرا انتظار کرتی ہو۔ کیا فائدہ؟"

"اُس مین مجھے اگین ڈیڈی کی ہیلپ لینی پڑے گی۔"

تاشیہ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔



## Classic Urdu Material

"محترم۔ آپکے ڈیڈی کے کہنے پر ہی حبار ہا ہوں۔"

اس نے تاشیہ کے پیچھے موجود دروازے پہ ہاتھ رکھا۔

او کے پھر چوتھے دن واپس آنا ہے۔ چار دن کا مطلب صرف۔

"چار دن۔"

"نہیں تو۔ تم بلاؤ گی تو پہلے بھی آ سکتا ہوں۔"

تبھی ڈیڈی کو سیڑھیوں سے اتار دیکھ کر وہ فوراً پیچھے ہٹا۔

"اب تک گئے نہیں بیٹا۔۔۔ کب کی فلائٹ ہے؟"

"جی حبار ہا ہوں ڈیڈی۔۔۔ بس آدھا گھنٹہ ہے فلائٹ میں۔"

"او کے پھر چلتا ہوں میں۔"

وہ ڈیڈی سے مل کر اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتا لاؤنج سے باہر نکل گیا۔

پانی کے ارد گرد ڈھیروں حنائی بدوشوں کی جھونپڑیاں بنی ہوئی  
تھیں۔ جھونپڑی کے باہر رکھے چولہوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ پانی کی  
وجہ سے ہوا بے حد ٹھنڈی تھی۔ مچھلیوں کی بو ارد گرد پھیلی ہوئی  
تھی۔ کچھ ماہی گیر پانی سے نکل کر ہاتھ میں حبال ہتھامے تڑپتی  
مچھلیوں کو لے کر آرہے تھے۔ پاس ہی ایک ڈھابہ نما ہوٹل  
میں مچھلی کو مصالحہ لگایا جا رہا تھا۔ جنگنوار گرد دیکھ رہا تھا۔  
ایک مہینے میں اتنا سب کچھ بدل گیا۔ ابھی ایک ہی تو "  
"مہینہ ہوا ہے یہاں سے گئے ہوئے۔"

وہ ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا جب بازی گرما گرم مچھلی اس کے  
پاس لایا۔

"لے بھی کھا اور دعائیں دے مجھے۔"

یار بازی اتنا سب کچھ بدل گیا۔ یہاں تو وارے ہی نیارے ہو گئے "

"ہیں۔"

فسرائی مچھلی کی خوشبو سونگھ کر ایک دو اور ماہی گیران کے پاس آ گئے۔

"اوکے کئے کھارہے ہو کچھ ہمیں بھی دے دو۔"

حبگنوں نے پلیٹ آنے والوں کی جانب بڑھائی۔

"یہ بازی تو اکثر یہاں پہ ہوتا ہے۔ تو نیا آیا ہے کیا؟"

آنے والے ماہی گیر (راجیش) کی بات پہ حبگنوں دل کھول کر ہنسا۔

اوہ بھولے بادشاہ! یہ سب اپنا ہی پھیلایا ہوا ہے۔ اگر تو حبگنوں کو

"نہیں جاننا پھر کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"کیا مطلب۔۔۔ پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھے۔"

آہو۔۔۔ آج خطرہ ٹلا ہے تو ایک مہینے بعد آیا ہوں۔۔۔ تو نیا آیا"

"ہے کیا۔۔ ایک مہینے پہلے تو یہاں پہ نہیں تھتا؟  
ہگنوں نے مچھلی کے پیس سے کانٹا نکالتے ہوئے پوچھا۔  
ہاں میں کچھ دن پہلے آیا ہوں۔۔۔ پر تجھے کیا خطرہ۔۔ ایک"  
"مہینے بعد کیوں آیا؟"

بس یار کیا بتاؤں مال جعلی نکلا۔ اب ہمیں کیا خبر ان"  
کمینوں نے پیچھے سے کیا ڈال کر بھیجا ہے۔ اپنا کام تو ڈبل پیسے لے کر  
آگے پہنچانا ہے۔ بس مال جعلی اور جیب خالی۔ کافی مسئلہ ہو گیا  
تھا اس لیے ایک مہینہ چھپ کر رہا ہوں لیکن آج تو یہاں  
"رونقیں ہی بڑی لگی ہیں۔"

اس کی بات پہ راجیش حیرت سے بولا۔  
لیکن یہاں تو سب کہہ رہے ہیں مال خریدنے والا بندہ کوئی"  
"رستم ہے پھر تو کیسے؟"



## Classic Urdu Material

اوہ آہو۔۔۔ رستم ہی ہے۔۔۔ اپنا 50% حصہ مال میں۔ ایسے ہی "تور رستم آسمانوں پہ نہیں پہنچ گیا۔ اسے کیا پتہ پاکستان کیا چیز ہے۔ ہم نے ہی قدم جمائے ہیں اس کے۔"

حنگنوں نے رازداری سے راجیش کے قریب ہو کر کہ بازی حنالی پلیٹ اٹھا کر چلا گیا۔

"یار یہ رستم خود کیوں نہیں آتا مال لینے؟" راجیش نے پوچھا۔

"کیوں تو نے اس کی بوتھی دیکھ کر کیا کرنا ہے۔ سڑا ہوا تندور ہے پورا۔" یار مجھے تو پیسے چاہیے تھے۔۔۔ پچھلی بار کے بھی نہیں ملے۔ حباناتو میں نے پہلے ہت لیکن میرا پر مٹ کوئی اور چوری کر کے لے گیا۔ اب گھر میں بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ اوپر سے اب

"یہ قیمت آدھی دے رہے ہیں۔"

"کیوں تجھے پیسے کیوں نہیں ملے؟"

یار میں نیا نیا آیا ہوں اس دھندے میں۔ ان لوگوں کی "مکاریوں کو صحیح سے حانتا نہیں ہوں۔ جو حبانے کا پر مٹھتا وہ میری جیب سے چوری ہو گیا اور کوئی اور واپس چلا گیا۔ اسی لیے رستم رہ گئی۔ آج صبح گھر سے فون آیا ہے۔ کھانے کو اب کچھ نہیں بچا۔"

"اوہوو۔۔۔ کتنے پیسے چاہیے تجھے؟"

کم سے کم 30 ہزار تو ہونا چاہیے۔ گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن ابھی تو مال آئے گا پھر میری جگہ کوئی اور یہاں آئے تو میں "واپس باسکوں گا۔"

"لے آ پھر۔۔۔ تیس ہزار پورا ہے۔ بھیج دے گھر والوں کو۔"

اونہیں نہیں۔۔۔ میں نے تجھے اس لیے تھوڑی بتایا ہے۔ بس "تو اپنا اپنا سا لگا تو دکھ درد بانٹ لئے۔ میں نے نہیں لینے۔ راجیش نے پیسے واپس کئے۔

یار ہی یاروں کے کام آتے ہیں۔ ہمارے بھی بچے ہیں گھر میں۔ پتہ "ہے کون کونسی ضروریات پوری کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے واپس لینے کے لیے نہیں دیئے۔

میں تیرا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ ابھی گھر والوں کو بھجواتا "ہوں۔ بچے تو بھوکے مہربانے گئے۔

راجیش آنکھیں صاف کرتا پیسے لے کر اٹھ گیا۔

---

میجر شاہان اور میجر عثمان دونوں ہاتھوں میں فائل ہتھامے تیز

تیز قدموں سے چلتے سیل کی طرف آرہے تھے۔

"زبان کھولی اس لڑکی نے یا نہیں؟"

شاہان نے رولیکس کی رسٹ واچ پہ ٹائم دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تین دن اسے ٹارچر سیل میں رکھا تھا لیکن ایک لفظ سچ

نہیں بولی۔ پہلی بار پوچھنے پہ اس نے کہا ماں مر گئی ہے باپ

ہے۔ جب دوسری بار اس کا انٹرویو ہوا تو اس نے باپ مار کے

ماں زندہ کر لی۔ پھر عمر نے تفتیش کی تو دونوں مر گئے ماں بھی اور

باپ بھی۔ وہ کہہ کر خود ہی بھول جاتی تھی کہ میں نے پہلے کیا

کہا ہے۔ پھر میں نے اسے صاعقہ کے حوالے

کیا۔ صاعقہ کے آگے تو گونگا پٹاری کھول لے وہ لڑکی کیا چیز

تھی۔ پھر صاعقہ نے اسے الیکٹرک والٹس (بجلی کے

جھٹکے) دیئے تو اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ پھر آخر کار



## Classic Urdu Material

سارے طریقے آزما کر اس پہ ٹر تھ سپیکنگ ٹیوبز لگائیں تب  
اس کی زبان سے سچ نکلا ہے۔ وہ کون ہے، کیا کرتی ہے، کہاں سے ہے،  
"ساراریکارڈ اس فائل میں ہے۔"

عثمان نے ہاتھ میں پکڑی فائل کی جانب اشارہ کیا۔  
"رستم کو اس لڑکی کی خبر ملی؟"

ہاں رستم کو اسکے کولمبو پہنچنے کی اطلاع مل گئی ہے۔ بخیر و"  
"عافیت مال پہنچنے پہ وہ بالکل رلیکس ہے۔"  
"ویٹس گریٹ، پارٹنر۔"

"شاہی! مال پہنچنے میں کچھ دن رہ گئے ہیں۔"

عثمان کی بات پہ شاہان کے قدموں کو بریک لگا۔

"پانی پہ پہرہ کونسے بیچ کا ہے؟"

پی سی او 937۔

کروادو۔ تم خود بھی اس کی نگرانی کرو ٹائم ٹو ٹائم اپ ڈیٹ کرتے 739"

"رہنا۔

وہ کہہ کر پھر سے چلنے لگا۔

"اوکے باس۔"

عثمان کے کہنے پہ اس کے گلابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔

وہ دونوں آن ڈیوٹی بھی ایک دوسرے کو سرباس نہیں کہتے تھے

وہ وہ دیرینہ دوستی تھی جو اسکول وقت سے قائم تھی۔ اپنے

اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان دونوں نے فورسز جوائن

کی اور دونوں ہی سیکرٹ سروسز میں سیلیکٹ ہوئے۔ لیکن

میجر عثمان کی حرکتوں اور باتوں کی وجہ سے اس کا گلاب بھی

حیران ہو جاتا تھا کہ عثمان کو واقعی ورلڈ بیسٹ پرفارمنس کے

بعد سیکرٹ سروسز میں سیلیکٹ کیا گیا تھا۔  
وہ دونوں کیس پہ بات کرتے ہوئے سیف سیل کی طرف  
بڑھے۔ سیل کے باہر کھڑے فوجی نے سیلوٹ کرتے ہوئے انہیں  
ماسک پکڑائے۔ وہ دونوں چہرہ ڈھانپ کر اندر آئے۔ صرف  
آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ سامنے ہی کرسی پہ ماسٹگی احبڑی ہوئی  
حالت میں بیٹھی تھی۔

ایشیائی نقوش کی حامل، سرخ بال، سفید رنگت، لائٹ  
براؤن آنکھیں وہ ایک جانب نظر لڑکی تھی۔ اس میں  
باپ کے نقوش واضح تھے۔

روز کئی کئی صرف آنکھوں والے لوگ جن کے چہرے کالے  
کپڑے سے ڈھانپے ہوتے تھے اس کے پاس آکر پوچھ گچھ کرتے  
تھے۔ اسے اب ان کالے چہروں سے وحشت ہو رہی تھی۔

وہ تو اچھی بھلی خوش باش ائیرپورٹ حبار ہی تھی۔ پاکستان اتنی بار آچکی تھی کہ اب موجودہ شہر کا چپہ چپہ اسے حفظ ہوتا۔ ائیرپورٹ حباتے ہوئے ڈرائیور نے اچانک گاڑی روکی اور دوسرا ڈرائیور آکر اسے چلانے لگا۔ ایسا کشر ہوتا تھا رستم جس بندے کے ہمراہ اسے بھیجتا تھا اسے آدھے راستے سے واپس بلا کر دوسرے بندے کو اسکے ہمراہ کرتا۔ سو وہ بغیر کوئی ٹینشن لیے باہر دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔ جب ائیرپورٹ کی بجائے گاڑی کسی اور طرف مڑ گئی۔ اس نے فوراً چیم کر ڈرائیور کو عنط راستے کا کہا لیکن ڈرائیور یا تو گونگا تھا یا بہر اجور و بوٹ کی مانند ونڈا اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے موبائل نکال کر رستم کو کال کی مگر سگنل ڈیڈ تھے۔ پھر بس اسے اتنا یاد تھا کسی نے اسکے جوتے اتروائے تھے۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے خود کو ایک تاریک کال کوٹھڑی میں پایا۔



## Classic Urdu Material

پچھلے ایک ہفتے سے اسے اتنا مار چر کیا گیا تھا کہ اکثر بیٹھے بیٹھے وہ کئی کئی گھنٹوں ہوش و ہوا اس سے بیگانہ ہو جاتی۔ اب پھر وہ خوفزدہ ہو کر آنے والے دو لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ سیل کا دروازہ مقفل ہو گیا۔

سیل میں ایک چار کونوں والی بڑی سی میز تھی جس کے ایک طرف تین چیرز تھیں جبکہ دوسری طرف ایک چئر تھی جس پہ مائنگی براجمان تھی۔ میز کے درمیان ریکارڈر پڑا ہوا۔ عثمان ایک چئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ شاہان نے کھڑے کھڑے دونوں بازو ٹیبل پہ رکھ کر پہلے اس کا مکمل جائزہ لیا پھر پوچھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

اوہ پائی۔ انگریزی بول۔ اسے کیا پتہ اردو کیا ہوتی ہے۔ چل کڑیے

"دس کی نام آتیرا۔ چھیتی چھیتی دس۔ سانوہوری کم آ۔"

ماشگی کے بولنے سے پہلے عثمان نے بولنا ضروری سمجھا لیکن شاہان کی ایک ہی نظر پہ وہ رخ بدل گیا۔

"واٹس یور نیم؟"

اب کی بار اس نے انگلش لب و لہجے میں پوچھا لیکن وہ خوفزدہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں بلا کی سختی تھی۔ وہ پوری کی پوری کانپ گئی۔

"تم رکومیں پوچھتا ہوں۔"

عثمان نے شاہان کو روکا۔

اوہیلو بہری گرل۔ باس از آسکنگ یور نیم۔ آریو بہری؟ ہے کی ماشگی"

جی۔ ماش کی دال۔ اوہ یار بڑے دن ہو گئے ماش کی دال کھائے

"ہوئے۔ چل آج وہی مسگواتے ہیں۔"

"جسٹ شٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ۔"

شاہان نے سنجیدگی سے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

یومین۔۔ میں تمہیں اس خوبصورت لڑکی کے ساتھ سیل"

میں تنہا چھوڑ دوں۔۔ نو۔۔ نیور۔۔ ایمپو سیبل۔۔ اچھا

"اچھا۔۔ نہیں بولتا اب۔۔ تو پوچھ۔"

شاہان کی کڑی نظریں خود پہ جمی دیکھ کر اس نے اسکی توجہ

مانگی کی جانب دلائی جو ٹکڑ ٹکڑا نہیں دیکھ رہی تھی۔

مانگی سے ادھر ادھر کی باتیں پوچھ کر شاہان اپنے مقصد پہ آیا۔ مانگی

کا سارا ڈیٹا محفوظ تھا۔

"تم جانتی ہو تمہارے پیرنٹس کہاں ہیں؟"

"نہیں۔ میں الیگل ہوں۔"

"رستم کو تم کہاں ملی؟"

وہ ایک چیرٹی شو میں آیا تھا۔ پھر رات کو اسی ہوٹل میں رکا۔  
جہاں میں ویٹرس کی حباب کرتی تھی۔ وہیں اس سے  
"ملاقات ہوئی۔"

"کیہان کو کب سے جانتی ہو؟"

"جب پہلی بار پاکستان آئی تھی تب سے۔"

"کہاں ٹھہرتی ہو پاکستان آنے کے بعد؟"

"کیہان کے بنگلے میں۔"

اس نے جھکی نظروں سے جواب دیا۔

"تم صرف رات میں وہاں پہ ہوتی ہو۔ دن کہاں گزرتا ہے؟"



"کمپاؤنڈ میں۔"

وہ گہری سانس لے کر چیئر پہ بیٹھا اور فائل کھول کر دو تصویریں نکال کر مائٹگی کے سامنے رکھی۔ دونوں تصویروں میں حد درجہ شبہت تھی کیونکہ وہ باپ اور بیٹی کی تصویریں تھیں۔

اگر تم آنکھوں والی ہوتی تو پہلی نظر میں ہی اپنے باپ کو پہچان لیتی۔

مائٹگی نے لرز کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر شاہان کو دیکھا۔

تمہاری ماں تمہارے باپ کی گیارہویں الیگل بیوی تھی لیکن بد قسمتی یہ کہ وہ بہت بڑے آدمی کی بیٹی تھی۔ سو مستقبل میں تمہارے باپ کو اس سے کئی خطرات تھے سو اسی لیے اس نے تمہاری ماں کو مار دیا۔

اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے شروع ہو چکے تھے۔ وہ اب بھی

پتھرائی آنکھوں سے دونوں تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔

ٹیبل پہ موجود رستم شاہ اور مائٹگی کی تصویر دیکھ کر عثمان کو حیا رسو  
چالیس والٹ کا جھٹکا لگا لیکن وہ بڑے آرام سے اپنی حیرانی دبا گیا۔

"اس ناطے کیہاں شاہ تمہارا بھائی ہے۔"

شاہان کی بات کا صدمہ نہ سہتے ہوئے مائٹگی ایک بار پھر چیئر  
پر لڑھک گئی۔

"نعوذ باللہ۔ شاہی یعنی کہ بہن اور بھائی۔۔۔"

"عثمان وہ غیر مسلم ہیں۔"

شاہان نے اس کی بات درمیان میں کاٹی۔

ہاں واقعی۔۔۔ اللہ کالاکھ لاکھ بار شکر ہے ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اللہ

"نے ہمیں ہر گندگی سے محفوظ رکھا۔"

بے شک اللہ کا کروڑوں بار شکر ہے۔ تم پانی کا پہرہ بدلو آؤ۔ ٹائم کم ہے۔"

وہ دونوں مائیکھی کو اسی طرح چھوڑ کر سیل سے باہر نکل گئے۔

---

اف خدایا!! سر کو بھی کوئی بندہ نہیں ملا جو مجھے اس کا انٹرویو "لینے بھیج دیا۔"

تاشیہ کوفت سے بڑبڑاتی کار سے نکلی اور رستم شاہ کے عالی شان بنگلے کو دیکھا۔ انٹرویو کا وقت سرنے پہلے ہی رستم کے ساتھ فحس کر لیا تھا۔ وہ میگزین کے دفتر میں ایک نگڑی سی پوسٹ پہ تھی۔ رستم کی "شہرت" سے وہ "اچھے" سے واقف تھی۔ بے شک وہ بزنس کی فیلڈ کا بے تاج بادشاہ تھا اور پاکستان کے شرفاء میں اہم مقام رکھتا تھا مگر دودھ کے اندر تیرتی

مکھی ارد گرد والوں کو نظر آہی جاتی ہے لیکن سیگن تاشیہ کا نہیں  
ہتا سو مجبور آہی سہی باس کا حکم ماننا لازمی ہتا۔

اگلے پندرہ منٹ میں وہ اپنے بیگ میں پستل کی یقین دہانی کرتے  
ہوئے ملازم کے ہمراہ اس کے ڈرائنگ روم میں موجود تھی۔

دس منٹ کے انتظار کے بعد رستم عادت کے مطابق  
سگار منہ میں دبائے موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتے ڈرائنگ روم  
میں آیا۔ نظریں سامنے والے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ  
رکھے بیٹھی میروں کرتے اور آف وائٹ کھلے ٹراؤزر پہنے،  
میچنگ میروں ہینڈ بیگ پاس رکھے، آف وائٹ نفیس سی  
گھڑی الٹے ہاتھ پہ پہنے خوبصورت سی لڑکی پہ اٹھیں تو کچھ دیر کے  
لیے موبائل پہ چلتے ہاتھ تھم گئے۔ وہ نظروں سے پورا ایکسے کرتا  
ہو ادروازے میں کھڑا ہتا۔



"واقعی پاکستان میں حسن کی کمی نہیں ہے۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتا گلا کھنکھار کر اندر داخل ہوا۔

"ہائے۔۔۔ ہاؤ آر یو؟"

"ہیلو۔۔۔ آئی ایم فائن۔"

تاشیہ نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ بیٹھے بیٹھے جواب دیا۔

کم سے کم رستم کی تعظیم میں کھڑے ہونا جنرل سکندر کی بیٹی کی  
شان کے خلاف تھا۔ تبھی ملازم لوازمات کی ٹرالی گھسیٹا اندر آیا۔

رستم نے بھرپور معائنہ کرتے ہوئے چپائے کپ میں ڈال  
کر اس کی جانب بڑھائی۔

"نو تھینکس۔۔۔ مجھے ضرورت نہیں ہے۔"

اس کے صفا چٹ جواب پر رستم نے آنکھیں سکیڑ کے

دیکھا۔

"پہلی بار آئی ہیں آپ۔ کچھ کھائے پئے بغیر تو نہیں جاسکتی۔"  
وہ بیچ ذہنیت کا مالک ہر کسی پر اس طرح فدا نہیں ہوتا تھا۔  
لیکن مجھے پھر بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں آپ کا انٹرویو  
"کرنے آئی ہوں۔"

اب کے تاشیہ نے مسکرا کر ابھی گناہ سمجھا۔  
انٹرویو بھی ہو جائے گا چلیں چائے نہیں تو کھانے تک۔  
"رکیں۔"

"سر میرا روزہ ہے۔"

اب سوائے جھوٹ بولنے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔  
رستم کی مسکراہٹ فوراً سٹی۔

## Classic Urdu Material

"اوہ آئی سی۔۔ پھر سٹارٹ کرتے ہیں انٹرویو۔"

انٹرویو میں ہونے والے عام سے سوالات کے جواب دے کر وہ صرف دس منٹ میں ہی معذرت کرتا اٹھا۔ "مجھے ایک پرسنل کال آرہی ہے۔ پلیز ڈونٹ مائنڈ۔ میں ابھی آپکو جوائن کرتا ہوں۔ جسٹ ویٹ فار فائو منٹس۔"

"اٹس اوکے۔ نوپرابلم۔ آئی ایم وٹنگ۔"

وہ تاشیہ کی بات پہ مسکرا کر فون کان کو لگائے باہر نکل گیا۔ ڈرائنگ روم کے دروازے میں ایک باوردی ملازم ہاتھ میں رائفل پکڑے کھڑا تھا۔

سر آج کے بعد میں یہاں پہ کبھی نہیں آؤں گی۔ آپ جو بھی کہہ لیں۔ میں حباب کہیں اور کر لوں گی۔ آخر کو پورے پاکستان میں صحافت کی بہترین کارکردگی پہ مجھے ایوارڈ ملا

ہے۔ باب کی تولا یمنیں لگی ہوئی ہیں۔ اب آپ کی کوئی بات نہیں  
مانی۔ آف۔ کس قدر گھٹیا انسان ہے یہ۔ میں اس کی بیٹی کی  
"عمر کی ہو گئی اور دیکھ اس طرح رہا تھا جیسے۔۔۔ کمینہ کہیں کا۔

وہ دل ہی دل میں اپنے میگزین کے باس کو کوس رہی تھی۔ لیکن  
باس بھی مجبور تھا بچپارہ۔ ہمارے پاکستان کی بھولی عوام نے  
میسجز، میلز اور ٹویٹ کر کر کے دماغ کھالیا تھا کہ بزنس کے بے تاج  
بادشاہ کا انٹرویو چاہیے۔ ہماری اکثریت کا مسئلہ ہی یہ ہے اگر  
کسی کے نام کے ساتھ شاہ یا شریف بڑا دیکھ لیں تو دل کے کسی  
نہ کسی کو نے میں اس شاہ یا شریف کے نیک ہونے کا تاثر  
جاگ ہی جاتا ہے۔

وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھی کہ سیٹی کی شوخ سی آواز پہ  
حیرت سے پوری کی پوری پیچھے کی جانب گھومی۔



وہ جو کوئی ہتا اب چہرے پہ ڈھیروں مسکینیت سجبائے، سر  
جھکائے اور ہاتھ باندھے کھڑا ہتا۔ تاشیہ حیرت سے اس کا جائزہ  
لے رہی تھی۔ حلیہ سے تو کوئی ملازم ہی لگے۔ رہا ہتا اور سامنے زلفی کی  
حالت تو کاٹو بدن میں لہو نہیں حبسی تھی۔ وہ تو اپنی ہی مستی  
میں گم ڈرائنگ روم کی جانب آیا ہتا کہ بیٹھ کر چائے کی  
ایک پیالی پی سکے۔ رستم شاہ کی نظروں میں اس کی  
پوزیشن سٹرانگ ہو گئی تھی۔ اب بھی وہ اپنی ہی دھن میں  
ڈرائنگ روم میں لگی ٹھنڈی ہوا والی مشین کے آگے بیٹھ کر  
بھاپ اڑاتی چائے پینے آ رہا ہتا۔ اسے تو اندازہ بھی نہیں ہتا کہ  
سامنے کوئی صاحب کی سہیلی بھی ہو سکتی ہے۔  
لے بھئی زلفی۔ آج گئی نو کری۔

"کون ہو تم؟"

تاشیہ نے سر تا پیر حبانزہ لے کر پوچھا۔

معاف کر دیں بی بی جی۔ مجھے نہیں پتہ تھا آپ یہاں پہ۔  
"ہیں۔ جی صاحب کو نہ بتائیے گا ورنہ میری نوکری گئی۔"

سامنے کھڑا گاڑا سسے ہی دیکھ رہا تھا۔ زلفی کا چہرہ سرخ ہو رہا  
تھا۔ صاحب کے ڈر سے یا نوکری چلے جانے کے خوف سے۔

تمہارا نام اتنا لمبا ہے؟ میں نے تو نام پوچھا ہے تم ہسٹری کھول کے  
"بیٹھ گئے۔"

"جی زلفی نام ہے میرا۔"

"ہاؤ کیوٹ۔ زلفی کہاں رہتے ہو؟"

"ادھر ہی رہتا ہوں جی۔"

"کیا کرتے ہو یہاں پہ؟"

"کام کرتا ہوں جی۔"

"کس کے ساتھ کام کرتے ہو؟"

"صاحب کے ساتھ جی۔"

پانچ کی بجائے پندرہ منٹ گزرنے کے بعد اس نے بوریت ختم کرنے کے لیے زلفی کا انٹرویو شروع کر دیا۔

"اچھا گھر کہاں ہے تمہارا؟"

"پینڈ میں ہے جی۔"

ہاؤسویٹ۔ میں نے کبھی کوئی گاؤں نہیں دیکھا۔ کونسا پینڈ ہے؟

"تمہارا؟"

جی شہر سے باہر جو جنگل ہے نا اس کے کھجے پاس ایک چھوٹی سی نہر۔

ہے۔ اس نہر پر سیدھا چلتے جاؤ تو سجے پاس ایک

قبرستان ہے۔ وہیں میرا چپا فتلفی کی ریڑھی لگاتا ہے۔ بس  
"وہی سے ہمارا ہینڈ شروع ہوتا ہے۔"

اوہ اچھا اچھا۔۔۔ ویسے مجھے بالکل سمجھ نہیں آئی تم نے کیا کہا  
"ہے۔ یہ بتاؤ گھر میں کون کون ہے؟"

"جی میں اور اماں ہیں۔"

"بس؟"

"نہیں جی ڈنگر بھی رکھے ہیں۔"

"اچھا واؤ۔۔۔ کون کونسے رکھے ہیں؟"

"جی شبنم، کاجول، مادھوری اور کترینہ بس چار ہی ہیں۔"

تاشیہ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔

"وہ جی یہ ہمارے ڈنگروں کے نام ہیں۔"



زلفی کی بات پہ وہ ہاتھ پہ ہاتھ مار کر اونچی آواز میں ہنسی۔

واہ زلفی بڑا مسزہ آیا تمہارے ساتھ بات کر کے۔ اب تمہارا  
صاحب جانے کہاں سر گیا ہے ابھی تک نہیں آیا۔ اچھا  
"اب میں چلتی ہوں۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔"

"وہ جی صاحب تو اپنے کمرے میں کوئی فون کر رہے ہیں۔"

"اوہ آئی سی۔"

تاشیہ نے ناک سکڑ کر کہا۔

آئی سی نہیں جی آیاسی۔ اب تو واپس اپنے کمرے میں فون کرنے  
"چلے گئے ہیں۔"

اسکی بات پہ تاشیہ ہنس ہنس کر دہری ہو گئی۔

ہاؤ سویٹ زلفی۔ بلیومی اگر میری پہلے سے کوئی کمٹنٹ نہ ہوتی تو"

"میں تم سے شادی کر لیتی۔ مائی گاڈ کتنی اچھی باتیں کرتے ہو۔

اسکی بات پہ زلفی نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر  
چہرہ جھکا لیا۔

ارے کہیں تم سیریس تو نہیں ہو گئے۔ نہ بابا نہ اگر اس اکڑو"  
"کو پتہ چل گیا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

اس کے کہنے پہ زلفی نے بھی دانتوں کی نمائش کی۔

اچھا بھئی اب میں چلتی ہوں۔ بھاڑ میں بجائے تمہارا"

صاحب اور اسکا انٹرویو۔ ویسے تم سے مل کر مجھے بہت اچھا  
لگا۔ چلو اب شادی تو نہیں ہو سکتی میں دوستی کر لیتی ہوں  
تمہارے سے۔ مجھے اپنا فون نمبر دو۔ جب میں اسے جا کر  
بتاؤں گی نا کہ میں نے تم سے دوستی کر لی ہے تو وہ جھل جھل کر  
"آدھارہ بجائے گا۔"

"وہ جی میرے پاس تو فون ہی نہیں ہے۔"

"ہا۔۔۔ وہ کیوں؟"

"بس جی کبھی لوڑ ہی نہیں پڑی۔"

اچھا چلو کوئی بات نہیں۔ زندگی رہی تو پھر کبھی ملیں گے۔ اوکے  
"بائے۔"

وہ اسے ہاتھ ہلاتی باہر نکلی۔ گارڈ اب بھی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

ہنہ سارے کینے اکٹھے ہوئے ہیں یہاں پر۔ کیوں سینگ نکل آئے ہیں  
"میرے یا لڑکیاں پہلے کبھی نہیں دیکھیں؟"

اس کے کہنے پہ گارڈ نے فوراً سر جھکا لیا۔

وہ منہ میں ہی بڑبڑاتی باہر نکلی۔ سامنے لمبی راہداری تھی۔

اف اگر اس کھڑوس کو پتہ چل جائے میں کہاں

پہ ہوں تو وہ مجھے کچا چبا جائے گا۔ لیکن وہ کونسا یہاں ہے وہ۔ تو  
کراچی گیا ہوا ہے۔ کوئی پتہ بھی نہیں ہے کب نازل ہو  
"جائے۔ خیر اتنے بڑے سنگمر کے گھر وہ نہیں آئے گا۔"

وہ تصور میں اسے سوچ کر مسکراتی ہوئی راہداری عبور کر رہی تھی۔

رستم کی شے ہے وہ اچھے سے جانتی تھی سوا کیلی لڑکی کا اس  
وقت اس کے گھر آنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

ویسے ایسی بھی کونسی کال ہے جو آدھے گھنٹے سے ختم نہیں ہوئی۔ ہائے"  
تاشیہ کہیں وہ ادھر گھات لگائے تو نہیں بیٹھا۔ جلدی  
"بھاگ یہاں سے۔"

دماغ میں سرخ بتی جلی۔

اس سے پہلے کہ وہ تیز تیز چلتی راہداری عبور کرتی ایک  
کمرے کا دروازہ کھلا اور اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ایک ہاتھ



نے اسے اپنی گرفت میں لے کر اندر کھینچا اور دروازہ بند کر دیا۔  
تاشیہ کے منہ سے بلند ہونے والی چیخ کو آنے والے نے اس کے  
منہ پہ سختی سے ہاتھ رکھ کر دیا۔

"تت۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔ یہاں؟"

حیرت کی زیادتی سے تاشیہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"کیا کر رہی ہو یہاں پہ؟"

اس کے چہرے پہ جو سختی تھی تاشیہ پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار سے جا  
لگی۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ یہاں۔۔۔ پہ۔۔۔ کیسے؟"

"میری بات سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ کیا کر رہی ہو یہاں پہ؟"

اس کی گرجدار آواز نے تاشیہ کا خون خشک کر دیا۔

گھر سے جاتے وقت میں تمہیں منع کر کے گیا تھا ناں کہ " بلا وجہ منہ اٹھا کر ادھر ادھر نہیں جانا۔ اتنی سی عقل بھی ہے تم میں یا نہیں۔ جانتی بھی ہو یہ کس کا گھر ہے۔ کیا کرنے آئی ہو یہاں پہ۔ اتنا ہی ضروری تھا آنا تو کیا مجھے بتا کر نہیں آ سکتی تھی۔ کم سے کم ایک میسج ہی کر دیتی۔ چلو مجھے تو بتانا ضروری نہیں سمجھا ڈیڈی کو تو بتا دیا ہوتا تا کہ انہیں تو پتہ ہو انکی لاڈلی کہاں سیر سپاٹے کرتی پھر رہی ہے۔ اب بول کیوں نہیں رہی اب کہاں گئی زبان جو ہر وقت ٹرٹر چلتی رہتی ہے۔

کیا لینے آئی ہو یہاں پہ جو یوں دندناتی ہوئی پھر رہی ہو۔ جانتی ہو کس طرح اڑتا ہوا آیا ہوں میں یہاں پہ۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو کیا جواب دیتا میں ڈیڈی کو۔ اپنا نہیں تو کم از کم ان دونوں کا خیال کر لیا کرو جو تمہاری سانس کے ساتھ سانس لیتے ہیں۔ میری تو پرواہ تمہیں خیر ویسے ہی نہیں ہے۔

اس نے سختی سے تاشیہ کو کندھوں سے ہٹام کر مقابل کرتے ہوئے  
کہا۔ آواز کی گرج کمرے کی چار دیواری سے ٹکرا کر واپس آرہی  
تھی۔ وہ تاشیہ سے اس لہجے میں کبھی بات نہیں کرتا تھا لیکن  
جب اس کی حسرتوں کی وجہ سے اُسے غصہ آتا تب تاشیہ کی  
بولتی بند ہونا لازمی ہوتا۔ اب بھی آنسو گرنے کو تیار تھے۔

جب میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ بندہ ٹھیک نہیں  
"ہے پھر یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟"

م۔۔۔ میں۔۔۔ خود تو نہیں آئی۔ میں تو باس کے کہنے پہ  
"اسکا انٹرویو لینے آئی تھی۔"

آنسو گالوں پہ پھسل آئے۔

تھوڑی سی اپنی عقل بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ باس نے کہا اور تم  
منہ اٹھا کر آگئی اور تمہارے باس کو کوئی بندہ ہی نہیں ملا جو اس

"گدھے کا انٹرویو لینے بھیج دیا۔

اب یہ بات تم ان سے حبا کے پوچھو۔۔۔ میرا کیا قصور"  
"ہے۔۔۔ مجھ پہ کیوں رعب ڈال رہے ہو۔۔۔ شرم تو نہیں آتی۔

"ہاں نہیں آتی۔۔۔ الحمد للہ بہت بے شرم مشہور ہوا ہوں۔"

تاشیہ کے آنسو گالوں سے نیچے گر رہے تھے۔ وہ اس کے مقابل کھڑا  
اسے دیکھ رہا تھا۔

پہلی واردات بھی اسی طرح ہوئی تھی۔ وہ لان میں رکھے بیسچ پہ  
بیٹھی اسی طرح رو رہی تھی۔ بالکل یہی سین تھا۔ فوراً اپنے ہاتھوں کی سختی  
کا اندازہ ہوا۔ گہری سانس بھر کے رخ پھیر کر اس کے کندھوں  
سے ہاتھ ہٹالے۔ دل کو پھلنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگا تھا۔ پل  
بھر میں غصہ اڑن چھو ہوا۔

اب بند کرو یہ رونا۔ ان کا ذخیرہ ہی ختم نہیں ہوتا تمہارے"



"پاس۔ آنسو نہ ہوئے بحیرہ عرب ہو گیا۔

تاشیہ نے بے دردی سے آنسو گڑے۔

بس برداشت یہیں تک تھی۔ اس نے تاشیہ کے آنسو گڑتے  
ہاتھوں کو پکڑا۔

حباتی ہونا میں کہاں پہ آکر ہار جاتا ہوں۔ مجھے اس طرح"  
"سے بلیک میل مت کیا کرو۔

اس کے نرم لہجے پہ تاشیہ فوراً اپنی جون میں واپس لوٹی۔

تم کر کیا رہے ہو یہاں پہلے یہ بتاؤ۔ کراچی گئے ہوئے تھے"  
نا۔ کب آئے ہو واپس اور تمہیں کس نے بتایا میں یہاں پہ  
ہوں۔ کیوں تم نے اپنے حواس میں پچھے چھوڑے ہوئے ہیں اور  
سونے پہ سہاگہ اب تم خود میرا پیچھا کرتے یہاں پہ آ گئے  
ہو۔ آج ہی جا کر میں ڈیڈی کو تمہاری ساری حیرکتیں بتاتی

"ہوں۔ تم

محترم آپکو بہت شوق ہے میرے معاملوں میں ٹانگہ  
"پھنسانے کا؟"

وہ سینے پہ ہاتھ باندھے اب بھی سنجیدہ کھڑا تھا۔

تم پورے کے پورے میری زندگی میں آ پھنسے ہو۔ میں تمہارے  
"معاملے میں ٹانگہ بھی نہیں پھنسا سکتی۔ حیرت ہے۔"

اس کی بات پہ وہ پورے زور سے ہنسا۔

یہ جو گلے میں اسپیکر فٹ کروا کے آئے ہونا اگر اس گدھے کا  
کوئی وفادار یہاں پہ آگیا تو واپس جانے کے قابل نہیں  
"چھوڑے گا۔ یہ

"وہ گھر پہ نہیں ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"اف ہر بات پوچھنی ضروری ہے کیا؟"

کہتے ہوئے اس نے تاشیہ کے ہاتھ سے موبائل پکڑا اور بیک سائڈ کھول کر ٹریکرفٹ کیا۔

"اب یہ کیا کر رہے ہو؟"

تمہارا صرف ایک ہی حل میرے پاس۔ وہی کر رہا۔  
"ہوں۔ اب ایسا کرو سیدھی گھر جاؤ اور جا کر مجھے میسج کر دینا۔

اس نے ٹریکر کو انگوٹھے سے دبا کر اندر فٹ کیا اور بیک سائڈ بند کر دی۔

کیا مطلب؟ میری جگہ آفس جا کر اسکا انٹرویو تم نے"  
"چھپنا ہے۔ مجھے پہلے آفس جانا ہے۔"

## Classic Urdu Material

ہر گز بھی نہیں۔۔۔ سیدھا گھر جاؤ اور اسکا انٹرویو میگزین"  
"میں جانے سے پہلے مجھے چاہیے۔

ہاں جیسے تمہاری اتنی باتیں سننے کے بعد میں آسانی سے دے دوں"  
"گی ناں؟

بالکل آسانی سے ہی مجھے چاہیے اور باس کو کہہ دینا رستم"  
گھر نہیں ملا۔ اب سیدھا گھر جاؤ۔ گیٹ سے باہر میری  
گاڑی کھڑی ہے۔ اندر گاڑز موجود ہیں اسی میں جاننا۔ اپنی کار کو ہاتھ نہ  
"لگانا اسے میں چیک کر کے گھر بھجوا دوں گا۔

اب وہ اس کے موبائل کو اپنے موبائل سے کنیکٹ کر رہا تھا۔  
سوچ لو ایک بار۔ اگر میں نے تمہاری نئی نویلی بی ایم ڈبلیو کسی کھبے"  
"میں مار کر ہلاک دی تو؟

تاشیہ کی بات پہ اس نے ایک پل کو موبائل سے نظریں ہٹا



کراسے دیکھا۔

تم پر میں حبان وارنے میں ایک سیکنڈ نہ لگاؤں۔ ایک۔  
"گاڑی کی کیا حیثیت ہے؟"

اس نے دونوں موبائلز کو کوڈ دے کراٹھپڈ کیا۔ تاشیہ سن سی  
کھڑی اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی بلیک۔ سلکی بال ماتھے پہ آگے کو  
آئے ہوئے تھے۔ انگلیاں تیزی سے موبائل پہ آنے والے میسیجز کا  
رپلائے کر رہی تھیں۔

کام مکمل کرنے کے بعد اس نے موبائل تاشیہ کو تھمایا وہ اسی کی  
طرف دیکھ رہی تھی۔ فوراً سے پہلے وہی مسکراہٹ چہرے پہ  
آگئی جو تاشیہ کو دیکھتے ہی آجایا کرتی تھی۔ وہ اسکی طرف دیکھتی ہوئی  
کہیں دور پہنچی ہوئی تھی۔

!!! نزاکت لے کے آنکھوں میں وہ انکا دیکھنا تو ب

یا الہی ہم انہیں دیکھیں یا انکا دیکھنا دیکھیں

اس کے برجستہ شعر کہنے پہ تاشیہ کو فوراً اپنی غلطی کا  
احساس ہوا۔

"یہ تم میں بیٹھے بٹھائے غالب کی روح کیوں آجاتی ہے؟"

"پچھلے چار سال سے آرہی ہے۔ تم ہی آج تک بے خبر ہو۔"

کہتے ہوئے اس نے سلائڈ ونڈو سے باہر دیکھا۔ گیٹ پہ موجود گارڈز

ابھی تک بے ہوش تھے۔ مالی کام کر رہا تھا۔ کتے اسی طرح بنگلے کے

گرد چکر لگا رہے تھے۔ بنگلے کی چار دیواری پہ موجود بجلی کی ننگی تاروں

میں کرنٹ بہہ رہا تھا۔ باہر کا جائزہ لے کر اس نے کمرے کا

دروازہ کھول کر دیکھا۔ راہداری سنان پڑی تھی۔

چلو اب سیدھا گھر جاؤ۔ راستے میں کہیں نہیں  
"رکنا۔ اوکے؟"

"وہ سامنے تو مالی بیٹھا ہے۔"

"ڈونٹ وری۔ وہ گونگا ہے۔"

"دیکھ تو سکتا ہے نا۔ اگر اس نے کسی کو لکھ کر بتا دیا تو۔"

تاشیہ بی بی۔۔۔ وہ ان پڑھ ہے لیکن آپ کہتی ہیں تو میں اس کے  
ہاتھ کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ اشارہ بھی نہ کر سکے۔ بائی داوے اس  
نے تمہیں آتے ہوئے بھی دیکھا ہو گا سو حباؤ اب۔ میرے بیک  
"ڈور سے نکلنے سے پہلے تمہیں بنگلے سے باہر ہونا چاہیے۔ اللہ حافظ۔"

وہ جیسے ہی سلاڈونڈو کی جانب بڑھا تاشیہ نے اسے آواز دی۔

"آج گھر آؤ گے نا؟"

آپ بھول رہی ہیں میں کراچی گیا تھا۔ اب کراچی سے اسلام آباد آنے میں تھوڑا ٹائم تو لگتا ہی ہے۔

میرا خیال ہے آپ بھول رہے ہیں۔ آپ کو کراچی گئے چار دن ہو چکے ہیں۔

"اس کا مطلب ہے آج گھر آنا پڑے گا؟"

"بالکل۔"

"جو حکم آپ کا۔ اب تم نے بلایا ہے منع تو نہیں کر سکتا۔"

کہتے ساتھ ہی مسکراتے ہوئے اس نے ونڈو سے باہر چھلانگ لگا دی۔

تاشیہ ادھر ادھر دیکھتی باہر نکل آئی۔ گیٹ سے باہر بلیک بی ایم ڈبلیو



کے ساتھ اس کی اپنی کار کھڑی تھی۔ گیٹ کے باہر دونوں گارڈز ابھی تک سوئے پڑے تھے۔

اس کے بیٹھے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی۔

ڈاکٹر عادل شہر کا مشہور سائیکسٹ تھا۔ نومبر پہلے اس نے کلینک کھولا لیکن مریضوں کے رش کو دیکھ کر یہی لگتا کہ نومبر کی بجائے نو سال پہلے یہ کلینک کھلا ہو۔ بہت کم عرصے میں ڈاکٹر عادل نے شہر میں اپنا نام کمایا تھا۔ اب بھی باہر کوریڈور میں مریضوں کی لائنیں لگی ہوئی تھیں۔ کسی کی آنکھوں میں مایوسی تھی تو کہیں ہلکورے لیتا دکھ۔ وہ سب خود کو ان کیفیات سے نکالنے کے لیے ڈاکٹر عادل کے پاس آئے تھے۔

ریسپنشنٹ کے کہنے پہ ایک نوجوان اٹھارہ سالہ لڑکا اپنے والدین کے

ہمراہ روم میں چلا گیا۔ لڑکے کی آنکھوں میں گہری مایوسی اور  
ہونٹوں پہ جامد چپ تھی۔

"کیا نام ہے آپ کا بیٹا؟"

ڈاکٹر نے اس سے پوچھا۔

لڑکا حنا موٹی سے میز کو گھور رہا تھا۔ ماں اور باپ ارد گرد بیٹھے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب ہاشم نام ہے اسکا۔"

لڑکے کی ماں نے بولنا شروع کیا۔

یہ ہمیشہ سے ٹاپر رہا ہے۔ ایکسٹرا ذہین ہے۔ جو چیز ایک بار دیکھ

لے یا پڑھ لے اسے ساری زندگی نہیں بھولتا۔ میٹرک میں

اس نے پورے بورڈ میں فہرست پوزیشن حاصل کی اور اسی

طرح ایف ایس سی میں بھی ٹاپر رہا لیکن میڈیکل کانسٹری

ٹیسٹ کلیئر نہیں ہوا۔ ڈاکٹر بننا اس کا بچپن کا خواب تھا۔ جس دن سے زلٹ آیا ہے اس کی یہی کنڈیشن ہے۔ جب حالت زیادہ خراب ہو جائے تو پھر سے سارہ کتابیں اٹھا کر بیٹھ جاتا ہے۔ کسی چیز کا ہوش نہیں ہے۔ کئی کئی گھنٹے ایک پوزیشن میں بیٹھا رہتا ہے۔ آپ پلیرا سے کسی طرح زندگی کی طرف واپس لے آئیں۔

ہاشم کی ماں روتے ہوئے ڈاکٹر کو بتا رہی تھی۔

ٹھیک ہے آپ دونوں باہر جائیں میں کچھ دیر میں بلاتا ہوں"

"آپکو۔"

اس نے ہاشم کے والدین کو باہر بھیج دیا۔ کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔

کمرے میں ڈاکٹر کی بیک سائڈ کی پوری دیوار پہ اسکرین تھی۔ اسکرین کے سامنے والی دیوار کا کلروائٹ تھا۔ اسکرین پہ

## Classic Urdu Material

پہلی سلائیڈ آتے ہی کمرے کی ساری لائٹس آف ہو گئیں۔ اسکرین کی روشنی سامنے والی دیوار پہ پڑ رہی تھی۔ ٹیبل پہ ہاشم کے عین سامنے ایک پرزم پڑا ہوا تھا۔ اسکرین کی لائٹ پرزم پہ پڑتی تو ریفلکشن پیدا ہوئی۔ ایک رنگ سات رنگوں میں ب رہے تھے۔ ہاشم نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔

اسکرین پہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا سلائیڈ شو چل رہا تھا۔ اچانک ایک ایگزیمینیشن ہال آگیا۔ تمام بچوں کے چہروں پہ پریشانی کے آثار تھے۔ ایک بچے نے پانی کی بوتل منہ کو لگائی ہوئی تھی۔

سلائیڈ بدلی ایک طرف ہنستے مکران کے چہرے تھے دوسری طرف آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے اسٹوڈنٹس گھر جا رہے تھے۔



تیسری سلائیڈ بدلی۔ یہ ایک میڈیکل کالج کا دیوہ تھا۔ ڈاکٹرز  
لیب کوٹ پہنے لیبارٹری میں موجود تھے۔ ایک کیفے ٹیریا  
میں اسٹوڈنٹس سفید کوٹ بازو پہ لٹکائے چیرز پہ بیٹھ  
رہے تھے۔

ہاشم کے اندر توڑ پھوڑ ہونی شروع ہوئی۔ یہ سب تو اس کا خواب  
تھا۔ آنکھوں میں مایوسی مزید بڑھ گئی۔  
وہ بارڈ ٹاپر لڑکے کو صرف انٹری ٹیسٹ میں فیل ہونے کی وجہ  
سے لوزر کا خطاب ملا تھا۔

نہیں میں ان تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ میں لوزر ہوں اور ہمیشہ "  
"لوزر ہی رہوں گا۔"

جیسے ہی سلائیڈ بدلتی ہاشم کے چہرے کے رنگ بھی بدل  
جاتے۔ وہ ہینا ٹائز ہوا اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑا رہا

## Classic Urdu Material

بھتا۔ ارد گرد کے تمام منظر تحلیل ہو گئے۔ صرف وہ بھتا اور  
سامنے مختلف میڈیکل کالجوں کے ویوز اور ان میں ہنستے مسکراتے  
چہرے۔

پاکستان میں ہر سال 60 سے 70 ہزار بچے یونیورسٹی آف ہیلتھ  
(MDCAT) کے انڈر ہونے والے (UHS) اینڈ سائنس  
میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج ایڈمیشن ٹیسٹ کے لیے جاتے ہیں۔ ان  
میں صرف تین ہزار امیدوار سلیکٹ ہوتے ہیں۔ باقی سڑ سڑ  
ہزار امیدوار ریجیکٹ کیے جاتے ہیں۔ ان ریجیکٹڈ اسٹوڈنٹس میں وہ  
لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو ورلڈ ریکارڈ بن چکے ہوتے ہیں جن کا  
نام ان کے کالجوں کے سینرز اور دیواروں پہ نصب ہوتا ہے۔ وہ  
ذہانت سے بھرپور دماغ خود پہ لوزرز کا لیبل لگا کے واپس  
گھروں کو چلے جاتے ہیں اور یہیں سے زندگی کے دوسرے فیز کا  
آغاز ہوتا ہے۔

## Classic Urdu Material

ہمارے ملک میں بچے کو پیدا ہوتے ہی بولنے سے پہلے یہ ضرور بتایا جاتا ہے کہ وہ بڑا ہو کر ڈاکٹر، انجینئر، پائلٹ وغیرہ وغیرہ بنے گا۔ بچے کا ذہن زبان سے اپنا نام ادا کرنے سے پہلے اس چیز کو یادداشت میں حفظ کر لیتا ہے۔ پہلا قدم زمین پہ رکھنے سے پہلے وہ جان لیتا ہے کہ اسے ڈاکٹر یا انجینئر ہی بننا ہے اس کے علاوہ کچھ اور سوچنا بھی حرام ہے۔

جوان ہوتے بچوں میں بیشتر ایسے ہوتے ہیں جو والدین، چچا، تایا، پھوپھی، حنا کے اس خواب کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے آخری حد تک جاتے ہیں۔ اکثر طالب علم میٹرک اور ایف ایس سی میں ٹاپ کرنے کے باوجود انٹری ٹیسٹ کے 1100 نمبروں میں سے 600 بھی نہیں لے پاتے۔ مارک شیٹ پہ دائرے فل کرتے وقت ہاتھ کانپ رہے ہوتے ہیں۔ دماغ یہ نہیں سوچتا کہ وہ یہاں سے نکل کر

میڈیکل کالج حنائیں گے۔ صرف یہی سوچ ہوتی ہے کہ اگر فیل ہو گیا تو کیا ہو گا۔

چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے پڑھنے والے طالب علم بھی سر جھکائے واپس آجاتے ہیں۔ اس وقت لن ترانیاں سننے کی بجائے انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بد قسمتی سے ناخواندگی کے باعث ہمارے لوگ اس چیز کو نہیں سمجھتے۔ وہ بچے کے ساتھ ہمدردی جتاتے بھی یہ کہنا نہیں بھولتے۔ اچھا ہوتا اگر تم ڈاکٹر بن جاتے۔ چلو یہ نہ سہی کچھ اور سہی "لیکن ڈاکٹر کی بات ہی اور ہوتی ہے۔"

بچے جو پہلے ہی اس ناکامی پہ دل برداشتہ ہوتے ہیں ایسی ہمدردیاں سن کر ویسے ہی ڈھے جاتے ہیں۔ اسی لیے اس عمر میں نروس بریک ڈاؤن زیادہ ہوتے ہیں۔



## Classic Urdu Material

پچھلے تین سالوں میں پاکستان میں آٹھ سے زائد طالب علم "میڈیکل کاٹیسٹ کلیر نہ ہونے کے باعث اپنی حبان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔"

اس وقت ان بچوں کو یہ کہنا کہ میڈیکل دنیا کی آخری فیلڈ نہیں ہے۔ سراسر حماقت ہے۔

اس وقت میڈیکل کا یہ جنون انکی حبان لینے کا باعث بن جاتا ہے۔

پھر ایک اور طعنہ بھی ملتا ہے۔

اب کیوں منہ بسور کے بیٹھے ہو۔ جتنا پڑھنا تھا اتنے ہی نمبر آتے ہیں۔ فلاں کا بیٹا تو سیلیکٹ بھی ہو گیا ہے۔ اب کوئی اور فیلڈ ہی چوز کر لو۔"

چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے پڑھنے والے دماغ اس چیز کو قبول

## Classic Urdu Material

نہیں کرتے انہیں تب کسی اور طرف اکایا بارہا ہوتا ہے  
جب میڈیکل ہی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ ممتا بلے کی دوڑ میں  
ڈاکٹر بننے کے لیے حبانے والے اب مریض بن جاتے ہیں۔  
اس وقت وہ صرف ایک نقطے پہ آکر رک جاتے ہیں۔

When heart says hold on while mind says move on.

دل اور دماغ کی اس جنگ میں وہ تنہا ہو جاتے ہیں۔ تب ان  
بچوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ موٹویشن چاہیے ہوتی ہے  
آگے بڑھنے کے لیے۔ انہیں یہ بتانا چاہئے کہ

"Rejection is an opportunity for re-selection

تم دوبارہ کھڑے ہو سکتے ہو۔ پھر سے ممتا بلے کی دوڑ میں لگ  
نے تمہیں ایک بار ریجیکٹ کیا ہے تم دوسری بار UHS سکتے ہو۔  
آگے بڑھو۔ پیچھے رہ جانے والے لوڑ رہیں۔ تم لوڑ کا ٹیگ اتار کر دنیا کو وائر

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author

## Classic Urdu Material

بن کر دکھاؤ۔ تم ایک بار پیچھے رہے ہو دوسری آگے بڑھنے والوں کو پیچھے چھوڑ دو۔ اللہ پہ توکل اور اپنی محنت پہ یقین رکھو دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی۔ اگر تم خود ہار مان لو گے تو تمہیں کوئی اٹھانے آگے نہیں بڑھے گا۔ تمہیں خود اٹھنا ہے آگے بڑھنا ہے۔ دنیا کو بتاؤ تم سب کچھ کر سکتے ہو۔

You can do it and you should be."

یہ ہوتی ہے موٹیویشن۔ لیکن بہت سے لوگ اس سے محروم رہ جاتے ہیں اور انکی زندگی کا گولڈن پیرنڈو سروں کی باتوں کی وجہ سے بلیک پیرنڈن جاتا ہے۔

بہت سے والدین نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد کا سال ضائع ہو۔ یہ خدشہ ہوتا ہے اگر دوبارہ ٹیسٹ کلیر نہ ہوا تو۔۔ ٹھیک ہے آپ اپنے بچے کو اس سبجیکٹ میں ایڈمیشن دلوائیں جس میں وہ

انسٹریڈ ہے لیکن ساتھ ساتھ اسے وہ کرنے دیں جو اس کا خواب ہے۔ اسے مفتابے کی دوڑ میں شامل ہونے دیں۔ اسے ایک بار پھر کھڑا ہونے سے مت روکیں۔ اسے آپکی مورل سپورٹ کی ضرورت ہے۔ اسے سائیکو بننے سے بچائیں۔

کیونکہ خواب منزلیں طے کرتے کرتے جنون بن جاتے ہیں اور جب جنون ٹوٹتا ہے تو اس کی تکلیف بے حساب ہوتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر عادل نے ہاشم کو یہ سب نہیں بتایا تھا۔ اس نے ہاشم کو ہیپناٹائز کر کے حبلی پے تیل ڈال دیا تھا۔ ایک بار پھر ہاشم کے والدین ڈاکٹر عادل کے سامنے موجود تھے۔

اس کا مسئلہ بہت گھمبیر ہے۔ اگر اس کا بروقت علاج نہ "کیا گیا تو اس کا ذہنی توازن بگڑ جائے گا۔ اس کا علاج تین ماہ کا ہو گا۔



## Classic Urdu Material

اللہ نہ کرے۔ ڈاکٹر صاحب ہمارا ایک ہی بیٹا اسے کچھ " نہ ہو۔ ہم اسکا پورا علاج کروائیں گے بس یہ ٹھیک ہو جائے۔"

فکر نہ کریں یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ میں میڈیسن دے رہا ہوں اسے بروقت کھلائیں۔ اس کے دماغ کو پرسکون رکھیں۔ دن میں تین بار یہ دینیے ایک ایک پیکٹ ہر بار۔ ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک بھی ناغہ ہوا تو اسکی ذہنی "حالت بگڑ جائے گی۔"

ڈاکٹر عادل کے کہنے پہ پہلے سے ڈرے ہوئے والدین کارواں رواں لرزاٹھا۔ اس نے جھک کر دراز سے کچھ پیکٹ نکالے۔

یہ سات دن کی میڈیسن ہے سات دن بعد دوبارہ "چیک کروائیں۔"

"جی ڈاکٹر صاحب۔"

وہ اسی پریشانی کے عالم میں باہر چلے گئے۔

پیچھے ڈاکٹر عادل سرشاری میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ ڈپریشن کے

مریض اٹھارہ سالہ لڑکے کو منشیات کی طرف راغب

کرنے والا تھا۔ وہ اس لڑکے کو اس عمر میں یہ لت لگانے

حبابا تھا جو صرف مرنے کے بعد ہی چھوڑی جا سکتی تھی۔

کم عمر لوگوں کو منشیات کی طرف راغب کرنے پہ اسکو

ڈبل منافع ملتا تھا اور اب ڈاکٹر عادل کی پانچوں انگلیاں گھی

میں تیر رہی تھیں۔

تاشیہ غصے سے منہ پھلائے گھر آئی لیکن لاؤنج میں موجود

سدرہ حناہ کی فیملی کو دیکھتے ہی ساری بیزاری دور ہو گئی۔

"اوہ مائی گاڈ حناہ۔۔۔ آپ لوگ کب آئے؟"

وہ سدرہ حنالہ سے گلے ملتے ہوئے بولی۔

ارے ہم لوگ۔ تو صبح کے آئے ہوئے ہیں۔ تم لوگ۔ ہی سب۔"  
غائب ہو۔ تمہارے ڈیڈی بھی ابھی آئے ہیں اور تم دونوں کا تو کوئی اتہ  
پتہ نہیں۔

سدرہ حنالہ نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"نہیں تو۔۔ دیکھ لیں میں آپکی وجہ سے جلدی آگئیں ہوں۔"  
سدرہ اپنے دو بیٹوں (مدرثر اور مبشر) بمع دو بہوؤں بمع دو بیٹیوں (شنا  
اور عائشہ) کے ساتھ آئیں تھیں۔ اس نے سب سے ملنے کے  
بعد حنالہ کے ساتھ جگہ بنائی۔

"آپ لوگوں نے بتایا کیوں نہیں آنے سے پہلے؟"

"ہم تم لوگوں کو سر پرانزدینا چاہتے تھے اسی لیے۔"

## Classic Urdu Material

واقعی سر پرانز تو بہت اچھا ہے۔ اچھا میں ذرا ممی کو دیکھوں۔  
"اکیلی ہی کچن میں مصروف ہوں گی۔"

وہ کہتے ہوئے اٹھی تبھی عظمیٰ شریفناں کو ٹرائی لانے کا کہتے ہوئے انہی کی  
حباب آئیں۔

"ارے تاشیہ تم اتنی جلدی آگئی بیٹا۔"

"بس ممی آپکی یاد ستائی اور میں اڑتی ہوئی آگئی۔"

لودیکھواس لڑکی کو ابھی کہہ رہی تھی ہم سے ملنے کے لیے آگئی اور اب  
"تمہیں ممی کی یاد آگئی۔"

حنالہ نے اسکے کندھے پہ دھپ ماری۔

"اف اللہ حنالہ سمجھا کریں ناٹوان ون۔"

وہ حنالہ کی دوسری دھپ سے بچنے کے لیے ڈیڈی کے پاس بیٹھ



گئی۔

"خیریت ہے؟ ابھی تو تمہارا آفس آف نہیں ہوا۔"

"بس کچھ نہ پوچھیں میرے سے۔"

ڈیڈی کے رازداری سے پوچھنے پہ تاشیہ کامنہ بن گیا۔

ہوا کیا ہے؟ اچھا اچھا ادھر مت شروع ہو جانا میرے"

"کمرے میں آؤ۔"

"اوکے ممی میں منریش ہو کے آتی ہوں۔"

وہ ممی کو بتا کر ڈیڈی کے پیچھے چل دی اور کمرے میں آتے ہی

پھٹ پڑی۔

یہ آپکا بیٹا خود کو سمجھتا کیا ہے۔ کیا سوچ کے اس نے مجھے"

اتنا ڈانٹا۔ آف میرا بی پی ہائی ہو گیا ہے۔ بندہ پوچھے تم کون

## Classic Urdu Material

ہوتے ہو میرے پہ رعب ڈالنے والے۔ میں آج بتا رہی ہوں  
آپکو اسے سمجھا دیں آئندہ میں نے بھی اس پہ اتنا ہی رعب  
ڈالنا ہے۔ اب وہ مجھ سے اس لہجے میں بات کر کے  
"دکھائے۔"

"ہوا کیا ہے؟"

کیا ہونا ہے۔۔۔ میں آج رستم شاہ کا انٹر ویو لینے گئی۔ بس  
"وہیں پہ وہ نازل ہو گیا اور اتنا ڈانٹا مجھے۔"

"کیا کہا۔۔۔ کہاں گئی تھی تم؟"

اچھا اچھا اب آپ مجھے نہ ڈانٹیں گے پہلے ہی آپ کے بیٹے کی بہت  
"ڈانٹ سن کر آرہی ہوں۔"

"پھر تو اس نے بالکل صحیح ڈانٹا تمہیں۔"

ڈیڈی آپ۔۔۔ آپ میری بجائے اس کی سائڈ لے رہے ہیں"  
آریو سیریس؟ بس آج مجھے پتہ چل گیا آپ صرف اوپر  
"اوپر سے میرے ساتھ ہیں۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ میں تمہارے ہی ساتھ ہوں۔ بس آج وہ"  
"آئے سہی میں اس کے کان کھینچتا ہوں۔

خواجواہ صرف کان نہیں اس کے جوتے بھی لگانے ہیں اور اسے بتانا ہے"  
آئندہ تاشیہ سے ایسے بات نہیں کرنی بلکہ میری طرف سے  
"بھی دو جوتے لگا دیجئے گا۔

میں ایسا کرونگا اسے رسی سے باندھ لوں گا پھر ساری حسرتیں نکال"  
"لینا۔

ان کی بات پہ وہ زور سے ہنستی واپس لاؤنج میں چلی گئی۔

تمام ماہی گیر جھونپڑیوں کے آگے چارپائیاں بچھائے پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔  
جنگو حیرت سے سامنے آتے جباتے فوجی دستوں کو دیکھ رہا تھا۔

یہ کیا ہوا؟ یہ پہرہ اٹھائیس دن سے پہلے کیسے بدل گیا۔ اب تو کچھ دن ہوئے ہیں اب پھر بدل گیا۔ کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں۔

اس نے پریشانی سے بازی اور راجیش سے پوچھا۔  
لگ تو مجھے بھی یہی رہا ہے لیکن خیر سانوں کی۔ دیتے رہیں۔  
"پہرہ۔ ہمارے کام کی انکو تو کیا انکے باپ کو بھی خبر نہیں ہے۔  
"ہاں یہ تو ٹھیک کہا۔"



تبھی دوسرے ماہی گیر پریشانی کے عالم میں اس کے پاس آئے۔

"یار ہگنو یہ پہرہ کیوں بدل گیا؟"

"میرے مامے نے بدلوایا ہے جو مجھ سے پوچھ رہے ہو۔"

پر تو پتہ تو کروا سکتا ہے نا آخر کو تیرا ہی مال ہے جواب آنا ہے تو"  
"نے خود ہی تو کہا تھا۔"

اوہ کچھ نہیں ہوتا یہ اپنا علاقہ ہے۔ ہگنو کی احبازت کے"  
بغیر یہاں چپڑی پر نہ مارے یہ فوج کیا چیز ہے۔ کرتے  
رہنے دوا نہیں اپنا کام۔ اب ہم روک تو نہیں سکتے۔ اچھا ہے  
آنے دے مال۔ اگر مال پکڑ ہو گیا تو سرے گا تو رستم ہی۔ اس بار  
اس رستم سے بھی پورے بدلے لینے ہیں۔ پچھلے تین مہینوں سے مجھے  
چکر پھیریاں دے رہا ہے۔ محنت ساری میری اور پیسہ

اسکا۔ پر اب میں دیکھتا ہوں وہ کیسے جگنو کو پیچھے چھوڑتا ہے۔ ہم نے بھی کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلی۔

تم سب یہ پکڑو پیسے اور جاؤ جا کے مچھلی لے کے آؤ اور فنکر نہ کرو اس بار میں نے اپنا مال رستم سے الگ کر لینا ہے۔ کیا ہوا اگر وہ تم لوگوں کو پیسے نہیں دے رہا۔ جگنو تو ہے نا۔ اپنے یار پہ بھروسہ رکھو۔ میں تم لوگوں کو واپس بھیجوں گا پر مال مجھے اصل چاہیے اور جس نے میرے ساتھ کام کرنا ہے وہ مجھے اپنے نام "پتہ لکھ کر دے دے۔"

اس نے سب ماہی گیروں کے ہاتھ پہ ایک ایک نیلا نوٹ رکھا۔ پہلے یہ کام رستم کرتا تھا دوسروں کو نوٹ دکھا کر اپنی مٹھی میں کرنے کا لیکن اب جگنو نے اس کا طریقہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

تو منکر ہی نہ کر جگنو۔ بس آہنری بار رستم کو دیکھنا ہے اگر "  
اس بار بھی اس نے رستم نہ دی تو ہم میں سے کوئی اس کے  
ساتھ کام نہیں کرے گا۔

وہ سب خوشی خوشی پیسے لے کر ڈھابے کی طرف چلے گئے۔

---

آؤ صاحبزادے آؤ۔ شکر ہے جو تمہیں بھی ٹائم ملا گھر آنے کا "  
"ورنہ میں تو سمجھی تھی تم راستہ ہی بھول گئے ہو۔

"اوہ مائی گاڈ حنا۔۔ السلام علیکم۔۔ آپ سب کب آئے؟"

وہ حنا اور باقی سب کزنز سے ملتا تاشیہ کے ساتھ تھری سیٹر  
صوفے پہ آ بیٹھا۔

تاشیہ کے منہ کے زاویے ساتھ ہی بگڑ گئے۔ صبح والی ڈانٹ پھر

یاد آگئی۔

ہم لوگ تو صبح سے آئے ہوئے ہیں تم لوگ ہی گھر پہ نہیں "ملتے۔"

حناہ میں تو آج ہی کراچی سے آیا ہوں۔ میں نے تو سوچا تھا آپ کی طرف حناؤنگا مگر میرے آنے کے ڈر سے آپ سب "گھر چھوڑ کر ہی بھاگ آئے۔"

"ارے۔۔۔ تم۔ کب گئے کراچی۔۔۔ بتایا کیوں نہیں؟"

"چار دن پہلے ہی آفس کے کام سے گیا تھا۔ آج صبح ہی آیا ہوں۔"

باتوں کے دوران ہی ڈنر کر کے وہ سب واپس لاؤنج میں آکر ڈرائی فروٹ کھانے لگے۔

"تاشیہ تم کیوں حناמוש ہو گئی؟"



سدرہ حنالہ نے اس کی حنا موٹی نوٹ کر کے پوچھا۔  
"نہیں حنالہ میں آپ سب کی باتیں سن رہی ہو۔"  
حنالہ زیادہ بولنے والے بے وقوف ہوتے ہیں نا اسی لیے ہماری تاشی کم بولتی ہے۔"

اس نے کہتے ہوئے تاشیہ کی پلیٹ میں سے مونگ پھلی اٹھا کر منہ میں رکھی۔

یہ اس کی بچپن سے عادت تھی اپنے پاس ہوتے ہوئے بھی تاشیہ کی پلیٹ میں سے اٹھا کر کھانا۔

تبھی عائشہ (سدرہ کی بیٹی) اٹھ کر ان کے درمیان آکر بیٹھ گئی۔

بھئی ہم سب نے مری دیکھنا ہے۔ اس لئے اب تم دونوں "چھٹیاں کرو اپنے اپنے آفس سے اور ہمیں مری گھما کر لاؤ۔"

## Classic Urdu Material

نہ جی نہ۔ میں تو ہرگز نہیں جاسکتا۔ ہزار بار مری دیکھا ہے " ہم نے۔ تم سب لوگ۔ جاؤ۔ مئی اور ڈیڈی مری ہیں انہیں ساتھ لے جاؤ۔ ویسے بھی مئی گھر رہ رہ کر بور ہو جاتی ہیں اچھا ہے آؤ ٹنگ " ہو جائے گی۔

تم تو ہمیں بلاؤ بھی نا۔ کبھی تمہارے پاس ٹائم ہوا ہے ہمارے لئے۔ اتنی " شرم بھی نہیں آتی ہم اتنی دور سے آئے ہیں۔

شانے منہ پھلا کے کہا۔

نہیں شنا اسے شرم نہیں آتی۔ الحمد للہ بہت بے شرم " مشہور ہوا ہے یہ۔

تاشیہ نے لگتے ہاتھوں اسے صبح کہی ہوئی بات لوٹائی۔ شنا اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسی۔

"واہ تاشیہ تمہیں بڑے پر لگ گئے ہیں۔"

ہاں شنہ واقعی۔ تاشی کو بڑے پر لگے ہیں۔ آج سڑک پہ اڑتی حبا۔  
"رہی تھی میں نے اس کو لینڈ کروا کے واپس بھیجا ہے۔  
کہتے ہوئے اس نے دوبارہ تاشیہ کی پلیٹ سے مونگ پھلی  
اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے کیا جس پہ اس نے زور سے تھپڑ  
مارا۔

"میرا خیال ہے ہم سری حبانے کی بات کر رہے تھے۔"  
شنہ نے پھر سے سب کو یاد کروایا۔  
چل نایار۔ آؤ ٹنگ۔ ہو حبانے گی۔ دو چار دنوں کے لیے تو حبانہ  
ہے۔"

مدثر نے بھی باتوں میں حصہ لیا۔

نہیں یار میں ضرور حبا تا اگر آفس کا برڈن نہ ہوتا۔ ہاں پسند رہا۔"

"بیس دن رک جاؤ۔ پھر چلیں گے اکٹھے۔"

اوبھائی ہمیں صرف دس دنوں کی چھٹیاں ہیں۔ ٹھیک ہے تم نہ  
"جاؤ۔ تاشیہ تم تو چلو گی نا۔"

شانے مونگ۔ پھلی چھیل کر پیٹ۔ میں رکھتی تاشیہ کو  
مخاطب کیا۔

لو بھلا تاشی نے کیا کرنا ہے جا کے۔ اتنی بار ہم لوگوں نے مری  
"دیکھا ہے۔ تم لوگ گھوم پھر آؤ۔ تاشی کا دل ہی نہیں کر رہا۔"

کیوں تمہیں کیا تکلیف ہے تاشی کے جانے سے۔ تم نہ جاؤ  
"لیکن یہ ضرور جائے گی۔ ہے نا تاشیہ جاؤ گی نا ہمارے ساتھ؟"

جی نہیں۔۔۔ تاشی نے ہر گز بھی نہیں جانا۔ ہے نا تاشی تم نے نہیں  
"جانا نا؟"



اس نے پوچھتے ہوئے دوبارہ اسکی پلیٹ میں سے مونگ پھلی اٹھاتے نفی میں سر ہلایا۔ انداز ایسا تھا کہ مونگ پھلی کے چند دانے ہاتھ میں آنے پہ تاسف سے سر ہلارہا ہو۔ لیکن وہ بھی تاشیہ تھی اس کی ایک ایک جنبش سے واقف۔

درمیان میں بیٹھی عائشہ نے اسکا اشارہ دیکھتے ہی زور سے کندھے پہ مکامارا۔

"تم نے نہیں جانا تو نہ جاؤ اسے کیوں منع کر رہے ہو؟"

استغفر اللہ۔۔۔ میں کیوں منع کرونگا۔ وہ ویسے ہی جانا نہیں چاہا۔

"رہی۔"

اس کی بات پہ عائشہ تاشیہ کی طرف مڑی۔

تاشیہ تم نے ہمارے ساتھ جانا ہے۔ اسکی بات نہیں ماننی۔

"ورنہ ہمارا تمہارے ساتھ بائیکاٹ۔"

## Classic Urdu Material

بھئی ابھی تو تم لوگ ریسٹ کرو۔ کونسا آج ہی مری جانا  
"ہے۔ جب جائیں گے پھر دیکھا جائے گا۔"

تاشیہ نے پلیٹ واپس رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھا دیکھا۔ میں نے کہا تھا تاشیہ میری بات ہی مانے  
"گی۔ درپردہ اس نے منع کر دیا ہے۔"

ایسکیوز می۔۔۔ میں مری ضرور جاؤنگی۔ تمہاری بات کیوں مانوں  
"میں؟"

"سوچ لو ایک بار۔۔۔ پھر نہ کہنا بتایا نہیں۔"

اس نے آہستگی سے تاشیہ کو کہا جو اسے گھور کر سب کو گڈنائٹ کہتی  
کمرے میں چلی گئی۔

کیہاں! اس مال کے پر مٹ نکلواؤ۔ تین لوگوں کو پر مٹ دے دیا"  
"گیا ہے۔ باتیوں کے بھی نکلواؤ صرف۔ دو دن رہ گئے ہیں۔  
او کے ڈیڈ۔۔۔ میرے لیپ ٹاپ میں ہیں۔ فیری ہو کے نکلواتا"  
"ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں حبار ہوں۔"

رستم نے کہتے ہوئے زلفی سمیت دو اور لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ  
کیا۔

رستم ڈرائیور کے ہمراہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا جبکہ باقی دونوں  
دوسری گاڑی کی جانب بڑھے۔

دونوں لینڈ کروزر ایک دوسرے کے پیچھے حبار ہی تھیں۔ انکی  
منزل شہر سے بہت دور ایک ویرانہ تھی۔ کافی دیر بعد رستم  
نے رکنے کا اشارہ کیا۔

## Classic Urdu Material

زلفی کے ساتھ آیا شخص رستم کے ہمراہ چلا گیا۔

"زلفی تم ادھر ہی رہو جب تک تمہیں کوئی لینے نہ آئے۔"

"ٹھیک ہے جی۔"

وہ کافی دیر کھڑا ان دونوں کو بات دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ دونوں ایک دو نقطے رہ گئے۔

حد ہے اب یہ پتہ نہیں کونسی جگہ ہے۔ اتنا گھنا جنگل ہے۔  
"اگر کوئی شیر آگیا یہاں تو؟"

اپنی بات پہ اس نے خود ہی توبہ توبہ کی۔ تبھی دو گینڈے  
نما انسان ہاتھوں میں رانقل ہتھامے اس تک آئے۔  
"اوئے تم تلفی ہو؟"

"اوہ ہیلوز زلفی نام ہے میرا۔"



## Classic Urdu Material

زلفی نے نام بگاڑنے پہ جسے نما آدمی کو گھور کر دیکھا جس کی  
جامت کے پیچھے سارا منظر چھپ گیا تھا۔ دوسرے نے  
ایک مشین لگا کر اسکو چیک کیا اور اسکی آنکھوں پہ کپڑا  
باندھ دیا۔

"اوہ باندھ لو کپڑا مجھے پھر بھی ماڑا ماڑا نظر آرہا ہے۔"

زلفی کہہ کر پچھتا یا۔ پیچھے کھڑے آدمی نے اور زور سے پٹی کس دی۔  
جتنی زور سے تو نے کپڑا باندھا ہے اب تو میرا منہ بینگا ہو"  
"جائے گا۔"

"چل سیدھا منہ کر کے۔"

وہ آدمی اسے پکڑ کر کم از کم ستر قدم چلتا ایک ٹھنڈی جگہ پہ  
داخل ہوا۔ پاؤں کے نیچے سیڑھیاں تھیں۔ قدموں سے اندازہ ہو رہا  
تھا کہ سیڑھیاں لکڑی کی ہیں۔

لگتا ہے صاحب نے یہاں بھی ٹھنڈی مشینیں لگائی ہیں باہر تو بڑی "گرمی تھی۔"

سیڑھیوں کے بعد اسے بائیں جانب بنی راہداری میں لے جا کر دوبارہ سیڑھیوں کی طرف لایا گیا۔ پھر دائیں طرف بنے برآمدے میں لے جا کر واپس راہداری میں لائے۔

یہ کیا تم لوگ مجھے لٹو کی طرح گھما رہے ہو۔ اب کہیں "بٹھا دو جا کے۔"

تھوڑی دیر بعد ایک کمرے میں لے جا کر اس کی پٹی کھولی گئی۔ ایک دم روشنی دیکھ کر زلفی کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہیں پہ بیٹھ۔ ہلنا مت یہاں سے۔ کچھ دیر میں "صاحب آ جائیں گے۔"

"کیوں تم لوگ چاہ پانی کسی کو نہیں پوچھتے۔"

"کیوں تیرا ولیمہ ہے جو چاہ پانی پلائیں تجھے۔"

وہ دونوں اسے وہیں بٹھا کر چلے گئے۔

ایک گھنٹے تک جب کوئی نہ آیا تو بالآخر زلفی خود باہر نکلا۔ ادھر

ادھر دیکھتے وہ راہداری کے بائیں جانب سے برآمدے میں آ

گیا۔

"یہ ہے کونسی جگہ۔ پہلے تو کبھی ایسی جگہ نہیں دیکھی۔"

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا آگے بڑھا۔ سامنے وہی دو آدمی موجود

تھے۔

"اوتے تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ تجھے میں وہاں بٹھا کر آیا ہوتا۔"

وہ بندوق تانے اس تک آیا۔

اوتے نہیں۔۔۔ میں تو لیٹرین ڈھونڈ رہا ہوں۔ کہاں پہ ہے

"کہیں نہیں مل رہی؟"

"کیوں تو نے لیٹرین کو کیا کرنا ہے؟"

اوتیرا حنا نہ خراب۔ کیا کرتے ہیں لیٹرین کو۔ او"

"جلدی دس دے۔ جلدی بتا ورنہ انخام کا ذمہ دار تو خود ہو گا۔"

اچھا اچھا وہ سامنے والے کمرے کے ساتھ اٹیچڈ ہے۔ وہاں"

"جباؤ۔"

زلفی وہیں سے بھاگتا ہوا سامنے کمرے میں گیا۔ اٹیچڈ

واشر روم تھا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ واش روم کی چھت

میں درمیان سے ایک حنالی جگہ موجود تھی جسے جنگلہ لگا کر بند

کیا گیا تھا۔ جنگلہ کے ساتھ لپٹی مضبوط رسیاں اس بات کی

گواہ تھیں کہ آمدورفت یہاں سے بھی ہوتی ہو گی۔

وہ تو گینگنڈوں سے حبان چھڑانے کو واش روم کا بہانہ کر کے آیا



بھتا اب یہاں نئے در کھل رہے تھے۔ وہ حیرت زدہ سا  
واپس کمرے میں جا کر بیٹھ گیا۔ بالآخر دو گھنٹے بعد  
رستم کی آمد ہوئی وہ اسے لے کر ایک کال کوٹھری میں چلا  
گیا۔ تنگ و تاریک کمروں سے گزر کر ایک کشادہ کمرہ آیا  
جہاں پہ سیل ڈبوں کے ڈھیر لگے تھے۔

زلفی آج سے تمہارا کام ان بند ڈبوں کی ترسیل ہے۔ یہ مال لوڈرز  
میں رکھنا ہے اور ساتھ ساتھ ایک ہاسپٹل میں پہنچانا  
ہے۔ راحیل اسے کام سمجھاؤ جلدی۔ ٹائم کم ہے ہمیں واپس جانا  
ہے۔"

راحیل نے زلفی کو سارا کام سمجھایا۔

ایک بات سمجھ نہیں آئی تم نے تو کہا ہے ڈبوں والے لوڈر میں  
رکھنا ہے لیکن وہ ڈبے تو پہلے ہی بند ہوتے ہیں۔ پھر اس میں

"کیسے رکھیں گے؟"

یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ جتنا کہنا ہے اتنا کرو۔ تمہارا کام صرف "  
"انہیں باحفاظت وہاں تک پہنچانا ہے۔"

شام تک راحیل نے زلفی کو اچھی طرح سمجھا کر ایک نقشہ دیا  
جس پہ ہاسپٹل اور لوڈر کو سرخ دائرے لگا کر واضح کیا گیا تھا۔  
وہ حیرت سے تمام چیزیں سمجھتا شام تک رستم کے  
ہمراہ واپس ہو لیا۔

زلفی سارا کام کان اور آنکھیں بند کر کے کرنا ہے ورنہ یاد رکھنا "  
"تمہاری ماں گھر پہ ہی ہوتی ہے۔"

نہیں نہیں صاحب جی۔۔ آپ کو ناعمل کام کر رہے ہیں جو گڑ "  
بڑ ہوگی۔ مجھے راحیل نے بتایا ہے آپ تو جی بڑی عنریبوں کی مدد  
"کرتے ہیں۔"

زلفی کی بات کے بعد باقی تمام راستے گاڑی حنا موٹی چھائی رہی۔

دل کی دھڑکن ہو۔ تم #

کیہاں پر مٹ نکلو الیے ہیں۔۔۔ کل کو مال یہاں پہنچ جائے گا۔۔۔ لاؤ"

"جلدی پر مٹ۔"

اوہ نوڈیڈ۔۔۔ میرے مائنڈ سے سکپ ہو گیا۔ میں ابھی نکلو اتا"

"ہوں۔ زلفی۔۔۔ زلفی۔"

اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے زلفی کو آواز دی۔

"ڈیڈ کے کمرے میں میرا لیپ ٹاپ ہے وہ لے کر آؤ۔"

کچھ دیر بعد زلفی واپس آیا۔

"وہ جی وہاں پہ کوئی لوپ ٹاپ نہیں ہے۔"

"اوہ وہیں ٹیبل پہ پڑا ہے جاؤ دیکھو حبا کر۔"

زلفی دوسری بار دیکھ کر واپس آگیا۔

"صاحب جی پورے کمرے میں نہیں ہے۔"

واٹ رابش۔۔۔ بٹنوں جیسی تمہاری آنکھیں ہیں۔ نظر"

پھر کچھ نہیں آتا۔۔۔ پتہ نہیں کس کس کو آپ نے یہاں

"اکٹھا کر لیا ہے ڈیڈ۔"

کہتے ہوئے وہ خود اٹھ کر رستم کے کمرے میں گیا اور ایک

ایک چیز چھان ماری۔ الماری، دراز، خفیہ خانے، بیڈ دراز۔

"کہاں حبا سکتا ہے؟"

پاگل ہوتے ہوئے اس نے کمرے کی ایک ایک چیز اٹھا کر



پھینکی لیکن لیپ ٹاپ کہیں نہیں ہوتا۔  
وہ سخت پریشانی میں کھڑا تھا جب رستم اندر آیا۔  
ڈیڈ لیپ ٹاپ نہیں ہے۔ میں صبح آپکی طرف آتے ہوئے "  
یہاں لے کر آیا تھا اور یہیں پہ رکھا تھا مجھے پتہ ہے بڑ  
اب نہیں ہے۔ میں نے ایک ایک چیز اٹھا کے دیکھ لی  
ہے۔ ضرور یہ کسی اندر والے بندے کی حرکت ہے۔ کھڑا  
کریں سب کو لائن میں۔ کہاں گیا آخر۔ اس میں ساری  
میلز، پر مٹ، واؤ چپر، میٹنگ انفارمیشن اینڈ کنفرمیشن  
"میلز ہیں۔ ایچ اینڈ ایوری تھنگ۔ کہاں جاسکتا ہے وہ۔  
وہ از حد پریشانی سے ساکت کھڑے باپ کو بتا رہا تھا۔  
ڈیم اٹ۔ زلفی سب کو بلاؤ۔ واچ مسین سے لے کر شیف تک۔"  
"سب کو اکٹھا کرو۔ مسین گیٹ بند کروادو۔ کوئی باہر نہ جائے۔"

## Classic Urdu Material

چند منٹ بعد ہی سب ملازمین لائن میں لگے کھڑے تھے۔

"صبح میرے کمرے کی صفائی کس نے کی ہے؟"

رستم نے سگار کے کش لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے کی ہے صاحب جی۔"

ایک وفادار کی آواز آئی۔

"بیڈ پہ ایک لیپ ٹاپ پڑا ہوتا کہاں گیا وہ؟"

"مجھے نہیں پتہ جی۔ میں تو بس صفائی کر کے آگیا ہوتا۔"

"بکواس کر رہا ہے یہ ڈیڈ۔ ضرور اسی نے چھپایا ہوگا۔"

نہیں صاحب جو مرضی قسم اٹھوالیں ہم نہیں جانتے۔ ہم تو اتنی

دیر سے یہاں کام کرتے ہیں آج تک ایک بھی چیز آگے پیچھے نہیں

"ہوئی۔ پھر ہم اب ایسا کام کیوں کریں گے صاحب۔"

تمام ملازمین کے انکار کے بعد رستم نے کنٹرول روم کا رخ کیا۔

سی سی ٹی وی فوٹیج پہ سب کچھ ظاہر ہو جائے گا آؤ ادھر۔ زلفی تم "دھیان رکھنا کوئی باہر نہ جائے۔"

لیکن سی سی ٹی وی فوٹیج میں کوئی بھی لیپ ٹاپ کو باہر لے جاتا دکھائی نہیں دیا۔

ہاؤ ازاٹے پوسٹیل۔ زمین کھاگئی یا آسمان نکل گیا۔ کہاں جا "سکتا ہے لیپ ٹاپ۔"

رستم ہونٹ دانتوں میں دبائے اسکرین پہ چپلتی آج صبح سے لے کر اب تک کی فوٹیج دیکھ رہا تھا۔

ڈیڈ۔۔۔ میں نے ابھی کولمبو سے آنے والی کنفر میشن میل بھی ریڈ "نہیں کی۔ مائی گاڈ اگر وہ کسی غلط ہاتھ میں چلی گئی تو ہمارے پاکستان

"میں صرف چند گھنٹے ہی رہ گئے ہیں۔"

نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے کسی صورت بھی نہیں۔ تم بہرے ہو"  
کیا۔۔ کل سے میں کہہ رہا ہوں پر منٹ نکلو اور لیکن تمہیں اپنی  
ایکٹیویٹیز سے فرصت ملے تب نا۔ اب خدا جانے کہاں  
گیا وہ۔ ایسا کرو فوراً سے پہلے آئی ڈی کاپا سو رڈ بدلو۔ ایک منٹ سے بھی  
پہلے ساری میلز کو سیکیور کرو۔ آپریٹر کو بلاؤ اسے کہو سب فحس  
"کرے۔"

کیہان نے فوراً آپریٹر (حامد) کو بلایا اور اسے ساری معلومات  
سمجھائی۔

"اس کاپا س ورڈ یہ نہیں ہے جو آپ نے بتایا۔"  
حامد نے سر پہ کھڑے کیہان کو مخاطب کیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ دوبارہ ٹرائی کرو۔۔۔ یہی پاس ورڈ ہے۔"



## Classic Urdu Material

"نور نہیں ہو رہا یہ دیکھیں۔"

You have entered wrong password.plz try again.

نہیں ڈیڈ۔۔۔ یہی پاس ورڈ ہے میں نے ابھی ایک ایک پہلے ہی  
"چینج کیا ہے مجھے اچھے سے یاد ہے۔"

"سر! اس مین پاس ورڈ ہیک ہو چکا ہے۔"

حامد کی بات پر رستم گھبرا کر اٹھا۔

اوہ نو۔۔۔ تم فوراً اسے ریکور کرو یہ کسی کے ہاتھ نہیں لگنی"

"چاہیے۔ سارا ڈیٹا اس میں ہے۔"

"اوکے سر۔"

سریہ ری کور نہیں ہو رہا۔ ابھی ٹرائی ہو رہا تھا لیکن اب آئی ڈی ہی"

"ان ویلڈ ہو گئی ہے۔"

"یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ تم۔۔۔ تم کروا سے ری کور۔"  
سراب نہیں ہو سکتا ہیکر نے اس آئی ڈی کو ختم کر دیا ہے اور مجھے  
اندازہ ہو رہا ہے یہ کوئی پروفیشنل ہیکر ہے۔ میں کسی طریقے سے  
"بھی آئی ڈی تک پہنچ نہیں پا رہا۔"

رستم وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا جبکہ کیہاں پھٹی پھٹی آنکھوں سے  
مانیٹر کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں لوگ ان ڈیٹیل ان ویلڈ ہو گئی  
تھیں۔

نو۔۔۔ ناممکن۔۔۔ یہ ایک سینڈ میں ان ویلڈ کیسے ہو گئی۔ تم  
"ریکوری میل لگاؤ۔"

سروہ تب لگے گی جب آئی ڈی ویلڈ ہوگی یہاں تمام ڈیٹیل ان  
"ویلڈ ہیں۔"

وائٹ داہیل آف دس۔ کون لے گیا لپ ٹاپ بیڈروم

"سے۔

رستم پریشانی سے کنٹرول روم میں ٹھہل رہا تھا۔ وہ جو کوئی تھا  
اگر "کام" تک پہنچ گیا تھا تو رستم کی گردن تک پہنچنے میں اسے  
لمحے لگیں گے۔ اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔

ایک منٹ۔۔۔ میلز تو کوڈورڈز میں آتی ہیں نا۔۔۔ سو کسی کو خبر  
نہیں ہوگی تم دوبارہ کانٹیکٹ کرو ان لوگوں سے کنفرمیشن کے بارے  
میں۔

جبکہ رستم کی بات پہ کیشان کے چہرے پہ رنگ آکر  
گزر گیا۔

"ڈیڈ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میں نے میلز کو ایڈٹ کر کے ان کو ڈکریا تھا۔"

"اوہ یو باسٹرڈ۔۔۔"

## Classic Urdu Material

رستم نے زور سے اس کے منہ پہ تھپڑ مارا اور حبان از عزیز  
بیٹے پہ ہاتھ اٹھانا اس کے غصے کی انتہا تھی۔

"اوہ گاڈ۔۔"

سخت ٹینشن سے اس نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔ تبھی  
کیہان کے موبائل کی ٹیون بجی۔

کولمبو سے اس کی ماں کا فون ہٹا۔

یس مام۔۔۔ واٹ۔۔۔ اوہ نو۔۔۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ نو"

وے۔۔۔ دس دن ہو گئے ہیں اسے۔۔۔ نو۔۔۔ یہ ہو کیا رہا

ہے۔۔۔ کہاں گئی وہ۔۔۔ آپ مجھے اب بتا رہی ہیں۔۔۔ پہلے سوئی

"ہوئی تھی کیا؟

اس نے غصے سے کہتے کال کاٹ دی۔ رستم عجیب نظروں سے

اسے دیکھ رہا تھا۔



"اب پھوٹ بھی چکو۔ کونسا بم پھوڑ دیا ہے تمہاری ماں نے؟"

"ماںنگی کو لبو نہیں پہنچی۔"

اسکی بات پہ رستم کو سانپ سونگھ گیا۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ اسے کہو پتہ کروائے کہاں ہے وہ۔۔۔ ار"

پورٹ سے کنفرم کرے۔۔۔ اب یاد آیا ہے اسے بتانا پہلے ہم

"مر گئے تھے کیا۔

وہ کروا چکی ہیں کنفرم۔ وہ سری لنکا واپس ہی نہیں گئی۔ وہ پاکستان"

سے جانے کے سات دن بعد امام سے ملتی ہے اور آج تو اسے

"دس دن ہو گئے ہیں۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔"

رستم کے گلے میں گٹی ابھری۔ ماتھے پہ پسینے کے قطرے

چمکے۔

حامد چیک کرو۔ آخری بار وہ کہاں تھی۔ اس کے سینرز کی "لوکیشن ٹیسر س کرو۔ وہ ائیر پورٹ پہ پہنچی تھی نا۔" اوکے سر۔"

سرا کے سینرز کی آخری لوکیشن ائر پورٹ سے آٹھ کلومیٹر "دور ہے۔"

کیا۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ اب کہاں پہ ہے۔ سگنل "چیک کرو۔"

"سر سینرز کو ڈیڈ کر دیا گیا ہے۔ نو لوکیشن۔"

رستم بے اختیار چکرا گیا۔ چکراتے سر کے ساتھ پاس پڑی چیئر کو ہٹا ما۔

نو۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ دس دن سے غائب۔  
ہے۔۔۔ ایک سیکنڈ۔۔۔ میری اس سے بات ہوئی تھی اس  
نے کہا تھا وہ سری لنکا میں ہے۔ یہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

ڈیڈ اس نے ہمیں چیٹ کیا ہے لیکن کیسے وہ تو اتنے سالوں سے  
"ہمارے ساتھ ہے۔ ہر راز سے واقف ہے۔"

لیکن رستم نے کپھان کی بات پہ توجہ نہیں دی۔ اسکا دماغ  
کہیں اور سفر کر رہا تھا۔

"واٹ ہیپنڈ ڈیڈ۔۔۔ آریو اوکے؟"

"آج اتوار کی رات ہے۔"

"یس۔ آج مال پہنچ جائے گا۔"

"رکو ادوسب کچھ۔۔۔ ایک بھی ڈب آگے نہیں آنا چاہیے۔"

## Classic Urdu Material

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ وہ سرحر کر اس کر چکے "  
"ہیں۔ میں کیسے رکوا دوں اب۔"

"انہیں کہو پانی میں رہیں۔ کشتیاں باہر نہ نکالیں۔"

"ڈیڈ وہ کب تک اندر رہ سکتے ہیں۔ آرمی خود بخود باہر نکال دے گی۔"

"مجھے تاویلیں مت دو۔ جو کہا ہے وہ کرو۔"

رستم نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ کیہاں آگے سے حنا موش  
ہو گیا۔

اربوں کا مال ہے وہ۔ روپے یاد روپے کا نہیں ہے۔ کسی کو بھنک پڑ چسکی "  
ہے ہماری۔ ہونہ ہو ماشنگی اسی کے پاس ہو گی۔ جو میرے گھر میں  
میری موجودگی کی پرواہ کیے بغیر میرے بیڈ روم سے لیپ  
ٹاپ اڑا سکتا ہے وہ اب یقیناً وہاں بھی پہنچے گا۔ اس کا اگلا ٹارگٹ  
اب وہی جگہ ہے۔ اگر وہ منشیات کسی عنط ہاتھ لگ گئیں تو



## Classic Urdu Material

"ہم دونوں کی صرف چند سانسیں ہی رہ جائیں گی۔

باپ کی بات پہ کبھی انہوں نے تھوک نہ نکلا۔

ڈاکٹر عادل سے کہو فوراً کام بند کر کے واپس انڈیا کے لیے منلائی"

کرے۔ مرنے دے پاکستانیوں کو جہاں مرنے ہیں۔ اچھا ہے

جب نشہ نہیں ملے گا تو خود بخود مرنے جائیں گے یہ اور حامد تم

بیک۔ ڈور پہ کیمبرہ لگواؤ کوئی کام اپنی عقل سے بھی کر لیا کرو۔ پتہ

"نہیں کون کون سے گدھے اکٹھے ہو گئے ہیں یہاں پہ۔"

"لیکن ڈیڈ وہ ہے کون۔ کسی کو کیسے ان باتوں کی خبر ہو سکتی ہے؟"

یہ بھی چل جائے گا پتہ۔۔۔ پہلے جو میں نے کہا ہے وہ"

"کرو۔"

ان دونوں کو کہہ کر رستم تیزی سے ایک نمبر ملاتا کندھے

پہ کوٹ ڈال کر باہر کی جانب بھاگا۔

کیہاں موبائل پہ کسی کے لیے میسج چھوڑتا ہوا اس کے پیچھے آیا۔  
جبکہ کنٹرول روم میں بیٹھا حامد اپنے سسٹم کے ساتھ الجھ گیا تھا۔ ایک دم سے ڈاکو منسٹس فولڈر میں پڑی تمام فائلز ہو گئی تھیں۔ سسٹم میں اینٹی وائر س آن encrypted خود بخود ہونے کے باوجود مسلسل وائر س آرہا تھا۔  
حامد پسینہ صاف کرتے ہوئے تیزی سے انفارمیشن ری کور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

---

آج ڈاکٹر عادل کے پاس ایک نیا کیس آیا تھا۔ آنے والا پھر سے ایک لڑکا تھا جس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتا دکھ تھا۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے سرریض کو خوش آمدید کہتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

## Classic Urdu Material

ڈاکٹر عادل کے پاؤں زمین پہ ہی نہیں لگ رہے تھے وہ  
وہ نوٹوں کا بریف کیس ہٹا جو اسے کل رات ملا تھا۔ ہاشم کو اپنے  
مطابق وہ نشے کی لت لگا چکا تھا لیکن ٹینشن یہ تھی کہ سات  
کی بجائے چودہ دن گزرنے پہ بھی ہاشم کے والدین اسے چیک اپ  
کے لیے دوبارہ نہیں لائے۔ اس نے سر جھٹکتے ہوئے توجہ آنے  
والے مریض پہ سر کوز کی جو یک ٹک ہاتھوں کی لکٹیروں کو  
گھور رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"میرا نام؟"

"ہاں تمہارا نام۔۔"

"راحم۔"

"نائس نیم۔۔ تمہارے ساتھ اور کوئی نہیں آیا کیا؟"

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author

"نہیں۔۔"

"کیا ہوا ہے تمہیں۔"

"ڈاکٹر محبت کیا ہوتی ہے؟"

اس نے الٹا ڈاکٹر سے سوال کیا۔

راحم کی بات پہ بڑی پر لطف سی مسکراہٹ ڈاکٹر کے  
چہرے پہ آئی۔ آج کی نوے فیصد عوام کا یہی ایک میجر مسئلہ  
ہوتا۔

محبت فضول چیز ہے۔ ایک دم بکواس۔ بندہ اگر کسی سے  
محبت کرے تو لازمی بات ہے سامنے والا اسے دھوکہ دے جائے  
گا۔ اعتبار اچھی چیز نہیں ہوتی۔ ہم لوگ معصوم ہوتے ہیں سامنے  
والے کو سمجھ نہیں پاتے لیکن اس کا کہا گیا ایک لفظ ہی ہمیں  
"عرش سے فرش پہ پھینک دیتا ہے۔"



ڈاکٹر کی بات پر راحم نے حیرت سے سراٹھایا۔  
اس کے ساتھ گزرنے والے حالات کا ڈاکٹر کو کیسے پتہ؟  
تمہیں کیسے پتہ ڈاکٹر۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ میرے ساتھ  
"یہ سب ہوا ہے؟"

کیونکہ یہ سب میرے ساتھ بھی ہوا ہے لیکن میں نے کچھ  
میڈیسن یوزکیں اور میں اس کیفیت سے نکل آیا۔ کیا تم اس  
"کیفیت سے نکلنا چاہتے ہو؟"

ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔۔ اس لڑکی نے  
مجھے دھوکہ دیا جس کے لیے میں نے اپنا سب کچھ قربان کر  
دیا۔۔۔ وہ میری یونی فیلو تھی۔۔۔ وہ مجھے ٹھکرا کر چلی گئی۔۔۔ میں  
پاگل ہو جاؤنگا۔۔۔ ڈاکٹر میں پاگل ہو جاؤنگا۔۔۔ میں مرنا  
نہیں چاہتا۔۔۔ بس کسی طرح سے وہ لڑکی میرے ذہن سے

"نکل جائے۔ مجھے سب کچھ بھول جائے۔"

راحم کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن اسکرین پہ آتی سلائیڈز دیکھتے ہی آنسوؤں کی جگہ دوبارہ ویرانی نے لے لی۔

سامنے ایک کپل کی تصویر تھی جو کسی پل پہ کھڑے نیچے کی جانب دیکھ رہے تھے۔ آسمان پہ گہرے بادل تھے۔ بارش کی بوندیں پل کے نیچے موجود پانی پہ گرتیں تو چھوٹے چھوٹے دائرے بنتے۔ لڑکی کے بال ہوا سے اڑ رہے تھے۔ وہ بے تحاشا ہنستے ہوئے جھک کر نیچے موجود پانی کو دیکھ رہی تھی۔

راحم اس منظر میں کھوسا گیا۔

ہاں یونی میں بھی ایک بار ایسے ہی بارش ہو رہی تھی۔ پاس والے "سوئمنگ پول پہ ہم دونوں کھڑے تھے۔"

وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔ ڈاکٹر اس کی ذہنی کیفیت کو

حبا نچ رہا تھا کہ ایک دم راحم کی تیز آواز کانوں سے ٹکرائی۔

پلیز ڈاکٹر۔۔۔ مجھے یہ سب مت دکھاؤ۔۔۔ دماغ پھٹ۔

"حبائے گامیرا۔۔۔ میں نہیں سہہ سکتا یہ تکلیف۔

ڈاکٹر نے جھٹکا کھا کر اسے دیکھا وہ ہیپناٹائز نہیں ہوا تھا بلکہ اونچی آواز

میں چلا رہا تھا اس کا مطلب تھا تکلیف حد سے زیادہ تھی۔

وہ ہیپناٹائز نہیں ہوا یہی بات ڈاکٹر کو کھٹک رہی تھی۔

"کیا کام کرتے ہو تم؟"

"میں پائلٹ ہوں۔"

ڈاکٹر نے گہری سانس لی واقعی پائلٹ بے حد مضبوط

اعصاب کے مالک ہوتے ہیں وہ آسانی سے ہیپناٹائز نہیں

ہوتے۔ ڈاکٹر نے سلائڈ روکتے ہوئے اسے مخصوص ادویات دیں جو

## Classic Urdu Material

راحم کو دن میں تین بار استعمال کرنی تھیں۔

تمہاری مینٹلی کنڈیشن ابھی ٹھیک نہیں ہے لیکن تم نارمل ہو۔  
"حباؤ گے وہ لڑکی تمہارے ذہن سے نکل جائے گی۔"

کیا واقعی۔۔ واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں نا؟ مجھے وہ بھول جائے  
"گی؟ وہ میرے ذہن سے نکل جائے گی نا؟"

"بالکل۔۔ اب ایک ایک بعد تم نے دوبارہ آنا ہے۔"

"لیکن ایک ایک بعد میری ڈیوٹی ہے۔"

"اوکے پھر تین دن بعد آنا۔"

وہ سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔

پیچھے ڈاکٹر عادل کا قہقہہ گونجا ہوتا۔

بے وقوف لوگ۔



آئے دن اس کے ہاتھ نت نئے شکار لگ رہے تھے۔ ایک ہفتے میں ہی منشیات والا پارسل ختم ہو گیا تھا۔ اب بھی وہ مسکراتے ہوئے دور ہوتے شخص کو دیکھ رہا تھا۔ دن بدن اس کی کامیابیوں میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن ڈاکٹر عادل یہ نہیں جانتا تھا آنے والا مریض اس کی کامیابی نہیں بلکہ بربادی لے کر آیا ہے۔

---

"عثمان آج رات مال کی ڈلیوری ہے۔"

میجر شاہان نے فائل کی اسٹڈی میں گم عثمان سے کہا۔

"یس آئی نو۔۔۔ بتاؤ پھر کیا کریں؟"

تمام منشیات پاکستان آنے دو۔ تمام ماہی گیروں کو پانی سے باہر

نکالو لیکن دوبارہ کوئی واپس نہ جائے۔ اپنے ملک سے وہ چل

پڑے ہوں گے۔

وہ لوگ رات کے آخری پہر واپسی کے لیے سرحد کراس کرتے ہیں تب پانی میں کرنٹ چھوڑ دینا صرف پندرہ منٹ کے لیے۔ کوشش کرنا سب زندہ پکڑ ہو جائیں کوئی سرے نالیکن اگر "کوئی گڑبڑ کرے تو بیشک اڑا دینا۔

او کے رائٹ۔۔۔ پھر ہمیں آرمی کو ہٹانا ہوگا سرحد سے۔۔۔ پوری "آرمی کو نہیں صرف ان چند لوگوں کو جو عین سر پہ موجود ہوں۔

او کے میں باس سے بات کرتا ہوں وہ ہٹالیں گے وہاں سے۔ باقی رستم کی طرف سے ہر چیز کلیر ہے۔ ایک بار منشیات ہاتھ آ "جائیں اگلا سٹیپ پھر اٹھائیں گے۔

اس کی بات پہ عثمان نے سر ہلایا۔

"اس وقت کون ہے پانی پہ۔۔۔ کسی کو بھیجا ہے؟"

"ہاں عمر اور ارحسہ ہیں وہ ہینڈل کر لیں گے رات تک۔"

"رائٹ۔۔۔ رات کو سب سے کہنا تیار رہیں۔"

ہاں کہہ چکا ہوں۔ اوہ یاد آیا وہ ماش کی دال کا کیا کرنا ہے میرا"

مطلب ہے ماشنگی۔ اسے کب تک رکھنا ہے۔ جو اس کی مینٹلی

کنڈیشن ہے اگر وہ ایک ہفتہ مزید سیل میں رہی تو اسے

"یقیناً فائونٹین ہاؤس (پاگل خانہ) بھیجنا پڑے گا۔"

اسے ابھی وہیں رہنے دو۔ ڈاکٹر کو چیک کرواؤ۔ کھانا تین ٹائم کر"

دو۔ اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ رستم کو بلیک میل کرنے میں

آسانی رہے گی۔

بائے داوے تو اس ماش کی دال کا نام ذرا کم لیا کر یہ نہ ہو مجھے

"ساری انفارمیشن صاعقہ کو دینی پڑے۔"

استغفر اللہ۔۔۔ کیوں تو نے میرے ان معصوم بچوں کی بد دعائیں"

لسینی ہیں جو ابھی تک۔ اس دنیا میں نہیں آئے۔ شاہی  
یار۔۔ صاعقہ مان نہیں رہی۔ مجھے کوئی حل بتا۔ کوئی محبوب  
کو قدموں میں کرنے والے بابے کا ہی پتہ بتا دے۔ وہ مانتی ہی  
"نہیں ہے اوپر سے ڈیڈی بھی اسکے ساتھ ہیں۔ تو کوئی حل بتا مجھے۔

عثمان نے اپنا سب سے بڑا دکھڑا روایا۔

کوئی بات نہیں سویٹ ہارٹ۔ ڈونٹ وری ہر طرف۔ یہی "حال ہے۔

شاہان کے کہنے پہ عثمان کا چھت پھاڑ قہقہہ حلق سے برآمد ہوا۔

اُس میں۔۔ ہم ایک دوسرے کے غم میں برابر کے "شریک ہیں۔

"ایگزیکٹولی۔ ہمارے غم سانجھے ہیں۔"



## Classic Urdu Material

شاہان نے مصنوعی آہ بھری۔

"چل پھر اٹھا چابی اس غم میں لہجہ باہر کر کے آتے ہیں۔"

"او کے باس، ایز یو لائنک۔"

شاہان نے کی چپین اٹھا کر باہر کا رخ کیا۔

"شاہی ہم ماش کی دال بھی کھائیں گے بڑے دن ہو گئے ہیں۔"

وہ ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے بلڈنگ سے باہر نکل گئے۔

دل کی دھڑکن ہو تم #

ریسٹورنٹ میں آکر شاہان نے عادت کے مطابق ایک

اچھتی سی نظر چاروں طرف ڈالی اور مطمئن ہو کر چمیر پہ بیٹھ

گیا۔

"یار تم لوگ ماش کی دال نہیں پکاتے؟"

مینو کارڈ دیکھ کر عثمان نے دو تین ڈشز کا آرڈر دے کر ویسٹر سے پوچھا۔

"ہے سر۔"

"چلو پھر لے آؤ سب کچھ جلدی سے۔"

"شاہی یہ آج اتنی لڑکیاں کیوں آئی ہوئی ہیں ادھر۔"

عثمان نے ارد گرد کے ٹیبلز پر بیٹھی لڑکیوں کے گروپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مے بی کسی یونی کاٹور آیا ہو لیکن تو منہ سیدھا کر اور جلدی سے"

"کھا پھر واپس بھی جانا ہے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے ابھی لنچ کے ساتھ انصاف کر رہے تھے کہ عثمان کے

## Classic Urdu Material

نمبر پے صاعقہ کی کال آئی ہے۔ شاہان نے اسکرین پے کالر  
آئی ڈی دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔

"آل توحبال تو۔"

عثمان نے کہتے ہوئے ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے فون آن کیا۔

"السلام علیکم۔۔۔ زہے نصیب۔۔۔ کیسے یاد فرمایا؟"

"وعلیکم السلام۔۔۔ کہاں پے ہو؟"

میں مشن ایمپو سیبل پے آیا ہوں بیگم صاحبہ خیریت۔ اگر  
آپ مجھے یاد کر رہی ہیں تو میں اڑتا ہوا آجاتا ہوں۔

"شٹ اپ۔"

صاعقہ نے اس کے بیگم صاحبہ کہنے پے چڑ کر کہا۔

"اور یہ کون مشن ہے جو ریسٹورنٹ میں چل رہا ہے؟"

"اوتیری خیر۔۔۔ حاسوسنی۔۔۔ تم ہو کہاں پہ؟"

عثمان نے ساتھ والے ٹیبل پہ بیٹھی لڑکیوں کو آگے ہو کر گھور گھور کر دیکھا جیسے یہاں کہیں سے صاعقہ برآمد ہو جائے گی۔ کچھ لڑکیوں نے اس کے دیکھنے پہ منہ بنا کر رخ پھیر لیا۔ اس کی حرکت پہ شاہان کھل کر ہنسا۔

"یہ تو شاہان کی آواز ہے نا؟"

صاعقہ نے پوچھا۔

ہاں اسی کی ہے لیکن تمہیں کیسے پتہ میں ریٹورنٹ میں "ہوں۔"

مجھے تمہاری ہر خبر ہوتی ہے خیر میں نے یہ بتانے کے "لیے فون کیا تھا کہ میں تمہاری گاڑی لے جا رہی ہوں۔ اوکے۔"



"اچھالے جاؤ۔"

اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

یار اسے کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ میں جس جگہ جاؤں۔  
"اس صاعقہ کی بچی کو پہلے ہی انفارمیشن مل جاتی ہے۔"

عثمان نے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر پوچھا۔

بیٹا اپنے فون کی ٹریکنگ لسٹ سے اس کا نمبر ریموو کر دے۔ پھر  
"آزادی ہی آزادی ہے۔"

اوہ ہاں۔۔۔ مجھے تو یاد ہی نہیں تھا۔ آج ہی کرتا ہوں۔ کیا تو نے بھی ایسا  
"کیا ہوا ہے؟"

"جی الحمد للہ۔"

واہ تو بڑا مینا ہے۔ ویسے یار بیوی کو ذہین ہر گز نہیں ہونا چاہیے۔ مت مار

دیتی ہیں بندے کی لیکن کیا کریں ہم دونوں کی قسمت اس معاملے  
"میں ذرا ہلکی ہے۔"

عثمان نے مصنوعی تاسف سے کہا۔

میری جان میرے سامنے یہ دکھڑے نہ رویا کر۔ مجھ  
"سے تیری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔"

عثمان نے اسکی بات پہ بمشکل نوالہ حلق سے نیچے اتارا۔

ایکسیوزمی! میجر شاہان سکندر۔ آپ اپنے ہوش و ہواس  
"میں ہیں نا۔ میں عثمان ہوں ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ۔"

"مطلب؟"

شاہان نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

تو نے میری جان کس کو کہا ہے؟ دیکھ یہاں پہ "وہ" نہیں

"بیٹھی میں بیٹھا ہوں آنکھیں پوری کھول۔

"اوہ شٹ اپ ایڈیٹ۔"

شاہان نے بمشکل بے ساختہ امدنہ والی مسکراہٹ روکی۔

اتنا نہ شرماسیرے سامنے۔ یہ نہ ہو مجھے ابھی کے ابھی"

"تیری تصویر لے کر اسے واٹس ایپ کرنی پڑ جائے۔

اب کی بار شاہان اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔

اس کے ہنسنے پہ ساتھ والے ٹیبل کی ساری لڑکیوں نے مسٹر کر

اسے دیکھا۔

"ویسے شاہی تو اتنا ڈر تا کیوں ہے اس سے؟"

"جتنا تو صاعقہ سے ڈرتا ہے کم از کم میں اتنا نہیں ڈرتا۔"

لڑکیاں آپس میں باتیں کرتی ہوئی انہی کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

شاہی میری ایک بات مان میرے بھائی۔ تو میری "  
"سیٹ پہ آجبا مجھے وہاں آ لینے دے۔"

"کیوں۔۔۔ چپ کر کے بیٹھ۔۔۔ شرم کر بہنیں ہیں وہ ہماری۔"

شاہان کی بات پہ وہ چیئر گھسیٹ کر اس کے ساتھ آ کر بیٹھ  
گیا اور سامنے گروپ کی طرف دیکھتے ہوئے زور سے ہاتھ  
ہلایا۔ اب کی بار اپنی ہنسی چھپانے کو شاہان نے منہ دوسری  
طرف کر لیا۔

"عثمان ہمیں دیر ہو رہی ہے۔"

لیکن عثمان اس کی بات ان سنی کرتا مکمل طور پہ سامنے والے  
ٹیبل کی طرف متوجہ ہوا۔

"ایکسیوزمی۔ کیسے ہیں آپ لوگ؟"



"فنائن۔"

دوسری طرف سے ایک آواز آئی۔

"ارے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ تو وہی ہیں ناجور اولپنڈی میں رہتی ہیں۔"

عثمان کو اچانک لڑکی کے بارے میں الہام ہوا۔

"نہیں تو میں تو لاہور سے ہوں۔"

"اوہ رائٹ۔ لاہور بحریہ ٹاؤن سے؟"

"نہیں گلبرگ سے۔"

اچھا اچھا۔۔۔ گلبرگ میں بھلا کونسی سڑیٹ تھی؟

"آپ کی؟"

"کیوں میں کیوں بتاؤں آپ کو؟"

اب کی بار لڑکی نے غصے سے کہا۔

## Classic Urdu Material

آپ لوگوں کو پتہ ہے میں ابھی تک سنگل ہوں ابھی انگیڈ بھی " "نہیں ہوں میں۔

اس کی بات پہ ساری لڑکیوں نے برا سامنہ بنا کے رخ پھیر لیا۔

"سوری سسٹرز۔۔۔ میرا بھائی تھوڑا سا مینٹلی ڈسٹرب ہے۔"

شاہان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا۔۔۔ تبھی ہم کہیں۔۔۔ اُس اوکے۔۔۔ ہمیں آپکی کوئی بات بری " "نہیں لگی بھائی۔

ان کے بھائی کہنے پہ عثمان نے سامنے پڑی کولڈ ڈرنک غٹا غٹا حلق سے نیچے اتاری۔

"اچھا بہن۔ اپنے بھائی کو احبازت دو۔ چلتا ہوں اب میں۔"

## Classic Urdu Material

اس نے بھائی کہنے والی لڑکی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور بچپاری سی  
شکل بنائے شاہان کے پیچھے چل پڑا جو بے تحاشا ہنس رہا  
تھا۔ وہ ابھی ایگزٹ پہ پہنچے تھے کہ ویسٹر پیچھے سے دوڑا دوڑا آیا۔  
"سر بل تو دے جائیں۔"

وہ ایک دم پاس آکر بولا تو عثمان اچھل کر پیچھے ہٹا۔

اوپر اس سر۔۔۔ دل ہی لرز گیا۔۔۔ نا تو ہم کونسا پیمٹ دیئے بغیر حبا"  
رہے تھے جو تم بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گئے ہو۔۔۔ ہم تو وہ سامنے  
کھڑے فقیر کو پیسے دینے جا رہے تھے۔۔۔ اور بائے داوے میں  
تمہیں پیسے کیوں دوں۔۔۔ ماش کی دال تو ہم نے چکھی ہی نہیں پہلے وہ  
"مجھے پیک کر کے لا کر دو پھر دو ننگا پیسے ورنہ ہم جا رہے ہیں۔  
ویسٹر شرمندہ سا ہو کر واپس چلا گیا۔

"عثمان تو کب انسان بنے گا۔ اب تو نے یہ دال کیا کرنی ہے؟"

"ماشگی کے لیے لے چلتے ہیں۔"

اس نے شاہان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پیمٹ کر کے دال اٹھائے  
سامنے بیٹھے گروپ کو دوبارہ بائے بائے کرتے باہر نکل آیا۔

---

"اوجگنو تو نے سنا اب کیا کہہ دیا ہے رستم نے؟"

جگنو جو فون ہاتھ میں ہتھامے سامنے ٹھہرے پانی کو دیکھتے ہوئے کچھ  
سوچ رہا تھا ایک دم راہبیش کی آواز پہ چونکا۔

"کیا ہوا؟"

"رستم نے کہا ہے مال کو رکوادو۔ کشتیاں پانی سے باہر نہ آئیں۔"

"کیوں؟"

یہ تو نہیں پتہ بس ایک بندہ آیا ہے یہی کہنے۔ تو پوچھ اس



سے تیری تو دعا سلام ہے نا اس کے ساتھ۔ اگر وہ والے  
"بندے یہاں نہ آئے تو ہم گھروں کو کیسے جائیں گے۔

راجیش نے پریشانی سے کہا۔ جگنو نے فوراً بازی کو آواز دی۔

"بازی یہ راجیش کیا کہہ رہا ہے؟"

"ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے یہ۔ رستم نے مال روکنے کا کہا ہے۔"

"لیکن کیوں؟"

"سنا ہے کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے شاید فوج کو خبر مل گئی ہو۔"

دفعہ کروڑ رستم کو۔ تم سب سے کہو مال آگے لائیں۔ جب مال  
میرا ہے تو رستم کون ہوتا ہے حکم چلانے والا۔ ان لوگوں کو واپس

میں نے بھیجنا ہے۔ تم سب سے کہو سیدھا آگے آئیں کوئی

ضرورت نہیں رکنے کی۔ راجیش تمہارا رابطہ ہے نا ان لوگوں کے

"ساتھ؟"

"ہاں ہے۔"

پھر تم انہیں فون کرو۔ انہیں پوری تسلی دلو او۔ بغیر کسی ٹینشن کے"

"کشتیاں باہر نکالیں۔ کچھ نہیں ہوگا۔"

"اچھا۔ میں کرتا ہوں۔"

راجیش نے الجھتے ہوئے فون کیا۔

"وہ آرہے ہیں۔ آدھے گھنٹے تک کنارے پہ آجائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

جگنو ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ تو نے کہا تھا مال تیرا ہے"

تو نے خریدنا ہے پھر تیرا ان لوگوں سے رابطہ نہیں ہے کیا؟

"رستم کے پاس تو ہر بندے کا ریکارڈ ہوتا ہے۔"

او کیوں نہیں ہے۔ تیرا کیا خیال ہے میں اپنے نمبر سے فون " کروں تاکہ فوج میرے نمبر کا پتہ کرتی مجھ تک پہنچ جائے۔ تیرا کیا ہے تو نے تو ابھی واپس چلے جانا ہے۔ اب ہماری فوج تجھے " ڈھونڈنے تیرے ملک تو نہیں جائے گی نا۔

جگنو کی بات پہ راجیش کے چہرے پہ آئی الجھن ختم ہوئی۔  
"واہ یار۔۔۔ تو بڑا ہوشیار ہے۔"

"وہی ہے نار ستم کا بندہ وہ نیلی شرٹ والا؟"  
جگنو نے سامنے ماہی گیروں کے درمیان کھڑے شخص کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آہو۔ وہی ہے۔"

ٹھیک ہے وہ ابھی چلا جائے گا۔ بازی تو ایسا کر یہاں پہ جتنے

لوگ اپنے ہیں۔ انہیں کہہ دے سارا سامان باندھ لیں۔ آدھے گھنٹے بعد جیسے ہی وہ لوگ پہنچیں گے یہ سب واپس چلے جائیں گے اور اگر کوئی ادھر ادھر ہے تو سب کو اکٹھا کر پھر کوئی نہ کہے کہ میں نے اس بار حبانہا اور میں رہ گیا۔ راجیش تو بھی جا کر سامان باندھ اور گنتی کر لینا سب "لوگ پورے ہوں۔"

اس نے بازی کو حبانے کا اشارہ کر کے راجیش کو کہا۔ رستم کا بندہ واپس چلا گیا۔ بازی تمام ماہی گیروں کو اکٹھا کرنے لگا۔

تمام لوگوں پہ بگنو کی دھاک۔ بیٹھ چکی تھی آخر کو وہ پیسے والا تھا اور ہر تیسرے روز انہیں کچھ نہ کچھ دیتا رہتا تھا اور اب رستم کی بجائے وہ انہیں واپس بھیجے گا۔ اب تمام لوگ



کنارے پہ کھڑے تھے۔

"سب لوگ پورے ہیں نا کوئی رہتا تو نہیں؟"

"نہیں نہیں سب پورے ہیں۔"

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد کشتیاں آتی دکھائی دیں۔ ان کے کنارے لگنے

سے پہلے پانی کے اس طرف مکمل اندھیرا ہو گیا۔ ساری

لائٹس بجھ گئیں۔ ماہی گیر ہاتھوں میں جال بھتا مے اور ان

میں مچھلیاں پکڑے انہی کی طرف آرہے تھے۔ تمام لوگوں میں

سے صرف تین لوگوں کے پاس پر مٹ بھتا لیکن سب جگنو

کے کہے کے مطابق واپس جانے کو تیار کھڑے تھے۔

یہ بندہ آٹھ سال سے رستم کے ساتھ ہے۔ راجیش نام ہے"

"اسکا۔ وہاں سے منشیات یہی لے کر آتا ہے۔

جیسے ہی ایک آدمی کشتی سے اتر کر انکی جانب آیا راجیش نے جگنو

## Classic Urdu Material

کے کان میں کہا۔

حگنو سرتاپیر اس کا ہانڈہ لے کر ہاتھ میں کاغذ پکڑے  
اس تک آیا۔

"لادے مال؟"

حگنو اس کے آگے کھڑا ہوا۔

"تو کون ہے؟"

راجیت کی آنکھوں میں الجھن جاگی۔

"وہی جس نے مال خریدنا ہے۔"

"نام کیا ہے تیرا؟"

"حگنو۔"

"اچھا حگنو ہے تو پھر تیری لائٹ کیوں نہیں چل رہی۔"

"بکواس نہ کر مال میرے حوالے کر۔"

"ایسے کیسے کر دوں۔۔۔ پر مٹ تو دے پہلے۔"

حنگونے اسکے آگے پر مٹ کیا۔ پر مٹ پر رستم کے  
دستخط دیکھ کر سامنے والے کے چہرے پر اطمینان آیا۔

"وہ جو تیری کشتی ہے اس میں ہے سب کچھ۔"

حنگونے اپنے بندوں کو کشتی کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔

"آج تجھے چائے پانی پلاؤں۔"

وہ راجیت کو ساتھ لیے تھوڑا دور آیا۔

"کتنی دیر ہو گئی تجھے رستم کے ساتھ پارٹنر شپ کیے ہوئے؟"

راجیت نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"دو سال ہو گئے ہیں۔"

"اچھا! مجھے تو نہیں پتہ تھا۔"

"کیوں رستم ہر کام تجھ سے پوچھ کے کرتا ہے؟"

حنگونے برہمی سے کہا۔

"رستم نے مال کیوں رکوا یا تھا؟"

"رستم کو پتہ ہو گا مجھ سے کیوں پوچھ رہا ہے۔"

ویسے میں تو پریشان ہو گیا تھا جب رستم نے رکنے کا

کہا۔ آخر کو کتنی دیر رک سکتے تھے ہم پانی میں۔ آرمی نے خود باہر

نکال دینا تھا۔ پھر مجھے راجیش کا فون گیا اس نے کہا لے آؤ

مال۔ کوئی مسئلہ نہیں۔ رستم نے خریدنے کے لیے بندہ بھیج دیا

ہے۔"

ویسے حنگو یہ پاکستانی فوج بھی اندھوں کی بہت بڑی قسم ہے۔ ہم نے"



تو سناھتا یہ بڑی ذہین فوج ہے۔ بال سے بھی کھال اتارنے والی لیکن  
یہ تو ایک نمبر کے جاہل ہیں۔ آٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے یہ کام  
کرتے ہوئے ہر مہینے بعد آتا ہوں میں لیکن ایک بار بھی کسی کو  
بھٹک نہیں پڑی۔ ان سے سوچو بہتر تو ہماری فوج ہے۔ انہیں کیا  
"پتہ پہرہ داری کیا ہوتی ہے۔ ڈنگر ہی ہیں سارے۔"

جگنو اس کی بات کے جواب میں حنا موش رہا۔ کشتی محفوظ  
مقام پہ پہنچ چکی تھی۔ رات کا آخری پہر شروع ہو گیا تو  
تمام ماہی گیر اس کے پاس آئے۔

اچھایار جگنو۔ اب احبازت دے بہت اچھا ٹائم گزرا  
"تیرے ساتھ۔"

وہ کھڑا ہو کر سب سے گلے مل رہا تھا۔

"یہ بازی کہاں چلا گیا کافی دیر سے نظر نہیں آیا۔"

## Classic Urdu Material

راجیش نے ارد گرد دیکھ کر پوچھا۔

"وہ مچھلی لینے گیا ہے تم لوگ نکلوا اب جلدی کرو۔"

وہ سب حبال اٹھائے پانی کی طرف بڑھے۔ دو لوگ جو آگے  
بڑھے تھے پہلا قدم پانی میں رکھتے ہی اچھل کر پیچھے گرے۔

"کیا ہوا؟"

"پانی میں کچھ ہے۔"

ایک شخص کانپتی آواز میں بولا۔

"کیا ہے؟"

"کرنٹ۔"

"اوپا گل ہو گیا ہے کیا۔ کرنٹ کہاں سے آگیا۔"

بگنوں نے ڈپٹ کر پوچھا۔

## Classic Urdu Material

تبھی دوسرے ماہی گیروں نے احتیاط سے پانی میں ہاتھ ڈالا اور جھٹکا  
کھا کر پیچھے ہوئے۔

راجیت نے حیران ہو کر حبگنو کو دیکھا۔

یہ کرنٹ کہاں سے آگیا۔ اب یہ لوگ واپس کیسے  
"جائیں گے۔ اب کیا ہوگا؟"

راجیت کے اتنا کہنے کی دیر تھی بازی نے پیچھے سے آکر اس کے  
کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"اب وہ ہوگا کمینے جو تو نے خواب میں بھی نہیں سوچا۔"

"کیا۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔"

راجیت نے بوکھلا کر بازی کو کہا۔ بازی نے حبگنو کی طرف  
دیکھا۔

"عمر آریورڈی؟"

حگنوں نے کان میں لگا آلہ دبا کر پوچھا۔

"یس۔۔"

ماہی گیروں کے پیچھے کھڑے کیپٹن عمر کی آواز آئی۔

"نعرہ تکبیر۔"

حگنوں نے بلند آواز میں کہا۔

"اللہ اکبر۔"

کہتے ساتھ ہی سوائے حگنوں کے تمام ایجنٹس نے ان کے گرد گھیرا

ڈال کر اسلحہ تان لیا۔ حگنوں کان میں لگے آلے سے ہیڈ کوارٹر کی

طرف سے آنے والی اطلاع سن رہا تھا۔

"کو۔۔۔ کو۔۔ کون ہو تم؟"



راجیت سمیت تمام ماہی گیر بوکھلا گئے۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے۔"

بازی نے راجیت کے کندھے پہ رکھے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی۔

"جگنو۔۔۔ جگنو۔۔۔ یہ کون لوگ ہیں یہ کیا ہو رہا ہے؟"

اس نے سامنے آتے زوردار تھپڑ راجیت کے منہ پہ مارا۔

یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے تو نے ابھی یہ بکواس کی تھی کہ "

یہ اندھے ہیں۔ انہیں پہرہ داری کرنی نہیں آتی جو آج تک تجھے پکڑ

نہ سکے۔ تو اب ایک بات ذرا کلیئر کر لے ان لوگوں کا کام پہرہ

دینا ہے تیرے جیسے کتوں کو ہڈیاں ڈال کر پکڑنا ہمارا کام ہے اور ہم لوگ

اپنے دشمنوں کو معاف نہیں کرتے بلکہ کھال کھینچنے کے بعد

موت کے گھاٹ اتارتے ہیں کیونکہ معافی کا لفظ ہماری ڈکشنری

میں نہیں ہے۔ اب بلاؤ اپنے رستم کو اسے کہو آ کر تم لوگوں کو

"بچائے۔"

شاہان کی چہرے پہ چھایا غضب دیکھ کر راجیت کی بولتی بند ہو گئی۔ تمام ماہی گیروں کو حیرت کی زیادتی سے سکتہ ہو گیا۔

"عثمان ان سب کے فون لے لیے ہیں؟"

"ہاں لے لیے ہیں۔"

راجیت نے بغیر ارد گرد دیکھے پستل نکال کر عمر کے سر پہ تان لیا۔

"مجھے جانے دو ورنہ اسکو یہیں پہ اڑا دوں گا۔۔۔"

اس کی بات ابھی منہ میں تھی کہ شاہان کے ہالٹر سے نکلنے والے پستل کی پہلی ضرب سر پہ لگنے سے وہ ہوش و ہوا اس سے بیگانہ ہو گیا۔

لے جاؤ اسے عمر اور حنا طر توضع کروا سکی۔ میں کچھ دیر "  
"میں آتا ہوں۔"

"اوکے سر۔"

عمر اسے گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

باقی سب پسل تانے تمام ماہی گیروں کو لے کر پاس کھڑی  
اسپیشل وین کی طرف آئے۔

راجیش کو اب تک یہی ہضم نہیں ہو رہا تھا کہ جگنو اصل میں  
جگنو نہیں ان اسلحے والوں کا سربراہ ہے۔ اس کی زبان خشک ہو  
گئی۔ اس نے ارد گرد دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن ابھی چند  
قدم ہی بڑھا تھا کہ عثمان کی گولی سے وہیں ڈھیر ہو گیا۔

"بازی۔۔۔ تو۔۔۔ تو۔۔۔ نے اسے گولی مار دی؟"

## Classic Urdu Material

ایک ماہی گیر کانپتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اگر تو چاہتا ہے تیرا بھی جانے اڑاؤں تو چل اندر سر۔"

"جگنو۔۔ جگنو۔۔ تو ہمارا ہتھانا یہ تو نے کیا کر دیا۔"

ایک شخص روتا ہوا شاہان کے پاس آیا جو ہاتھ سینے پہ باندھے  
سب سے آخر میں کھڑا ہوا۔

نہیں ہمیں صرف اپنے وطن سے یاری نبھانی ہے۔ ہم دشمنوں سے  
"یا ریاں نہیں نبھایا کرتے۔"

لے جاؤ ان سب کو۔ راحم اور آصف تم لوگ عمر کے  
ساتھ جاؤ۔ باقی سب میرے ساتھ آؤ اور اگر کوئی گڑبڑ کرے تو  
"ساتھ ہی اڑا دینا۔"

وہ سب اسے سلیوٹ کرٹے ہوئے وین لے کر چلے گئے۔



"عثمان کشتی کو دیکھ لینا۔ نعمان اور احمد تمہارے ساتھ ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے لیکن تم کہاں جا رہے ہو؟"

مجھے کام ہے میں صبح تک واپس آ جاؤں گا باس کو اطلاع کر دینا۔

اس نے کہتے ہوئے شکر سے آسمان کی جانب دیکھا اور سامنے لہراتے پرچم کو سلیوٹ کیا۔

"اوکے فی امان اللہ۔"

وہ کہتے ہوئے جیب سے کی سپین نکالتا ایک نظر پیچھے پانی پے پہرہ دیتی فوج کے سربراہ کو سر کے اشارے سے شکر یہ کہتا آگے بڑھ گیا۔

رستم نیند کی وادیوں میں ہتاجب مسلسل انٹرکام کی بجتی آواز

پہ اٹھا۔

"واٹس پر اہم۔ آدھی رات کو کیا مصیبت آن پڑی ہے؟"

وہ ریسپور اٹھا کر ملازم پہ گرجا۔

سوری سراس وقت آپکو ڈسٹرب کرنے کے لیے۔ یہ بتانا"

بھتا کہ مال ڈیلیور ہو چکا ہے۔ آپکے منع کرنے کے باوجود آپکے پارٹنر نے

"کشتی سے سارا مال اتار لیا ہے۔

اس کی بات پہ رستم کی نیند بھک سے اڑی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

وہ انسٹرکام پھینکتا ننگے پاؤں اٹھ کر باہر آیا۔

"کس۔۔۔ کس۔۔۔ نے۔۔۔ مال اتر دیا۔۔۔ کون ہے وہ؟"

"سر آپ کے پارٹنر نے۔"

## Classic Urdu Material

اوہ شٹ اپ تم نے میرا کونسا پارٹنر دیکھ لیا۔ ایسا کونسا  
"پارٹنر ہے جس کا مجھے بھی نہیں پتہ۔"

سر! راجیت کا فون آیا تھا کچھ دیر پہلے اس نے بتایا ہے کہ مال  
"آپکے پارٹنر کے حوالے کر دیا ہے۔"

رستم چکراتے ہوئے صوفے پہ گر گیا۔ زمین آسمان سب  
کچھ گھوم گیا۔

"فون۔۔۔ فون۔۔۔ کرو۔۔۔ راجیت۔۔۔ کو۔"

اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

کس نے مال اتروایا۔ جب میں نے کہا تھا ایک بھی ڈبہ  
آگے نہ آئے پھر کس بے غیرت کی خبر آت ہوئی آگے  
"لانے کی۔"

وہ ننگے پاؤں بے چینی سے فرس پھل رہا تھا۔

"سرراجیت کافون آف حبارہا ہے۔"

"ڈیم اٹ۔۔۔ کیہان کوفون کروا سے کہو فوراً یہاں آئے۔"

اگلے پانچ منٹ میں کیہان دوڑتا ہوا اس تک آیا۔

ڈیڈ یہ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ کس نے کشتی سے مال اتروایا"

"لیا۔۔۔ سب کو منع کر دیا تھا۔۔۔ پھر کس نے۔۔۔"

اسکی بات ابھی منہ میں تھی کہ رستم نے جھٹکے سے اسکا کالر پکڑا۔

یو باسٹرڈ پہلے تم بتاؤ۔ تمہیں کہا تھا میں نے ایک ڈبہ"

"بھی آگے نہ آئے پھر کہاں چلا گیا وہ سب کچھ۔"

نو۔۔۔ نو۔۔۔ ڈیڈ میں نے تو راحیل کو بھیجا تھا اور وہ مطمئن ہو کر"



"واپس آیا ہے۔ کشتیاں پانی میں ہی رک گئیں تھیں۔

رستم اسکا لرحھوڑ کر دانت پ دانت جمائے صوفے پ  
بیٹھ گیا۔ تنفس حد سے زیادہ تیز ہوتا۔ ملانے اسے اپنی کاگلاس دیا  
جو وہ ایک سانس میں ختم کر گیا۔

کیہاں الگ صوفے پ بیٹھا بار بار تھوک نکل رہا تھا۔

ڈیڈ آپکو کیا لگتا ہے کون ہے جو یہ سب کروا رہا ہے پہلے مانگی  
پھر ہیکنگ اور اب۔۔۔ ڈیڈ ہمارے گرد تو گھیرا تنگ ہوتا جا رہا ہے  
"اگر کل کو کوئی ہم تک پہنچ گیا تو۔۔۔

"پانی اور دو۔"

رستم نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ملازم کو پانی لانے کا  
کہا۔ پانی کے تین گلاس پینے کے بعد وہ سر پکڑ کر بیٹھ  
گیا۔ سوچوں کی لگامیں بہت دور تک جا رہی تھیں۔

"ڈیڈ اب کیا کریں؟"

فی الحال تم اپنی بکواس بند کرو۔ جو بھی کہوں تم نے ہمیشہ الٹا ہی کرنا"

"ہوتا ہے تمہاری وجہ سے آج یہ دن آگیا ہے۔

رستم کی بات پہ وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"انڈیا فون ملاؤ اور منیش (سیاستدان) سے بات کرو اور میری۔"

کچھ دیر بعد لائن کے دوسری جانب منیش کی آواز آئی۔ ساری صورت حال سن کر وہ گھبرا کے اٹھا۔

منیش یہ کسی عام بندے کا کام نہیں ہے۔ پولیس میں تو "ہمت ہی نہیں ہے میرے خلاف جانے کی۔ ضرور آرمی میں میرے نام کی فائل کھلی ہے لیکن مخبری کہاں سے ہوئی یہ مجھے نہیں پتہ۔ تم پتہ کرو اور اپنے ریسورسز سے کہ یہ کیس آرمی میں ہے یا نہیں۔ میں ویٹ کر رہا ہوں۔ ٹائم بالکل

"نہیں ہے۔"

اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔ آدھے گھنٹے بعد دوبارہ پرائیویٹ نمبر سے منیش کی کال آئی۔

آرمی میں کوئی فائل نہیں کھلی۔ کوئی کیس نہیں ہے تمہارے "خلاف۔"

پھر یہ کس نے کیا۔ کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے۔ جن ہے "یا بھوت جو نظر ہی نہیں آتا؟"

پہلے میری پوری بات تو سنو۔ آرمی میں کوئی کیس نہیں ہے "ہاں اگر ایجنسی میں کوئی فائل کھل چکی ہو تو مجھے نہیں علم۔"

کیسے نہیں علم۔۔۔ یہاں میں برباد ہو رہا ہوں۔۔۔ آج پانچ ارب کا مال ہتا جو میری ناک کے نیچے سے غائب ہو گیا۔۔۔ اگر میں پھنس گیا۔۔۔ تو بچو گے تم بھی نہیں۔۔۔ پتہ کرواؤ یہ

"کس آفیسر کے انڈر ہے۔"

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ میں کیسے پتہ کروا سکتا ہوں ایجنسی کی کوئی خبر لیک۔ نہیں ہوتی اور یہ بھی میں شک کی بنیاد پہ کہہ رہا ہوں کیونکہ اگر کوئی سامنے آئے بغیر سب کچھ کر رہا ہے تو ہو سکتا ہے یہ کوئی خفیہ کا بندہ ہو۔

ڈیم اٹ۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ ماشنگی پندرہ دن سے "غائب ہے۔۔۔ میری آئی ڈی ہیک ہو چکی ہے۔۔۔ اب مال سارا غائب ہو گیا ہے۔۔۔ تم جانتے ہو اگلا سٹیپ کیا ہو گا۔۔۔ اب وہ مجھ تک پہنچ جائے گا۔۔۔ اور اگر میں پھنس گیاں تو "سب سے پہلا نام تمہارا ہی لوں گا۔"

رستم نے دوبارہ پانی کا گلاس حالی کر کے منیش کو دھمکی دی۔

تم شوکت ابراہیم (پاکستان کا وزیر خارجہ) سے بات کرو۔ وہ پتہ "



"کروا سکتا ہے۔"

اس کی بات پہ رستم نے گلاس اٹھا کر ٹیبل پہ مارا۔  
وہ گدھا فتاہرہ گیا ہوا ہے اگر وہ یہاں پہ ہوتا تو مجھے کس پاگل  
"کتے نے کاٹا تھا جو میں تمہیں فون کرتا۔"

جسٹ ویٹ۔۔۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ کمپاؤنڈ کی کیا صورت حال  
"ہے وہاں پہ تو کوئی چیز نہیں پڑی ہوئی؟"

نہیں آج آخری لوڈر میں بھی مال رکھوا دیا ہے اور آج دوپہر ہی  
"سب نے بارڈر کر اس کرنا ہے۔ کمپاؤنڈ خالی ہے۔"

دیس گڈ۔ میں ابھی کسی طریقے سے پتہ کرواتا ہوں تم فکر  
"مت کرو۔"

منیش کی تسلی پہ رستم نے فون بند کر کے سگریٹ لگا

لیا۔

"زلفی کہاں ہے اب تک واپس نہیں آیا کمپاؤنڈ سے؟"  
رستم نے اچانک یاد آنے پر پوچھا۔

آگیا ہوں صاحب جی۔ میں تو عشاء ویلے ہی آگیا تھا"  
"جی۔ اب تو دن چڑھنے والا ہے۔

"کام ہو گیا تھا نا۔۔۔ سب کچھ رکھوا دیا؟"

جی صاحب جی۔ میں سب کچھ پہنچا کے واپس آگیا تھا"  
جی۔ راحیل نے کہا تھا تم نے صرف وہاں تک پہنچانا  
"ہے۔ میں پہنچا کر واپس آگیا۔

زلفی کہہ کر پھر سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

اگلے تین گھنٹوں تک مسنیش کی کوئی کال نہ آئی اور ان تین گھنٹوں میں

## Classic Urdu Material

رستم چپاس سے زیادہ سگریٹ پھونک چکا تھا۔ وہ گہرے  
گہرے سانس لے رہا تھا۔ سر میں اچانک شدید درد  
اٹھا۔

"زلفی مجھے سلپنگ پلزدو۔"

زلفی نے اسے دونیند کی گولیاں دیں کچھ دیر بعد وہ ہرٹیشن ذہن سے  
جھٹک کر سو گیا یہ جانے بغیر کہ لوڈرز کو باڈر کر اس کرنے  
نہیں دیا گیا۔

---

وہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے کمپیوٹر کے آگے بیٹھا لگاتار آنے والی انفارمیشن  
سیو کر کے آگے منتقل کر رہا تھا۔ شنا اور عائشہ کی بے پناہ  
دھمکیوں کے باوجود بھی اس نے جانے کی حامی نہیں بھری  
نتیجتاً وہ سب اسے کوس کر سونے کے لیے چلی گئیں۔ مسلسل کام

## Classic Urdu Material

کرنے سے گردن میں ہلکا سا کھپاؤ محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے  
ٹائم دیکھ کر رات کے دو بج رہے تھے۔ کچھ سوچ کر اس نے فون اٹھایا اور  
ہارٹ بیٹ کے نام والی چیٹ کھول کر میسج ٹائپ کیا۔

"ایک اسٹرانگ کافی پلیز۔"

ابھی موبائل ہاتھ میں ہی تھا ساتھ ہی جواب موصول ہوا۔

"تمہاری نوکرانی نہیں ہوں میں۔"

میسج دیکھ کر اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی وہ اسی قسم کے جواب کی توقع  
کر رہا تھا۔

"کچھ اور تو ہونا۔ پلیز لادو۔"

"خود اٹھ کے بنالو میں بڑی ہوں۔"

"میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ جلدی لاؤ۔ آئی ایم ویٹنگ۔"



پھر کچھ سیکنڈز بعد ٹیون بجی۔

"مئی ڈیڈی کے کمرے کی لائٹ چل رہی ہے۔"

اب کی بار آنے والے میج پہ اس کا قہقہہ بلند ہوا۔

"میں میٹر کی تار نکال دیتا ہوں اور کچھ؟"

اب کی بار ریپلائے میں اسکے ڈھیر سارے غصے والے ایمو جی آئے

وہ حبا نتا تھا اب وہ کافی بنا رہی ہو گی۔

وہ پھر سے موصول ہونے والی انفارمیشن چیک کرنے لگا۔ کچھ

منٹس بعد تاشیہ نے کافی کے ہمراہ کمرے میں قدم

رکھا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی پوائزن کی ہلکی اور دلفریب

مہک کے ساتھ اسٹریوپہ مدھر سروں میں چلتی آواز

کانوں سے ٹکرائی۔

تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی

محبت کی راہوں میں آکر تو دیکھو

"یہ لیجئے۔"

"اوہ تھینک یو سوچی۔"

اس نے کافی کام پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"ایکسیوزمی! یہ میرا ہاتھ ہے۔"

اوہ سوری سوری۔۔۔ پتہ ہی نہیں چلا۔ کیا کروں آج تھک ہی اتنا"

گیا ہوں دماغ اب کام ہی نہیں کر رہا۔ تم ابھی تک جاگ رہی

"تھی؟"

کافی کاسپ لیتے اس نے پوچھا۔

ظاہر ہے اب تم نے میرے باہر جانے پہ کرفیو لگا دیا ہے"

## Classic Urdu Material

پھر گھر بیٹھ کر ہی مجھے آفس ورک کرنا پڑے گا۔ بائی داوے  
"میں کل سے جوائن کر رہی ہوں۔"

تڑپنے پہ میرے نہ پھر تم ہسو گے

کبھی دل کسی سے لگا کر تو دیکھو۔

"اوکے۔ گڈ نائٹ۔"

"کہاں حبار ہی ہو؟"

"کمرے میں۔"

نہیں پہلے ادھر آؤ۔ یہ جتنی انفارمیشن آرہی ہے اس کو

"سیو کر کے اس آئی ڈی پہ سینڈ کرو۔"

اس نے کہتے ہوئے چیر سے اٹھ کر تاشیہ کو بیٹھنے کا کہا۔

واٹ ڈویو سین۔۔۔ میں نیچے اپنا ڈھیر سا کام چھوڑ کر آئی"

"ہوں۔ تم خود کرو۔"

"پلیز نا۔۔ کر دو میں بہت تھک گیا ہوں۔"

اس کے کہنے پہ تاشیہ نے کمپیوٹر کے آگے چیر پہ بیٹھ کر  
کہنی ٹیبل پہ رکھ کر غور سے مانیٹر پہ آنے والی انفارمیشن کو  
دیکھا۔

وہ دو قدم کے فاصلے پہ بالکل سامنے کھڑا کمپیوٹر ٹیبل سے  
ٹیک لگائے کافی پیتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا مگر وہ بھی تاشیہ تھی  
انسٹرویو کے وقت بڑے سے بڑے سو رماؤں کو ایک ہی سوال پہ  
ڈھیر کر دینے والی۔ اتنی آسانی سے وہ اسکی نظروں سے پزل نہیں ہو  
سکتی تھی۔

ہم نا سمجھے تیری نظروں کا تقاضا کیا ہے

کبھی پردہ کبھی جلوہ یہ تماشا کیا ہے



خدا کے لیے اب چھوڑ دو یہ پردہ

رخ سے آنچل اٹھا کر تو دیکھو

"یہ کون ہے؟"

تاشیہ نے اسکرین کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

"لڑکی ہے۔"

"بڑی خوبصورت ہے۔"

"تم سے زیادہ تو نہیں ہے۔"

تاشیہ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے توجہ مکمل  
اسکرین پر رکھی۔

ستاتے ہو دن رات جس طرح مجھ کو

کسی غمیر کو یوں ستا کر تو دیکھو

"تاشی؟"

اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہیں تھی۔

"ہوں؟"

"آئی کانٹ ویٹ مور۔"

اس کی بات پہ کی بورڈ پہ چلتی تاشیہ کی انگلیاں اور سانس ایک پل کو تھمی لیکن اگلے ہی لمحے وہ دوبارہ اپنا کام کر رہی تھی۔

اپنی بات کا جواب نہ پا کر اس نے تاشیہ کا ہاتھ کی بورڈ سے ہٹا کر ڈیسٹ سیوکیا اور کمپیوٹر آف کر دیا۔

اگر وہ کسی بات پہ خفا ہیں تو

اچھا یہی ہے تم اپنی سی کر لو

وہ مانیں یا نہ مانیں

یہ مرضی ہے انکی

مگر انکو پر نام منا کر تو دیکھو

"یہ کیا کر رہے ہو۔ ابھی تو میں نے سینڈ بھی نہیں کیا۔"

تاشیہ غصے سے اسکی جانب پلٹی مگر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے  
بیڈ پہ بٹھاتا خود اسکے مقابل بیٹھ گیا۔

"میں نے کچھ کہا ہے تم سے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔"

"میں ڈیڈی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے آرام سے کافی پیتے ہوئے کہا۔

کیا۔۔۔ تم۔۔۔ پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ نہیں ابھی نہیں۔۔۔ بالکل بھی"

"نہیں۔۔۔ تم نے وعدہ کیا تھا میرے سے۔"

## Classic Urdu Material

بالکل کیا ہوتا اور اپنا وعدہ پورا بھی کیا ہے میں نے۔ تم نے "  
کہا تھا جب تک تمہیں ایوارڈ نہ ملتا تب تک میں  
اس بارے میں کوئی بات نہ کروں۔ اب جب ایوارڈ مل چکا  
ہے تم پورے پاکستان میں مشہور ہو چکی ہو تو اب تو کوئی مسئلہ  
نہیں بچا۔"

زمانے کو اپنا بنا کر تو دیکھا  
ہمیں بھی تم اپنا بنا کر تو دیکھو  
"لیکن ابھی۔۔۔ نہیں ابھی نہیں۔"  
"کیوں اب کیا پر اہم ہے؟"  
"مجھے نہیں پتہ۔"

تاشیہ نے ہونٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ اس وقت کافی بنا کے لانے کا



فیصلہ نہایت احمقانہ لگا۔ کیا پتہ ہوتا وہ یہ باتیں لے کر  
بیٹھ جائے گا۔

"جو بھی ہوا اب میں ڈیڈی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

ہاں اور تمہارا کیا خیال ہے کہ ڈیڈی اس بار بھی تمہاری بات مان  
"لیں گے؟"

"آئی نو وہ اس دفعہ میری بات نہیں مانیں گے سو تم کرو۔"  
اس کے کہنے پہ تاشیہ جھٹکے سے اٹھی۔

یو مسین۔۔۔ میں بات کروں۔۔۔ یعنی میں ڈیڈی سے  
کہوں۔۔۔ مائی گاڈ۔۔۔ تم کہیں کچھ پی کر تو نہیں آئے۔۔۔ یعنی میں بات  
"کروں۔۔۔۔۔ واہ۔"

اس نے تاشیہ کا بازو پکڑ کے اسے واپس بٹھایا۔

## Classic Urdu Material

تو اس میں مضائقہ کیا ہے؟ چلو تم نہ کرنا میں  
"تمہاری طرف سے کر لوں گا۔"

"یعنی کہ تم ڈیڈی سے کہو گے تاشیہ ایسا کہہ رہی ہے۔"

تو اس میں حرج کیا ہے یار۔ ایک چھت تلے رہتے بھی  
"تمہیں میرا احساس نہیں ہے۔"

وہ بیٹھی بے دردی سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"ڈیڈی کیا سوچیں گے۔"

واٹ ڈویو مسین۔۔۔ کیا سوچنا ہے انہوں نے۔۔۔ تاشی ہمارے  
درمیان ہر چیز کلئیر ہے۔۔۔ صرف ایک فنار میلیٹی ہی پوری کرنی  
ہے نا۔۔۔ اور ڈیڈی کونسا نخبان ہیں۔۔۔ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کروا  
کے اب لاعلم بیٹھے ہیں۔۔۔ حد ہے یار کسی کو میرا احساس  
"نہیں ہے۔۔۔ تمہیں بھی نہیں ہے۔"

## Classic Urdu Material

اس نے مسکراتے ہوئے حنالی کپ تاشیہ کو تھمایا جو غصے سے اسے  
دیکھ رہی تھی۔

کبھی اک نگاہِ کرم اس طرف بھی

ہمیشہ ہوئے دیکھ کر مجھ کو برہم

کسی دن ذرا مسکرا کر تو دیکھو

اس نے مسکراہٹ دبا کر نرمی سے تاشیہ کے شانوں پہ آئے  
بالوں کو پیچھے کیا۔

گانے کے بولوں کا اثر تھتایا اس وقت اس کے پاس بیٹھنے کا  
احساس۔ تاشیہ اس کے ہاتھوں کو نہ جھٹک سکی۔

"اب کر لوں ناڈیڈی سے بات؟"

"جو مرضی کرو۔"

تاشیہ نے کہتے ہوئے اٹھ کر اسٹریو بند کیا سارے فساد کی حبڑ  
ہی یہ تھی

اب قائم رہنا اپنی بات پہ۔ یہ نہ ہو بعد میں تم انکار"  
"کرد و اور میں ڈیڈی کے جوتے کھاؤں۔

"حالانکہ جوتے تو تمہیں بہت پہلے لگنے چاہیے تھے۔"

تاشیہ کے کہنے پہ اسکا جواب قہقہہ گونجا۔

پہلی بار بیچ گیا تھا لیکن اب نہیں امید ڈیڈی مجھے چھوڑیں گے"  
"بٹ جو مرضی ہو میں نے کہنا آئی کانٹ ویٹ مور۔

آخر میں اسکا لہجہ پھر سے گھمبیر ہو گیا۔

ڈیڈی کا ٹوڑ ہے کل۔ واپس آئیں گے تو انہیں یاد دلاؤں گا انکی ایک بیٹی"  
"بھی ہے۔"



"کہاں حبار ہے ہیں ڈیڈی۔"

"آسٹریلیا۔۔ آفیشلی ٹوڑ ہے۔۔۔ صرف کچھ دن اور ہیں۔"

تاشیہ نے ایک نظر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور فوراً اٹھ  
کھڑی ہوئی۔

"آج کے بعد میں ہر گز تمہارے لئے کافی نہیں لاؤں گی۔"

"چلو تم نہ لانا میں لے آؤں گا۔"

اس کے کہنے پہ تاشیہ زور سے اس کے بازو پہ تھپڑ مارتی گڈ  
نائٹ کہہ کر باہر چلی گئی۔

---

"ہاں عثمان بولو۔"

شاہان نے ابھی آفس میں قدم رکھا ہی تھا کہ عثمان کی کال آگئی۔

لوڈرز کو روک لیا ہے ہم نے لیکن ان کے پاس گارنٹی کارڈز ہیں جو " وزیر کی جانب سے ایشو ہوئے ہیں کہ ان میں بالکل اصلی مال ہے کوئی حنامی نہیں۔ اب میں نے اس کو روک لیا ہے بٹ اگر کوئی انکو اٹری ہو گئی تو انہیں فوراً سے پہلے روانہ کرنا پڑے گا۔ پولیس نے بھی "چیک کر کے سٹیپ لگائی ہے۔

"پولیس نے چیک کیا ہے تم لوگوں نے تو نہیں کیا۔" پھر بتاؤ اب کیا کریں۔ صرف آدھا گھنٹہ روکا جا سکتا ہے " مزید نہیں۔ اب آدھے گھنٹے میں سارے لوڈرز چیک نہیں ہو سکتے۔ تم بتاؤ کیا انفو ملی ہے۔

ان کے اندر جو پیک ہیں وہ اصلی چیزیں ہیں انہیں مت کھولنا " لیکن سارے لوڈرز کی لیفٹ سائڈ کے پچھلے ٹائر بدلوادو۔ ایک بار گولی مار کے چیک کر لینا۔ ڈرگزان میں ہیں۔ اور ڈرائیوروں کو چپائے

میں نشہ ڈال کے پلا دو جب تک انکا نشہ اترے گا تب تک  
"کام ہو جائے گا۔"

"اوکے ڈن اور تم کہاں پہ ہو؟"

میں آفس آیا ہوں لیکن ابھی مجھے واپس جانا ہے۔ تم جیسے ہی آؤ  
"گے مجھے فوراً کال کرنا۔ ایک میجر ایشو آگیا ہے کیس میں۔"

"اوکے میں ایک گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا۔"

رستم سو کر اٹھا فریش ہونے کے بعد باہر آیا تو حامد اور کیہان  
کو اپنا منتظر پایا۔ دونوں کے چہروں سے پریشانی چھلک رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟"

"بہت بری خبر ہے۔"

"اب پھوٹ بھی چکو۔"

"سر سٹم کا سارا ڈیٹا ہیک ہو گیا ہے۔"

ایک ہی جملہ رستم کے حواسوں پہ بم گرانے کو کافی تھا۔

یو باسٹرڈ۔۔۔ کرو اسے ریکور۔۔۔ تمہارا دوزخ میں کس لئے بھرتا۔"

"ہوں۔۔۔ بس یہ ہونا باقی تھا۔۔۔ اوہ گاڈ۔۔۔ کب ہوا ہے ہیک۔؟"

رستم اتنی اونچی آواز میں بولا کہ کیہاں جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سرا رات کو ہوا ہے۔"

"اور تم مجھے اب بتا رہے ہو۔"

"وڈے۔۔ ذرا تحمل سے۔۔ ابھی ایک۔ اور بھی بری خبر ہے۔"



کیہاں کے کہنے پہ رستم کی رنگت فق ہوئی۔

"وہ کیا؟"

بنگلہ دیش سے کال آئی ہے۔ لوڈرز پہنچ گئے ہیں لیکن مال اب تک۔  
"نہیں پہنچا۔"

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ انہیں کھوٹا رز چیک کریں۔"

انہوں نے سارے ٹاٹرز چیک کیے ہیں کسی ایک میں بھی نہیں  
"ہے۔"

"زلفی۔۔۔ زلفی۔۔۔ کہاں سرے ہوئے ہو؟"

سروہ آپ سے چھٹی لے کر گیا ہے اس نے اپنی اماں کے ٹیکا  
"لگوانے جانا تھا۔ شام تک آجائے گا۔"

حامد نے جواب دیا۔

ڈیڈز لفی کے آنے نہ آنے کا کوئی کنسرن نہیں ہے۔ اس نے مال " صرف وہاں تک پہنچایا ہے۔ ٹائر را حیل نے بدلوائے تھے۔

"تو۔۔۔ تو۔۔۔ را حیل سے پوچھو۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ بلاؤ اس کو۔"

"را حیل کل رات مر چکا ہے۔"

رستم کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ گیا۔

"کیا۔۔۔ کل رات تو وہ پانی پہ گیا تھا نا پھر؟"

یس۔۔۔ میری آخری بار اس سے بات تب ہوئی تھی جب " اس نے مجھے پانی کے متعلق انفارمیشن دی۔ اس سے پہلے وہ ٹائر بدلوا چکا تھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے کمپاؤنڈ سے کال آئی ہے وہ اپنے "کمرے میں مرا پڑا ہے۔

"یہی تو میں بکواس کر رہا ہوں کیسے مر گیا وہ؟"

ڈاکٹر کے مطابق اس کے کمرے میں کاربن مونو آکسائیڈ " گیس جمع ہو گئی تھی یونو سائلینٹ کلر۔ دروازے کھڑکیاں بند تھے۔ اس کے کمرے میں ڈرگز کاپیک تھا جس پہ لائٹر پڑا ہوا تھا۔ وہ ایسے پیکٹ ہیں اگر انہیں آگ لگا دی جائے تو آدھے " گھنٹے تک نہیں بجھتی۔ وہ جلا اور گیس جمع ہو گئی۔

رستم کے ماتھے پہ پسینہ آگیا۔

راحیل تو اتنے سالوں سے اس کے ساتھ تھا۔ کبھی ایسی غفلت نہیں ہوئی اور ڈرگز تو ہمیشہ رہائشی حصے سے باہر ہوتی ہیں پھر پیکٹ وہاں کیسے پہنچا۔ کیا یہ واقعی راحیل کی غفلت تھی یا کسی کی سازش۔ آگ لگی تھی تو باقی منہ نیچر کو بھی جلنا چاہیے تھا اس کا مطلب۔۔۔

اس سے آگے رستم نہ سوچ سکا اور وہیں کیہان کے ساتھ

صوفے پہ گر گیا۔

اس کے جسم کو ٹھنڈا پڑتے دیکھ کر کیہان نے پانی کا گلاس اس کے آگے کیا جو اس نے جھٹکے سے دور پھینکا۔

میرے گرد گھیرا تنگ ہو گیا ہے اور تم کہہ رہے ہو ریلیکس "رہوں؟"

مجھے یقین ہے راحیل خود نہیں سرا۔ کیہان کوئی ہے جو ایک "ایک کر کے میرے گرد سے سب کو ہٹا تا حبارہا ہے۔ کل تک وہ میری گردن دبوچ لے گا اور اس گھٹیا منیش کی بھی کوئی کال نہیں آئی۔ اب کیسے پتہ چلے گا کون ہمارے پیچھے لگ گیا ہے؟ رستم کی آنکھیں سرخ ہو گئیں دماغ میں اک الاؤ جمل رہا ہوتا۔

"کیہان انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ ہم باہر نہیں نکل سکتے اب۔"



## Classic Urdu Material

لیکن کب تک ڈیڈ۔ وہ جو کوئی بھی ہے ہمارے گھر کا راستہ بھی " اسے آتا ہی ہوگا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں مجھے یقین ہے ہمارے ارد گرد کوئی "ایسا ہے جو ہماری انفارمیشن لیک کر رہا ہے۔

"کون۔۔۔ کون۔۔۔ ہے وہ؟"

"مجھے اگر پتہ ہوتا تو اسکی لاش پڑی ہوتی آپکے سامنے۔"

"تو پھر اب کیا کریں؟"

پہلی بار وہ بیٹے سے کوئی مشورہ لے رہا تھا۔

"ایک حل ہے۔"

کیہان کی پرسوج نظریں ایش ٹرے پہ تھیں۔

"وہ کیا؟"

رستم جھٹکے سے سیدھا ہوا ہو۔

## Classic Urdu Material

یہ سب۔۔۔ کچھ دن پہلے شروع ہوا ہے۔ کہیں کوئی ہماری غنیر" موجودگی میں گھر میں نہ آیا ہو۔ کسی ملازم نے کوئی گڑبڑ نہ کی ہو۔ سی سی ٹی وی فوٹیج سے کوئی کلیو تو ملے گا نا؟

اس کے کہنے پر رستم فوراً کنٹرول روم کی جانب بڑھا۔  
"حامد دس دن پہلے سے پلے کرو۔"

وہ دونوں باپ بیٹا پلکیں جھپکے بغیر اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ کہیں کوئی کلیو نہ ملا۔ اچانک اسکرین پر ایک لمحے کو کوئی مہسرون کلر آیا۔ حامد تیزی سے ویڈیو پلے کر رہا تھا۔

"ہالڈ آن۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ بیک کرو اسے۔"

"یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ زوم کرو اسے۔۔۔ کب آئی یہ؟"

کیہان نے باپ سے پوچھا۔

## Classic Urdu Material

یہ لڑکی۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہ تو میرا انٹرویو کرنے آئی تھی لیکن " انٹرویو سے پہلے تمہاری کال آگئی کمپاؤنڈ سے۔ پھر جب میں "واپس آیا تو یہ نہیں تھی۔ یہ تو میرے ذہن سے ہی نکل گئی۔

اب تاشیہ واپس جا رہی تھی۔ گیٹ کے باہر لگے کیمبرے میں بالکل کارنر پر کھڑی اس کی کار نظر آرہی تھی مگر وہ اس میں بیٹھنے کی بجائے آگے بڑھ گئی۔ بلیک۔ بی ایم ڈبلیو کیمبرے کی رینج سے باہر کھڑی تھی۔

"یہ اسکی کار ہے کیا؟"

کیہان نے اچنبھے سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے۔"

"پھر یہ اس میں بیٹھی کیوں نہیں؟"

## Classic Urdu Material

"حامد بیک کرو اسے۔ دیکھو کیا یہ اسی کار میں آئی تھی؟"

حامد کے ویڈیو بیک کرنے پہ کیہان کا شک تصدیق میں بدل گیا۔ رستم کے چہرے کی رنگت ایک بار پھر فق ہوئی۔

"حامد مجھے آج کی تاریخ میں اس لڑکی کا مکمل بائیو ڈیٹا چاہیے۔"

یو مین تم اسکی بات مان کر ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر رہی ہو؟

اگلی صبح جب سب مری جانے کے لیے تیار کھڑے تھے تو تاشیہ کے انکار پہ شانے زور سے اسکے کندھے پہ مکامار کر پوچھا۔

اف اللہ آہستہ مار لو۔ کتنا بھاری ہاتھ ہے تمہارا۔ بائے داوے"



## Classic Urdu Material

میں اس کی بات کیوں مانوں۔ میں اس کی وجہ سے انکار  
"تھوڑی کر رہی ہوں۔"

"تو پھر کیا تکلیف ہے کل تک تو تم تیار تھی۔"

ہاں ناب صبح صبح باس کی کال آئی ہے کہ آج لازمی آفس آؤ  
چھٹیاں ختم۔ اب مجھے اس طرح مت دیکھو مجھے واقعی باس کی  
"کال آئی ہے۔"

ہاں اتنے دنوں سے بھی تو گھر ہو۔ چار چھٹیاں اور کر لیتی تو کونسی  
"قیامت آجانی تھی۔"

شنا کا غصہ اب بھی کم نہ ہوا۔ عائشہ تو اس کا انکار سنتے ہی  
منہ پھلا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"تو یار اتنے دنوں سے تم لوگوں کی وجہ سے ہی چھٹیاں کی ہیں نا۔"

"ہاں بھی بہت بڑا احسان کیا تم نے۔ پلیز آئندہ مت کرنا۔"

شنا کے کہنے پہ تاشیہ نے منہ لٹکا کر اسے دیکھا۔

اب بس بھی کر دو شنا۔ کیوں اس بیچاری پہ غصہ ہو رہی؟

ہو۔ میں نے تو اسے پہلے بھی نہیں روکا تھا اور اب تو اسکے پاس

کی کال آگئی ہے۔ بس تم لوگ مری سے واپس آ جاؤ پھر ہم

دونوں تم سب کو پورا اسلام آباد گھمائیں گے۔ دو دن بعد ڈیڑی بھی آ

"جائیں گے پھر مری تو حبار ہی ہیں نا تم لوگوں کے ساتھ۔

تم اپنا منہ بند رکھو اور ہماری حوالہ ہیں ہمارے ساتھ تو جائیں گی"

نا۔ تم لوگ بیشک نہ جاؤ بلکہ میری طرف سے بھاڑ

"میں جاؤ۔

شنا کے کہنے پہ تاشیہ اس کے گلے لگی۔

پلیز مائنڈ مت کرو۔ بس تم لوگ آؤ واپس پھر ہم اسلام"

"آباد گھومیں گے پلیز۔"

لیکن وہ تاشیہ کے ہاتھ جھٹکتی منہ پھلائے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اچھا ناب اتنا بھی روڈ نہیں ہوتے۔ سچی مجھے چھٹی نہیں مل

"رہی ورنہ میں پہلے جانے کی حامی کیوں بھرتی۔"

تاشیہ اس کی کھڑکی پہ جھکی تبھی شنا کی بجائے عائشہ

بھڑکی۔

ہاں ہاں اب تو تم نے یہی بہانہ کرنا ہے مگر اصل بات تو یہ

ہے کہ تم اس کے کہنے پہ رکی ہو۔ بس جو وہ کہہ دے اس کا حکم

"سر آنکھوں پہ۔ ہماری تمہیں کیا پرواہ۔"

بالکل۔۔۔ بالکل۔۔۔ سو فیصد درست۔۔۔ بھئی اب اس نے میرا

"حکم نہیں ماننا تو اور کس کا ماننا ہے۔"

## Classic Urdu Material

وہ عائشہ کی بات پہ مسکراتا ہوا سامنے آیا۔

دیکھا مجھے پہلے ہی شک تھا۔ بس تاشیہ آج کے بعد مجھے نہ  
"بلانا۔ تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

نہیں شنایا جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ میرا کیا لگتا ہے جو  
میں اسکی بات مانوں۔ سچی مجھے باس کی کال آئی ہے چاہے تو  
"میرا فون چیک کر لو۔"

تاشیہ کی بات پہ شانے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"بس تم مجھے اتنا بتا دو کہ تم نے اس کی بات نہیں مانی۔"

ہاں بالکل میں نے ہر گز اسکی بات نہیں مانی۔ بھلا میں کیوں  
"مانوں؟"

بس ٹھیک ہے اب میں ناراض نہیں ہوں واپسی پہ ہم پورا"



"اسلام آباد گھومیں گے اور وہ بھی اس کھڑوس کی جیب سے۔

شنا کی بات پہ وہ تاشیہ کے پیچھے کھڑا پورے دل سے ہنسا۔

تم لوگ ایک دوسرے کو جتنی مرضی تسلیاں دے دو۔ اصل"

بات یہی ہے تاشیہ میری وجہ سے انکار کر رہی ہے۔ سمجھا کرو یا ر

یہ میرے بغیر کہیں نہیں جاتی اور اب تم سب حبان

"چھوڑو ہماری۔ چلو نکالو شاہباش۔

تاشیہ اس کی بات پہ غصے سے بل کھا کر پلٹی لیکن اس کے کچھ

کہنے سے پہلے ہی وہ مدثر کی جانب بڑھا۔

ان سب کو خداحافظ کہہ کر وہ دونوں اندر آئے۔

"ناشتہ لگوا دوں؟"

"ہاں لگواؤ جلدی۔۔ پھر آفس بھی جانا ہے۔"

## Classic Urdu Material

اس کے کہنے پہ وہ سر ہلاتی کچن کی جانب بڑھی۔

"تاشی۔۔ ڈیڈی نے کب آنا ہے؟"

اس نے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"دو دن بعد۔"

"اور میں بھی دو دن بعد ہی مری سے آئیں گی۔"

"ہاں کیوں کیا ہوا؟"

"یعنی کہ دو دن ہیں۔۔۔ ہے نا؟"

"بد تمیز۔۔۔"

تاشیہ کے گھورنے پہ وہ ہنستے ہوئے ناشتہ کرنے لگا۔

"پھر آج آپ جوائن کر رہی ہیں؟"

"آف کورس۔۔ اب مجھے چھٹی کاہر گزرنہ کہنا۔"

## Classic Urdu Material

ٹھیک ہے لیکن غلطی سے بھی ٹریکر ریمو نہیں کرنا اور احتیاط سے "حبانا۔"

"میں پہلے بھی احتیاط سے جاتی ہوں۔ ڈونٹ وری۔"

ابھی وہ ناشتہ ہی کر رہا تھا کہ آفس سے کال آئی۔

اب میں چلتا ہوں۔ پھر کہہ رہا ہوں احتیاط سے حبانا اگر ارد گرد"

"کسی کی بھی حرکت مشکوک لگے تو مجھے فوراً کال کرنا۔"

"اور کوئی حکم؟"

تاشیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو آپ یہ مان لیں یہی بہت ہے۔"

"اوکے اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔"

## Classic Urdu Material

تاشیہ برتن اٹھا کر پلٹی کہ پونی ٹیل میں مقید کمر کے نیچے تک  
آتے ڈارک براؤن بال پیچھے کھڑے شخص کے کندھوں سے ٹکرائے۔

"تم ابھی تک یہیں ہو۔۔۔ گئے نہیں؟"

تاشیہ نے حیرت سے دیکھا۔

"اب آئندہ بال نہیں کٹوانے۔"

کہتے ہوئے اس نے تاشیہ کے پونی میں مقید بالوں کو ہلکے سے  
ڈھیلا کیا اور مسکرا کر گڈبائے کہتا چلا گیا۔

"یہ لیں۔"

حامد نے فائل رستم کی جانب بڑھائی۔

"کمپلیٹ ہے؟"



اس نے فوراً فائل کھولی۔

"یس سر۔"

"تاشیہ سکندر۔۔۔ تا۔۔۔ شہ۔"

"یہ جنرل کی بیٹی ہے؟"

فائل اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے پچی۔

"یس سر۔"

"اوہ نو۔۔ کیا یہ واقعی میگزین میں حباب کرتی ہے۔"

"یس سر۔"

وہ غور سے تاشیہ کی انفارمیشن دیکھ رہا تھا۔

"صرف ایک بیٹی ہے جنرل کی؟"

"نہیں سر ایک بیٹا بھی ہے۔"

## Classic Urdu Material

"مجھے اس کی فائل چاہیے فوراً سے پہلے لاؤ۔ زیادہ دیر مت کرنا۔"

حامد مؤدب بنا سر جھکا کر چلا گیا۔

"ڈیڈ اس میں تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

کیہان نے اچنبھے سے فائل کو دیکھا۔

"اس کے بیٹے کی فائل آنے دو۔ مے بی کوئی کلیو مسل جائے۔"

"عثمان آج ہمیں دو بندوں کو اوپر روانہ کرنا ہے۔"

شاہان نے موبائل پہ مصروف عثمان کو متوجہ کیا۔

"دوسرا کون؟"

"وزیر خرابہ شوکت ابراہیم۔"

اس کی بات پہ عثمان حیرت سے اچھلا۔

"آرپیو سیریس؟"

"یس مکمل سیریس۔"

"باس سے پر میشن لے لی؟"

"ہرگز نہیں انہیں نہیں بتانا۔ وہ کبھی احبازت نہیں دیں گے۔"

"تو پاگل ہو گیا ہے بس۔ ان کی احبازت کے بغیر ہمارے لئے"

"قدم اٹھانا منع ہے تو بندہ مارنے کی بات کر رہا ہے۔"

"نا تو تمہارا کیا خیال ہے میں جا کے ان سے پر میشن مانگوں کہ"

"مجھے وزیر خرابہ کو قتل کرنا ہے اور وہ کہیں گے جاؤ جاؤ"

"شاہاش۔ جلدی سے مار کے آؤ پھر پارٹی کرتے ہیں۔ ہے نا؟"

شاہان نے جمل کر کہا۔

"شاہی اس کا ہمارے کیس سے ڈائریکٹ تعلق نہیں ہے۔"

بالکل ہے۔ بس منرق اتنا ہے کہ اس کے سو روپ ہیں۔ عثمان وہ"

رستم کی پشت پناہی کرتا ہے۔ ہمیں اسے مارنا ہے۔ اگر ہم نے اسے  
چھوڑ دیا تو کل کو کوئی اور رستم پیدا ہو جائے گا۔ کب تک بوڑھے  
ماں باپ جھکے کندھوں سے نشے میں دھت اولاد کو اٹھائے  
گھر آتے رہیں گے۔ سوچو کیا بستی ہوگی ان کے دلوں پہ جب  
جوان اولاد سہارا بننے کی بجائے خود سہارے مانگتی پھرے۔ کبھی  
سوچا کیا حال ہوتا ہوگا اس باپ کا۔ یہ ہمارا ملک ہے اسے ہم  
نے سنبھالنا ہے۔ وہ ایک گندی مچھلی ہے۔ ہمیں اسے ختم کرنا  
ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ باس احبازت نہیں دیں گے ہم  
نے یہ کام کرنا ہے۔ تمام خارجی تعلقات اس کے ذریعے ہی  
ہوتے ہیں۔ بے شک اس کے مرنے سے پاکستان کو نقصان ہوگا  
لیکن وہ اس نقصان سے زیادہ نہیں ہو سکتا جو ہمارے معصوم لوگ  
"اس غلیظ انسان کی وجہ سے اٹھا چکے ہیں۔"

"اوکے ڈن اور پھر باس؟"



وہ ابراڈ گئے ہوئے ہیں۔ موقع اچھا ہے بس آج رات ہی اسے ٹھکانے لگانا " ہے۔

بیٹا باس کا کوئی پتہ نہیں یہ نہ ہو وہ کل کو اڑتے ہوئے اس " کے جنازے میں شرکت کرنے پہنچ جائیں پھر اپنی "شامت پکی۔ کے

نہیں آتے ان کی فلائٹ پر سوں کی ہے اور آ بھی جائیں تو انہیں " کون بتائے گا۔ تم یا میں؟

میرا خیال ہے اللہ کو بھی پتہ ہے آج رات ہم نے کون " نیک کام کرنا ہے۔

"ڈونٹ وری کچھ نہیں ہوتا۔ گھر میں اسکے کون کون ہے۔"

اس کی بیوی اور دو بیٹیاں جو پاکستان رہ رہ کر بور ہو گئیں ہیں اس لیے " سیر سپاٹے کرنے کے لیے آسٹریلیا چلی گئی ہیں اور کل کو ان کی

## Classic Urdu Material

"واپسی ہے۔ جبکہ شوکت واپس آگیا ہے فتاہرہ سے۔"

"پھر تو ہمارا حق بنتا ہے اس کی بیوی بیٹی کو سر پرانز دینے کا۔"

"آف کورس ہمارا حق ہے۔ چلو اب ٹائم ہو گیا ہے۔"

"ایڈیاد سے لے لینا۔"

"اوکے"

... وہ دونوں پستل کو ہالسٹر میں رکھتے باہر نکلے

"کیسے ہو راحم؟"

ڈاکٹر عادل نے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

بالکل ٹھیک۔ ڈاکٹر۔ ایچو سیلی میری فلائٹ تھی اسی لیے لیٹ۔"

ہو گیا اور ویسے بھی اب میں حیرت انگیز طور پر بہت حد

تک کور کر چکا ہوں اب وہ لڑکی مجھے اتنا یاد نہیں آتی۔ ڈاکٹر یو آر

"جسٹ امیزنگ۔"

ڈاکٹر نے شکر یہ کے ساتھ تعریف وصول کرتے ہوئے  
راحم کے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے ڈاکٹر کو دیکھ رہا  
ہوتا۔

یہ میرا بھائی ہے۔ سوفٹ ویئر انجینئر ہے۔ ڈیڈی کو اس  
اے بہت امیدیں تھیں لیکن اچانک اسے پتہ نہیں کیا  
"ہو گیا ہے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گھر بیٹھ گیا ہے۔"

راحم نے دکھ سے ساتھ بیٹھے حماد کو دیکھا جو ٹیبل پر کہنی رکھے  
اور ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے اس طرح ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا جیسے  
ڈاکٹر عادل کسی اور سیارے پہ بھٹکتا ہوا غلطی سے زمین پر  
گیا ہو۔

"کیسے ہوینگ مین؟"

ڈاکٹر عادل نے حماد سے پوچھا لیکن وہ جواب دیئے بغیر  
مکراتے ہوئے ڈاکٹر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"ڈاکٹر آج تم نے فیر اینڈ لولی کیوں نہیں لگائی؟"

اس کی بات پہ ڈاکٹر نے اسے گھور کر راحم کو دیکھا۔

ڈاکٹر پلینز ڈونٹ مائنڈ۔ یہ کبھی کبھار ایسی ہی باتیں کرتا"  
ہے۔ میں بہت پریشان ہوں اس کی وجہ سے۔ پتہ نہیں  
"کیوں ہو گیا ہے یہ ایسا۔

"اوہ آئی سی۔"

ڈاکٹر نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

کیا بات ہے حماد؟ کیا تمہیں بھی راحم کی طرح کوئی لڑکی



"دھوکہ دے گئی ہے؟"

لو کیا بات کی ڈاکٹر۔ تم بھی ایک نمبر کے گدھے ہو۔ ارے"  
لڑکیاں تو مسرتی ہیں میری پر سنیلٹی پہ۔ میں کونسا تم جیسا  
گدھا ہوں جسے دیکھ کر لڑکیاں استغفار پڑھتی سڑک ہی بدل لیں  
ویسے ڈاکٹر میرا مشورہ مانو تم تھوڑی سی فیر اینڈ لولی ضرور لگایا کرو یا پھر  
"فنا زہ بیوٹی کریم استعمال کرو۔ کتنی ڈل سکے ہے تمہاری۔"

حماد نے نخوت سے سر جھٹکا اور واپس ڈاکٹر کو دیکھنے میں  
مشغول ہو گیا۔

ڈاکٹر نے تپ کر اسے چھوڑ کر رخِ راحم کی جانب کیا۔

"راحم اب تم کیسا فیل کرتے ہو؟"

بہت بہتر۔ اب مجھ میں وہ پہلے والی چیز ہی نہیں"

"ہے۔ میں اب بہت ریلیکس ہوں۔"

"ویری گڈ۔"

ڈاکٹر نے کہتے ہوئے ساتھ بیٹھے حماد کو دیکھا۔ اسے حماد کے عجیب انداز میں دیکھنے پہ سخت الجھن ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ "میرے سوال کا جواب دیں گے؟"

راحم نے اس سے پوچھا۔

"وائے ناٹ بولو۔"

میں ابھی صبح نیوز سن رہا تھا کہ پاکستان میں ایک گروہ ہے "جو منشیات کا کاروبار کرتا ہے اور شہر میں کوئی سائیکل سٹ ہے جو اس میں ملوث ہے۔ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ میری زندگی کے ساتھ صرف ایک لڑکی نے کھیلا اور میرا جی چاہتا ہے اسے شوٹ کر دوں لیکن یہ لوگ جو ہزاروں زندگیوں کے

ساتھ کھیلے ہیں، دوسروں کی زندگیاں ختم کر دیتے ہیں کیا  
انہیں کسی کا احساس نہیں ہوتا۔ کیا ان کے اندر ضمیر نامی کوئی  
چیز نہیں ہے۔ کیا انہوں نے مسرنا نہیں ہے؟ اگر ان کے اپنے  
"بچوں کے ساتھ یہی سلوک ہو تو یہ لوگ کیا کریں گے؟

راحم کی بات پہ ڈاکٹر عادل کے ہونٹ نیم وا ہو گئے۔ اس  
نے بمشکل خود کو کمپوز کیا۔

"حیرت ہے۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ تو ایسی کوئی نیوز نہیں سنی۔"

"نہیں ڈاکٹر آپ بتائیں ان لوگوں کا کیا علاج ہونا چاہیے۔"

دیکھو ہمیں اس سے کوئی کنسرن نہیں ہے۔ تم بس خود پہ توجہ دو۔"

تمہارا فیوچر بہت برائے ہے۔ اس بارے میں مت

سوچو خدا جانے کون لوگ ہیں یہ اور کیا کرتے پھر رہے

"ہیں۔"

ارے ہمیں ہی تو پتہ ہے ڈاکٹر۔۔۔ ہم ہی تو جانتے ہیں یہ "لوگ کیا کر رہے ہیں۔"

عثمان نے کہہ کر سیٹ سے اٹھتے ہوئے دروازہ لاک کیا۔  
"واٹ ڈیو مسین۔ ہو آریو؟"

ڈاکٹر کا ہاتھ دراز میں موجود پسل کی جانب بڑھا لیکن عثمان نے اسے دھکا دے کر واپس چئیر پر بٹھایا۔  
"کون لوگ ہو تم۔ نکلو میرے روم سے۔"

پہلے تمہاری روح کو تو نکال دیں پھر کمرے سے بھی نکل جائیں "گے۔"

شاہان نے کہتے ہوئے پسل نکالا۔

"راحم۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔"



سچ سچ بتاؤ ڈاکٹر آج تک کتنے لوگوں کو نشہ دے دے کر مار چکے "  
"ہو۔ کتنے گھروں کے چراغ تمہاری وجہ سے بجھے ہیں۔

شاہان نے بالوں سے پکڑ کر اس کا سراونچا کیا۔

تم۔۔۔ تم۔۔۔ کون لوگ ہو۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ میرے کمرے "  
"سے۔

سر پہ کھڑے عثمان نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ  
مارا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا فخرش پہ گرا۔

تو کیا سمجھتا ہے تیرے جیسے لوگوں کی پکڑ نہیں ہوگی۔ تمہارا کیا "  
خیال تھا یہاں پہ کوئی نہیں ہے جو تمہیں اگلے جہاں روانہ  
کر سکے۔ تم تو روایتی حریفوں کے خون ہو۔ ویسے بھی جو ٹھنڈ سینے  
"میں دشمن کو مار کے پڑتی ہے اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

عثمان نیچے گرے ڈاکٹر عادل کے سینے پہ بوٹ رکھ کر سیدھا

ہوا اور سرنج بھرنے لگا۔

شاہان پچھلے کمرے میں موجود کمپیوٹر کے آگے بیٹھے اس کے بیٹے کو گردن سے پکڑ کر لایا جو اسکرین پہ چلنے والی سلائڈز کو بدلتا تھا۔

"ڈیڈ۔۔ ڈیڈ۔۔ کیا ہوا آپکو۔۔ کون لوگ ہیں یہ؟"

ہاں۔۔۔ ہاں لگ۔۔۔ جا ڈیڈ کے گلے کیا پتہ پھر یہ ملاقات "ہو نہ ہو۔"

شاہان اسے کہہ کر دراز کھولنے لگا۔

سرنج میں موجود نیلے رنگ کا لیکوڈ دیکھ کر ڈاکٹر عادل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ مت کرو۔۔۔ مجھے

معاف کر دو۔۔۔ میں واپس چلا جاؤں

## Classic Urdu Material

"گا۔۔ دیکھ۔۔ دیکھو۔۔ مسم۔۔ مجھے۔۔ نن

لیکن ڈاکٹر عادل کی بات پوری ہونے سے پہلے عثمان نے زوردار  
ٹھوکر اس کے سینے پہ ماری جس سے اسے کھانسی کا شدید دورہ  
پڑا۔ شاہان دراز میں پڑی ڈرگزا کٹھی کر رہا تھا۔

اس کا بیٹا خوف سے ڈرا سہا پیچھے ہٹ رہا تھا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے اس  
نے ٹیبل پہ پڑا شیشے کا جگ اٹھایا اس سے پہلے کہ وہ وار کرتا  
شاہان نے پلٹ کر ایک ہی بازو سے اسے دبوچ لیا۔

خبیث کی خبیث اولاد اگر سیکرٹ سروسز والے صرف دو"  
"آنکھیں لے کر پیدا ہوں تو انہیں ایجنٹس کیوں کہا جائے۔

شاہان نے تھپڑ مار کر اسے باپ کے برابر گرایا۔

دیکھو میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ سب ڈیڈ کا کیا دھرا"

"ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں بے قصور ہوں۔

واہ بھئی واہ۔ دیکھو ڈاکٹر عادل اس گندی اولاد کے لیے تم نے اتنے "لوگوں کی جانیں لی، اتنا حرام پیہ اکٹھا کیا اور آج یہ کہہ رہی ہے باپ کو مار لو مجھے چھوڑ دو۔"

ڈاکٹر نے محسوس نظروں سے بیٹے کی طرف دیکھا۔

عثمان نے سرنج آگے بڑھائی۔ ڈاکٹر بار بار نفی میں سر ہلارہا تھا۔ زبان بالکل گنگ ہو گئی۔ وہ جانتا تھا یہ کونسا لیکچر ہے۔ اس کے ایک ایک سام سے پسینہ پھوٹ پڑا۔

"اوکے ڈاکٹر۔۔۔ بائے بائے۔ جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔"

عثمان نے سرنج اس کے بازو میں لگا دی۔ ساتھ ہی ڈاکٹر کی پتلیاں ایک زاویے پہ ٹھہر گئیں۔ وہ صرف دیکھ سکتا تھا یا سن سکتا تھا جسم بالکل مفلوج ہو گیا۔

سوچا پہلے تمہارے بیٹے کو ماریں۔ آخر تمہیں بھی تو پتہ چلے



اولاد کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ تم بھی تو حبانو جب جوان اولاد اس  
"دنیا سے رخصت ہوتی ہے تو کیا فیلنگز ہوتی ہیں۔

شاہان نے سائینسر لگے پستل سے فائر کھول دیا۔ آنکھوں کے سامنے  
بیٹے کی لاش پہ ڈاکٹر عادل کی آنکھوں سے چند قطرے  
بہہ نکلے لیکن وہ بے حس و حرکت تھا۔

کیا خیال ہے شاہی۔ ڈاکٹر کو ایسے ہی نہ چھوڑ دیا جائے۔ اسے  
بھی پتہ چل جائے گا ذیت کیا ہوتی ہے۔ درد کی انتہا کسے کہتے  
ہیں۔

"جیسا تم کہو۔"

عثمان نے مسکراتے ہوئے دوسری سرنج بھر کر اس کے بازو  
میں لگا کر اسے ساری زندگی کے لیے مفلوج کر دیا۔ شاہان نے پاؤں کی  
ٹھوکر سے ڈاکٹر کا رخ اس کے بیٹے کی جانب کیا۔ بیٹے کے سینے

سے نکلنے والا خون اسکے چہرے کو رنگ رہا تھا۔ اس کے آنسو خون  
میں مل رہے تھے۔ ہونٹوں پہ نمگین ذائقہ ابھرنے لگا مگر  
وہ بے بس تھا۔

چند منٹ پہلے غرور کے نشے میں چور ڈاکٹر عادل اس  
وقت ہلنے کے لیے بھی دوسروں کا محتاج تھا اور یہ محتاجی  
آخری سانس تک رہنی تھی۔

"جلدی نکلو۔ کہیں پولیس نہ آجائے۔"

وہ دونوں پستل کو واپس اڑتے باہر نکلے۔ کوریڈور میں مریض اب  
بھی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ عثمان نے شاہان کی توجہ  
سامنے لگے کیمبرے کی جانب دلائی۔ کچھ بھی کہنے سے پہلے  
شاہان کو کھانسی کا شدید ترین دورہ پڑا اور ساتھ ہی منہ سے خون  
آنے لگا۔

## Classic Urdu Material

کیا ہوا تمہیں۔۔۔ تم ٹھیک ہونا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ خون کیوں آرہا " ہے؟

عثمان نے پریشانی سے اسے بچ پے بٹھایا۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔ پانی لاؤ کوئی پانی لے کر آؤ۔۔۔"

اس نے چیخ کر ریسپشن پے موجود لڑکے کو کہا۔ وہ دوڑ کر اس تک آیا۔

جلدی سٹریچر لاؤ۔ جلدی کرو۔ ڈاکٹر کو بلاؤ۔ سر آپ " ادھر آئیں۔

ایک دم انفرافری مچ گئی۔ تمام مریض اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ساتھ ہی لائٹ بند ہو گئی۔

شاہان کے منہ سے سرخ دھار نکل رہی تھی۔

جنر یسٹر آن کرو کوئی۔ پیشنٹ کو ایمر حبسنی روم میں لاؤ۔ ہری "اپ۔"

ایک شخص اندھیرے میں چسچ کر کہہ رہا تھا۔  
پانچ منٹ بعد لائٹ آن ہوئی۔

سفید ماربل لگے فرش پہ حباب سرخ قطرے پڑے  
تھے لیکن اسٹریچر خالی تھا۔

عثمان ہنس ہنس کر پاگل ہوا حبار ہا تھا جبکہ شاہان نہر کے  
کنارے کھڑا گاتار کُلیاں کر رہا تھا۔

"ذلیل بعد میں ہنسنا چیونگم دے مجھے۔"

عثمان نے ہنستے ہوئے چیونگم اسے دی اور سی سی ٹی وی فوٹیج کی سی ڈی کے دو ٹکڑے  
کر کے پانی میں اچھال دیئے۔



## Classic Urdu Material

واہ شاہی واہ۔ میں نے آج کے واقعے سے ایک سبق سیکھا"  
"ہے۔"

"وہ کیا؟"

کیس ہونہ ہو۔ بندے کی جیب میں حجام شیریں ضرور ہونا"  
"چاہیے۔"

وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے نہر کے پل پر سے گزر رہے تھے۔

---

تاشیہ لاؤنج میں بیٹھی لیپ ٹاپ گود میں رکھے ٹاہینگ کر رہی  
تھی جب میسج ٹون بجی۔

لاک چیک کر کے سو حباؤ۔ میرا انتظار مت کرو۔ میں "  
"لیٹ آؤں گا۔"

## Classic Urdu Material

میج دیکھ کر اس کے چہرے پہ چمک سی آئی۔

تمہیں کس نے کہا میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ بڑی خوش "فہمیاں ہیں۔"

رپلائے دینے کے کچھ سیکنڈز بعد اس کی کال آئی۔

"ہیلو۔۔"

محترمہ اگر آپ میرا انتظار نہیں کر رہیں تو رات کو ایک "بجے جاگنے کا مطلب۔"

ایکسیوزمی۔ میں اپنا کام کر رہی ہوں۔ تم جب مرضی آؤ مجھے "کیا۔"

تاشیہ نے مسکراتے ہوئے بالوں کی لٹ انگری پ لپیٹی۔

"کافی پی رہی ہو؟"

## Classic Urdu Material

اسکی بات پہ تاشیہ نے سامنے پڑے کافی کے مگ کو دیکھا۔  
جی نہیں مجھے تمہاری طرح آدھی رات کو اپنا معدہ حبلانے کا"  
"کوئی شوق نہیں ہے۔

"اچھا جی۔۔۔ آفس میں دن کیا گزرا؟"

"بہت اچھا۔"

"ڈنر کر لیا؟"

"ہاں کب کا۔"

"ڈر تو نہیں لگ رہا؟"

تم نے مجھے اپنے جیسا سمجھا ہوا ہے کیا؟ تاشیہ سکندر کسی سے "  
"نہیں ڈرتی۔

"مجھ سے بھی نہیں؟"

"تم کوئی ڈریکولا ہو جو تم سے ڈروں۔"

تاشیہ کی بات پہ دوسری جانب اس نے کان سے ہٹا کر  
فون کو گھورا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟"

"فٹ بال کھیل رہا ہوں۔"

تاشیہ اس کی بات پہ زور سے ہنسی۔

تاشی آج میرا بہت دل کر رہا ہے گھر آنے کو لیکن کیا کروں ابھی "  
"آ نہیں سکتا۔

"پھر کب آو گے۔۔ اتنی دیر تو ہو گئی ہے۔"

بے اختیاری میں کہہ دینے پہ تاشیہ نے زبان دانتوں تلے دبائی  
لیکن دوسری جانب وہ جیسے تیار بیٹھا تھا۔



## Classic Urdu Material

آئے ہائے یہ عالم انتظار دیکھنا نہ جائے۔ اب تو دل کر رہا ہے "اڑ کر آ جاؤں۔"

"میں سونے جا رہی ہوں۔ تم جب مرضی آنا۔"

"لاک۔ ایک بار چیک کر لینا اچھے سے۔"

"اگر لاک لگا دیا تو تم اندر کیسے آؤ گے؟"

میرا خیال ہے تمہارے کمرے کی کھڑکی لان میں کھلتی ہے۔"

خبردار تم نے میری کھڑکی پھلانگنے کی کوشش کی۔ میں ابھی "اسے بند کرتی ہوں۔"

"تاشی۔۔؟۔"

اسکا گھمبیر سا لہجہ سماعتوں میں گونجا۔

"جی فرمائیے۔"

"کچھ نہیں۔۔۔ آ کے بتاؤں گا۔ او کے سو حباؤ۔ اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔"

فون بند کر کے اس نے دوبارہ لاؤنچ کالاک چیک کیا اور اپنے  
کمرے میں چلی گئی۔

رستم کوئی دس بار تاشیہ کی فائل پڑھ چکا تھا۔ اب بے چینی سے  
حامد کا انتظار تھا۔

"ریلیکس ڈیڈ۔۔۔ آجائے گا وہ۔"

ارے حناک ریلیکس کروں میں۔ تین دن سے ہم گھر میں  
بند ہیں اور پتہ نہیں آگے کیا ہوگا۔ اور یہ زلفی کہاں سراہوا

"ہے۔ ابھی تک واپس نہیں آیا۔"

"وہ آیا ہٹا ڈیڈ میں نے ہی اسے واپس بھیجا ہے۔"

"کیوں؟"

اسکا ایکسٹینٹ ہو گیا ہٹا ٹانگ اور بازو پلا سٹر لگا ہوا"

"ہے۔ یہاں رہ کے کیا کرنا ہٹا اس نے۔"

پلا سٹر ہی لگا ہٹا نامر تو نہیں گیا ہٹا۔ تم ہر کام ہی الٹا کیا  
"کرو۔"

"کیوں اسے یہاں بٹھا کر آپ نے اسکی تیمارداری کرنی تھی۔"

کیہان کے جواب پہ اسے تھپڑ مارنے سے پہلے حامد فائل  
اٹھائے اسکی جانب آیا۔

"مل گئی انفارمیشن؟"

"یسر۔"

اس نے تیزی سے فائل کھولی۔

"یہ کیا اٹھا کے لے آئے ہو چھ گھنٹوں بعد یہ دو پیج؟"

سروہ جنرل کا بیٹا ہے۔ بہت مشکل ہے اس کے متعلق"

معلومات اکٹھی کرنا۔ میں نے پوری کوشش کی لیکن صبح سے

"اب تک یہی سب میرے ہاتھ لگا ہے۔"

رستم الجھتے ہوئے فائل کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے جنرل کے

دونوں بچوں کے نام ہائی لائٹ کیے۔

"تمہیں یقین ہے یہ دونوں جنرل کے بچے ہیں؟"

"یسر۔"

فائل میں کوئی ایسی ویسی انفارمیشن نہیں تھی لیکن کچھ ہتاجو



رستم کے دماغ میں کھٹک رہا تھا۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟"

"تم دیکھو ان فائلز میں کوئی گڑبڑ تو نہیں؟"

کیہان نے دونوں فائلز کی انفارمیشن میچ کی لیکن اس کی موٹی عقل میں کچھ نہ سمایا۔ کہنے کو وہ واقعی رستم کا بیٹا تھا لیکن رستم جیسا دماغ اس کے پاس نہیں تھا۔

نتھنگ کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ سب کچھ فضول ہے۔ لیکن پھر وہ اپنی کار میں واپس کیوں نہیں گئی اور وہ لڑکا کون تھا جو کار "ڈرائیو کر رہا تھا۔"

رستم نے اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر حامد کو مخاطب کیا۔

"شوکت آگیا ہے پاکستان؟"

یس سر۔ میں نے انہیں کال کی ہے لیکن نمبر آف حبارہا"  
"ہے۔"

"اس کی ایکسٹینشن ملاؤ۔"

کچھ دیر بعد اسے شوکت کی آواز سنائی دی۔

"کیسے ہو پارٹنر؟ کام کیا چل رہا ہے؟"

"کہاں پہ ہو؟"

"ادھر ہی ہوں۔ خیریت۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں۔"

"گڑبڑ ہی گڑبڑ ہے۔"

"کیا ہوا؟"

میں تین دن سے اپنے گھر میں بند ہوں۔ مائٹگی لاپتہ ہے۔ مال"

## Classic Urdu Material

بنگلہ دیش نہیں پہنچا۔ راحیل سرچکا ہے۔ کمپاؤنڈ خالی پڑا ہے  
"اور میرے سسٹم کا ساڑا ڈیٹا ہیک ہو گیا ہے۔"

رستم نے سکون سے سارے بم شوکت ابراہیم کے سر پر  
پھوڑے۔

"میں دوسرے نمبر سے کال کرتا ہوں۔"

فوراہی رستم کے نمبر پر پرائیویٹ نمبر کالنگ آیا۔

ہاں اب بولو۔۔۔ کیسے ہوا یہ سب۔۔۔ کس نے کروایا۔۔۔ تم مجھے "

"اب بتا رہے ہو۔۔۔ پہلے کیوں خبر نہیں دی۔"

تم یہ جو ملک ملک گھوم رہے ہو کبھی ٹک کر بھی بیٹھ جایا

"کرو۔ پھر ہی کچھ پتہ چلے گا۔"

"سنیش سے رابطہ کیا؟"

"ہاں کیا ہے لیکن اسے کچھ نہیں پتہ۔"

"ڈیم اٹ۔ یہ سب کیسے ہو گیا؟"

تم پتہ کرواؤ۔ آرمی میں کوئی کیس نہیں ہے۔ اگر ایجنسی میں ہو تو مجھے نہیں علم۔ تم فوراً اسے پتہ لگاؤ۔ آفیسر کارینک اور نمبر بتاؤ مجھے۔

"نہیں رستم۔ ایجنسی میری پہنچ سے باہر ہے۔"

تم دونوں سے کچھ ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ پیہ لیتے وقت بھی کہہ دیا کرو اتنا پیہ میری اوقات سے باہر ہے۔ ایک بار اگر کوئی مجھ تک پہنچ گیا تو یاد رکھنا منیش سے پہلے میں تمہارا نام لوں گا اور جب تم بلیک لسٹ میں ٹاپ پ پہنچے تب بھی کہنا یہ "میری پہنچ سے باہر ہے۔"

"جسٹ شٹ اپ۔ کرتا ہوں میں کچھ۔"



## Classic Urdu Material

اس کی بات پر رستم نے فون اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔  
اب میرے سر پر کھڑے کیا کر رہے ہو۔ اٹھاؤ ان "  
فنانلز کو اور پھینک دو ڈسٹ بین میں۔ کسی کام کے نہیں ہوتے  
"لوگ۔

وہ پاس کھڑے حامد پر گر جا۔

ساتھ ہی فون پر منیش کالنگ جگمگایا۔ اس نے بے تابی سے فون  
کان کو لگایا۔

"ہاں بولو۔ کچھ پتہ چلا؟"

دیکھو رستم۔ میں نے ہر جگہ سے پتہ کر والیا ہے۔ 72 گھنٹوں "  
میں صرف ایک انفارمیشن ملی ہے وہ بھی ہمارے کام کی نہیں  
ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہا ایک دم سے یہ سب کیسے ہوا۔ کس  
"نے مخبری کی۔

اب اگل بھی چکویا پھر تمہیں اکیس توپوں کی سلامی دوں بہتر "  
"گھنٹے بعد ایک خبر لانے پر۔

"جس بندے نے مال اتروایا ہے اس کا نام شاہان سکندر ہے۔"

اس کی بات پر رستم بیٹھا بیٹھا پسینے میں بھیگ۔  
گیا۔ حامد و نائلز لے کر جانے لگا۔ اس نے چیل کی طرح  
جھپٹ کر دونوں و نائلز چھینی۔

"کیا۔۔ کیا۔۔ نام بتایا؟"

شاہان سکندر۔۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ نہیں پتہ۔ میں "  
نے ہر ممکن کوشش کی ہے اس کا پتہ چلانے کی لیکن کچھ پتہ  
نہیں چلا۔ اب پتہ نہیں وہ کون ہے کون نہیں۔ یہ ماہی گیر  
واپس کیوں نہیں آئے۔ انہیں فوراً واپس بھجواؤ۔ راجیت کا نمبر  
"مسلل بند ہے۔ تم سن رہے ہونا۔۔۔ ہیلو۔۔

## Classic Urdu Material

منیش اور بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن رستم کی نظریں بلیک اور ریڈ  
فائل پہ جمی تھیں۔

حامد نے فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟"

"شاہان سکندر۔۔۔ نام ہے اسکا۔"

رستم نے دونوں فائلز اٹھا کر سامنے کی اور الجھتے ہوئے آنکھیں  
سکیڑ کر دونوں آئی ڈیز کو ریڈ پوائنٹ سے ہائی لائٹ کیا۔

پھر موبائل پہ یوٹیوب آن کر کے تاشیہ کے میگزین کے  
کنسرٹ کی ویڈیو پلے کی۔ اسے صحافت میں بہترین کارکردگی  
پہ ایوارڈ دیا گیا تھا۔ ایوارڈ وصول کرتے ہوئے تاشیہ کی ویڈیو پانچ  
منٹ سترہ سیکنڈ کی تھی۔

ویڈیو کا کیپشن دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

اس نے دوبارہ دونوں فائلز کو دیکھا اور ایک نتیجے پہ پہنچا۔

حامد تم تو حد سے بھی زیادہ اندھے ہو۔ جو چیز تمہیں چھ گھنٹوں

"میں نظر نہ آئی وہ مجھے ایک سیکنڈ میں نظر آگئی ہے۔

اس کی بات پہ حامد نے آگے جھک کر ہائی لائٹ کیے گئے

ناموں کو دیکھا۔

"ڈیڈ ہوا کیا ہے کچھ تو بتائیں؟"

رستم نے مسکراتی نظروں سے کیہان کو دیکھا۔ تین دن میں

پہلی بار وہ مسکرایا تھا۔ جب سامنے پڑی تاشیہ سکندر کی فائل

تھی جو ان دونوں کی زندگی کی نوید تھی۔

کیہان الجھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔



"ڈیڈ واٹ ہینڈ؟"

رستم نے بغیر کچھ کہے تاشیہ کی فائل پہ نام چنچ کر کے اس کی  
گود میں پھینکی۔

نام دیکھ کر کیہان کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔

"آریو سیریس؟"

غور سے دیکھو جب اس نے میگزین جوائن کیا تب وہ تاشیہ  
سکندر تھی اور جب اسے ایوارڈ ملا تب۔۔۔۔۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔"

"اب آئے گا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔"

کیہان کھل کر مسکرایا۔ ان دونوں باپ بیٹے کو پریشانی ایک دم  
سر سے اُلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

## Classic Urdu Material

رات کا اندھیرا چار سو پھیل گیا۔ اندھیری رات میں وہ  
دونوں شوکت ابراہیم کے سرکاری بنگلے سے بہت دور ایک درخت  
کے ساتھ پچھلے دو گھنٹوں سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے۔ دونوں کے  
چہروں پہ بلیک ماسک تھے۔ عثمان دورین سے اس کے گھر کا  
جائزہ لے رہا تھا۔

"شاہی اس کی گاڑی بنگلے میں آ چکی ہے۔"

"کتنے گارڈز ہیں ساتھ؟"

"پانچ۔"

"او کتے کتنے ہیں بنگلے میں؟"

"پانچ۔ تین باہر دو اندر۔"

"ایک گھنٹہ صبر کرو وہ سو جائے پھر چلتے ہیں۔"

"اے کمرے کی لائٹ بند ہو چکی ہے۔"

پینتالیس منٹ بعد عثمان نے کہا تو ان دونوں نے قدم آگے بڑھائے۔

بنگلے کے باہر اعلیٰ نسل کے کتے چکر لگا رہے تھے لیکن ان کے بھونکنے سے پہلے عثمان نے انہیں ختم کر دیا۔

پچھلی دیوار سے چڑھ کر اندر جھانکا گاڑز آپس میں باتیں کرتے ہوئے چپائے پی رہے تھے۔ کتے ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔ اچانک گیٹ کے ساتھ لگے درختوں کے پتوں میں سرسراہٹ پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی لگاتار دو سے تین پتھر گیٹ سے ٹکرائے۔ گاڑز سب کچھ چھوڑ کر گیٹ کی طرف بھاگے۔ ساتھ ہی شاہان نے لاؤنج کے دروازے کالا کھولا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

راہداری میں نائٹ بلب آن تھا۔ لاؤنج کی لائٹس بجھی ہوئی تھیں۔ کیمبرے کی ریڈ لائٹ اندھیرے میں واضح ہو رہی تھی۔ عثمان نے پہلے کیمبرے کی تار کاٹ کر سی ڈی نکال لی۔ وہ دبے قدموں پسٹل تانے آگے پیچھے دیکھتے سیڑھیوں کی جانب بڑھے۔

احتیاطاً شاہان نے اوپری منزل کے تینوں بیڈرومز اور اٹیچڈ واشرومز چیک کیے سب حالی پاکر وہ مطمئن ہوتے ٹارگٹ کی طرف بڑھے۔

شوکت کے بیڈروم کا دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔ اتنی سیکیورٹی کے باوجود وہ کمرہ لاکڈ کر کے سویا تھا۔ واقعی حبان سب کو عزیز ہوتی ہے۔

شاہان نے سائینسر لگے پسٹل کا رخ لاک کی جانب کر کے فائر کیا ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ شوکت ابراہیم اب بھی نیند کے مزے لے رہا تھا۔ عثمان نے کھڑکی سے پردہ اٹھا کر دیکھا گارڈز



واپس بیٹھے چائے پی رہے تھے شاید ان کی نظر اندھیرے کے باعث سرے ہوئے کتوں پر نہیں پڑی تھی۔

شاہان حیرت ہوتی ہے دوسروں کا سکون اور حچین لوٹ۔  
لینے کے بعد یہ لوگ اتنے آرام سے کیسے سو جاتے ہیں۔ انہیں  
"اتنی اچھی نیند کیسے آ جاتی ہے۔"

شاہان نے جھٹکے سے شوکت کا کالر پکڑ کر اٹھایا۔ وہ ہڑبڑا کر نیند سے  
بیدار ہوا۔

"کو۔۔۔ کون۔۔۔ ہو۔۔۔ تم؟"

سر پہ کھڑے دو نقاب پوشوں کے ہاتھ میں بسٹل دیکھ کر  
اس کی زبان ہکلا گئی۔

"تمہاری موت۔"

"ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ کون تم لوگ۔۔۔ اندر کیسے آئے۔۔۔ گارڈز۔۔۔ گارڈز۔۔۔"

وہ حلق کے بل چیخ مگر ان دونوں کے اطمینان میں رتی برابر بھی کمی نہ آئی۔

تم بیوقوف ہو یا بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ بھول گئے کیا حکومت کی طرف سے وزراء کو الٹ کیے گئے بنگلے ساؤنڈ پروف ہوا کرتے ہیں۔

شاہان نے اسکی کنپٹی پہ پسل رکھا۔ شوکت کی آواز حلق میں ہی پھنس گئی۔ ہاتھ پیر کانپنا شروع ہو گئے۔ پہلی بار اسے ساؤنڈ پروف بنگلوں کے بے شمار نقصانات کا اندازہ ہوا۔ بہت افسوس ہوا شوکت ابراہیم، گھر میں چھ گارڈز، پانچ خاص الخاص کتے اور سی سی ٹی وی کیمبرے کے باوجود موت تمہارے سر پہ کھڑی ہے چی۔۔۔ چی۔

کیا۔۔ چاہتے ہو تم۔۔ دیکھ۔۔ دیکھو۔۔ جو تمہیں چاہیے "  
میں دوں گا۔۔ پیسہ۔۔ دولت۔۔ جائیداد۔۔ جو چاہیے  
"بتاؤ۔

اس نے گھٹی آواز میں کہا۔

شاہان نے چارپانچ تھپڑ مار کر اسے ادھ موا کر دیا۔

ساری زندگی تم لوگوں کو انہی چیزوں میں تولتے رہے ہو لیکن "  
اب اور نہیں اب تیار ہو جاؤ تمہاری موت ہمارے ہاتھوں لکھی  
"ہے۔

"میرا۔۔ قصور۔۔ کیا ہے۔۔ کیوں۔۔ کر۔۔ رہے ہو تم ایسا؟"

"تمہارا قصور یہ ہے کہ تم شوکت ابراہیم ہو۔"

یہ۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔ دیکھو میں نے کچھ نہیں "

کیا۔۔ تم غلط کر رہے ہو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ میں  
عدالت میں جاؤنگا تمہارے خلاف۔۔ ساری زندگی تم  
"جیل میں گزارو گے۔۔ تم ہو کون؟

اس کی بات پہ وہ دونوں زور سے ہنسنے۔

شوکت ابراہیم ہمارے ہاں عدالتیں نہیں لگا کر تیں۔ صرف مہر  
"لگتی ہے کونسی گولی کس کے سینے میں اترنی ہے۔

تم۔۔ تم۔۔ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔ میں نے کچھ نہیں  
کیا۔۔ مجھے مار کے تمہیں کیا ملے گا۔۔ مجھے کیوں مارنا  
"ہے۔۔ آخر کیوں؟

کیونکہ پاکستان کی 22 کروڑ آبادی میں سے چار کروڑ سے زائد لوگ  
نشے کی لت میں لگ چکے ہیں۔ سو فساد ختم کرنے کے لیے فاد  
کی حبڑ کو پہلے ختم کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر بتاؤ کیا اب بھی تم بے



"قصور ہو؟"

شاہان کی بات پہ شوکت کی رنگت سفید پڑ گئی۔

"مسم۔۔۔ میں۔۔۔ کچھ نہیں جانتا۔"

اس کی بات پہ شاہان نے زوردار مکا اس کی ناک پہ مارا۔ وہ درد سے تڑپ اٹھا۔

"اب کچھ یاد آیا اب بھی نہیں؟"

تم غلط کر رہے ہو۔ مجھ پہ الزام لگا رہے ہو۔۔۔ بغیر ثبوت کے۔۔۔ مجھے اپنے وکیل سے بات کرنی ہے۔۔۔ میں تمہیں "چھوڑوں گا نہیں۔"

ہم اندازوں سے نہ تو تفتیش کرتے ہیں نہ انہیں کچھ کہنے کا موقع "دیتے ہیں۔"

کیوں کرتے ہو تم لوگ۔ ایسا۔ کیوں عوام کی آنکھوں پہ پٹی باندھ کر ان " سے ووٹ لیتے ہو پھر انہیں اس مسکروہ دھندے میں کس لیتے ہو۔ تم اپنے شہریوں کے دشمن ہو۔ وہ جنہوں نے تمہیں اس ملک کی باگ ڈور دی۔ تم انہیں ختم کر رہے ہو۔ میں حبا نتا ہوں تم صرف ایک نہیں ہو۔ اوپر سے نیچے تک ہماری ساری حکومت ہی کرپٹ ہے شاید کوئی سو میں سے ایک انسان ہو لیکن تم۔۔۔ تم سب سے بڑے گند ہو۔ تم اس ملک کو برباد کر رہے ہو جس نے تمہیں سب کچھ دیا لیکن بدلے میں تم نے اسکو کیا دیا۔ تم نے دشمن کو پناہ دی۔ ان سے پیسہ وصول کیا۔ ہمارے معصوم لوگوں کو نشے کی لت لگا دی۔ وہ لت جو مرنے کے بعد چھوٹے گی۔ چار کروڑ گھروں میں سے رونقیں ختم کر دیں۔ تم نے عن داری کی لیکن تمہارا ٹائم صرف اتنا ہی ہتا جو تم نے باقی سب کے ساتھ کیا اب یاد رکھنا وہ میں تمہاری اولاد کے ساتھ

"کرونگا۔ دو بیٹیاں ہیں ناتھاری؟

شوکت کو ایسے لگا جیسے کسی نے کند چھری سے ذبح کر دیا ہو۔

"خبردار میری بیٹیوں کے بارے میں ایک لفظ بھی کہنا تو۔"

اس کے چہنچہنے پہ شاہان نے مار مار کر اس کا بھر کس نکال دیا۔

کیوں بہت تکلیف ہوئی۔ اپنی بیٹیوں کے بارے میں تم لفظ بھی "

نہیں سن سکتے۔ کیا دوسرے کی بیٹیوں کو نشے کی لت لگا کر ان

سے غلط کام کروا تے تمہیں حیا نہیں آتی۔ تب خون کیوں نہیں

کھولتا۔ جس شخص کو دوسرے کی عزت کا خیال نہ ہو پھر

اس کی عزت کو عزت کون سمجھے گا۔ جس کے گھر سے

تم آدھی رات کو واپس آئے ہو وہ بھی کسی کی بیٹی ہے شوکت ابراہیم وہ بھی

"کسی کی عزت ہے۔"

شوکت ابراہیم میں بولنے کی سکت نہ رہی۔ اس کے دانتوں اور

ناک سے خون چیل رہا تھا۔

"مجھے۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ اللہ کا واسطہ۔۔۔"

بکواس بند کرو۔۔۔ خبردار اگر تم نے رب کا نام لیا۔ تم جیسے لوگوں"

کو اللہ تب کیوں یاد نہیں آتا جب بے گناہوں کو پاؤں تلے روند دیتے

ہو۔ تب اللہ یاد نہیں آتا جب نازک کلیاں تمہارے ہاتھوں

میں مسل ہو جاتی ہیں۔ اب بھی اللہ کا نام نہ لینا

شوکت۔ آج کوئی واسطہ تمہیں نہیں بچا سکتا۔ تم جیسوں کو ختم

"کرنے کے لیے ہی اللہ ہمیں چنتا ہے۔

اس نے پیچھے مڑ کر عثمان کی طرف دیکھا جوانکی گفت و شنید

کے دوران اپنا کام مکمل کر چکا تھا۔

پسکھے کے ساتھ جھولتی رسی دیکھ کر شوکت وہیں بے دم سا ہو گیا۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہ"



کرو۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ ایک موقع دے دو۔۔۔ میں سب  
"کچھ چھوڑ دوں گا۔۔۔ ساری زندگی۔۔۔ اس ملک کی خدمت کروں گا۔  
"ٹیبیل پہ چڑھو۔"

شاہان نے اسے گھسیٹ کر ٹیبیل کے قریب کیا۔  
نہیں۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ ایک موقع دے"  
دو۔۔۔ میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ ایسا نہ  
"کرو۔"

عثمان نے اس کی گردن پہ زور سے کہنی رکھی ساتھ ہی اس کی زبان بند  
ہو گئی۔

"چڑھو اوپر حنا موٹی سے۔"

نیچے کھڑے گارڈز آپس میں باتیں کرتے ہوئے نہیں جانتے تھے

جس کی حبان کی وہ حفاظت کر رہے ہیں موت اسکے سر پہ  
کھڑی ناچ رہی ہے۔

"ایسا نہ کرو۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔"

شاہان نے اسکی کنپٹی پہ پستل سے ضرب لاکئی۔ کچھ پل کے لیے  
اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا۔ عثمان نے اس کے دونوں ہاتھ  
پیچھے کر کے باندھے۔ اسکی مزاحمت ہنوز جاری تھی۔

نہیں۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ میں تمہیں ختم کروا  
"دونگا۔۔۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو۔"

ان دونوں نے اسے گھسیٹ کر ٹیبل پہ کھڑا کیا۔ جیسے ہی وہ  
مزاحمت کرتا شاہان کی کاری ضرب اسے وہیں روک دیتی۔

نہیں۔۔۔ خدا کے لیے ایسا نہ کرو۔۔۔ میں۔۔۔ اپنا سارا  
بنک بیلنس عنریوں میں بانٹ دوں گا۔۔۔ مجھے ایک موقع

"دو۔۔ میں سب کچھ چھوڑ دوں گا۔۔ دشمن کو تباہ کر دوں گا۔

شاہان نے گلوں پہنے ہاتھوں سے رسی اس کے گلے میں ڈال کر عثمان کو اشارہ کیا۔

عثمان نے بیگ میں سے ایڈ نکالا۔

تم ایک عمار ہو شوکت اور عمار کی موت آسان نہیں ہوتی۔ تمہاری موت بھی عبرت ناک ہونی چاہیے تاکہ ان لوگوں کو سبق مل سکے جو اس پاک زمین کو گندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

شاہان نے بوتل کا ڈھکن کھول کر ایڈ اس کے منہ پہ پھینکا۔

شوکت ابراہیم کی چیخوں سے ساؤنڈ پروف بیڈروم کی دیواریں لرز اٹھیں۔

وہ دونوں سکون سے کھڑے سینے پہ ہاتھ باندھے اسے تڑپتا دیکھ  
رہے تھے۔ پانچ منٹ کے بعد عثمان نے بیگ اٹھایا اور شوکت کے  
پاؤں کے نیچے موجود ٹیبل کو ٹھوکر مار کر دور کر دیا۔

وہ دونوں پسکھے سے جھولتی وزیر حنا ربہ کی لاش کو چھوڑ کر فوراً  
کمرے سے باہر نکلے۔ واپس نیچے جانے کی بجائے وہ تیسری  
منزل کو جانے والی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بنگلے کے بیک  
پہ موجود پائپ سے سڑک پہ اتر گئے۔

بنگلے میں موجود گارڈز اور کتے اب بھی شوکت ابراہیم کی جان کی  
حفاظت کر رہے تھے۔

تاشیہ گہری نیند میں تھی۔ کہیں دور سے آتی اپنے نام کی پکار  
مسلل کانوں میں پڑ رہی تھی۔

کیا مصیبت ہے یار۔۔۔ اٹھ بھی جاؤ۔۔۔ کونسے گھوڑے بیچ کر سوئی"



"تھی۔

اس نے جھنجھلا کر تاشیہ کے منہ پر سے بلیںکٹ اٹھایا۔ روشنی کا احساس ہوتے ہی وہ ایک دم نیند سے جاگی۔ سرخ سرخ آنکھوں سے ارد گرد دیکھا۔ کھڑکیوں پر سے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ باہر ابلا پھیل گیا تھا۔ لان میں کھڑے درخت اور پودے ایک ٹھنڈک سی کا احساس دے رہے تھے۔

باہر کا نظارہ لے کر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"تم۔۔۔ تم کب آئے؟"

"وعلیکم السلام۔ گڈ مارننگ۔"

"تم کب آئے؟"

"جب آپ گھوڑے اور گدھے سارا کچھ بیچ کر سوئی تھیں تب۔"

ایک دم تاشیہ کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ اس نے فوراً کھڑکی کی جانب دیکھا۔

"کھڑکی تو بند تھی تم اندر کیسے آئے۔"

اس کی بات پہ وہ بلینکٹ ہٹا کر سیدھا بیڈ پہ گر گیا۔

آپ نے میرے کھڑکی پھلانگنے پہ پابندی لگائی تھی دروازہ"

"پھلانگنے پہ تھوڑی۔ چلو اب اٹھو مجھے ناشتہ بنا کر دو۔

"شریناں سے کہہ دو مجھے بہت نیند آرہی ہے۔"

اس نے بمشکل نیند سے بند ہوتی آنکھیں کھول کر کہا۔

"شریناں کو میں چھٹی دے چکا ہوں۔"

"کس خوشی میں۔"

تاشیہ کی آنکھیں پوری کھلی۔

اس بیچاری کو بھی آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ بائے داوے گھر کے " سردوں کے کام گھر کی عورتیں کرتی ہیں۔ چلو اٹھو شباش میں فریش ہو کے آتا ہوں اگلے آدھے گھنٹے میں اپنے خوبصورت ہاتھوں " کو تکلیف دے کر ناشتہ لگائیں۔ جلدی کرو مجھے آفس بھی جانا ہے۔

اس نے آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ سر پہ رکھتے ہوئے کہا۔

"حکم تو ایسے دے رہے ہو جیسے میں تمہاری نوکرانی ہوں۔"

وہ پھولے منہ کے ساتھ کہتی لمبے بالوں کا جوڑا بناتی بیڈ سے اترنے لگی جب اس نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"یعنی کہ تم چاہتی ہو میں تمہیں کچھ "اور "یاد دلاؤں؟"

اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے تاشیہ کا ہاتھ اپنے سینے پہ رکھا۔ وہ ایک دم بوکھلا گئی۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مسم۔۔۔ میں۔۔۔ جا۔۔۔ تو رہی ہوں۔۔۔ بناتی۔  
"ہوں ناشتہ۔۔۔ تم اٹھو جا کے فریش ہو جاؤ۔  
اس نے ہاتھ کھینچنا چاہا مگر مقابل کی گرفت ہرگز ہلکی نہ ہوئی۔  
"نہیں ابھی رہنے دو۔ بعد میں کر لوں گا ناشتہ۔"

کونسی مٹی سے بنے ہوئے ہو۔ ابھی مجھے اتنی اچھی نیند سے جگایا اور اب۔  
ناشتہ نہیں کرنا۔ چلو تم نہ کرو مجھے تو کرنا ہے۔ تھوڑا سا ٹائم رہ گیا  
"ہے میرے آفس جانے میں۔  
"تم نے آفس جانے ہے؟"

"ہاں جی بالکل جاننا ہے اور میں لیٹ ہو رہی ہوں۔"  
کبھی گھر میں ٹک کر بھی بیٹھ جایا کرو۔ نیکسٹ منٹھ سے جوائن  
"کر لینا۔"



خبردار! کوئی چھٹی نہیں کرنی میں نے۔ پچھلا پورا ہفتہ "تمہارے کہنے پہ چھٹیاں کی ہیں اور اب پھر کر لوں؟ واقعی تم "میری حباب کے پکے دشمن ہو۔

تاشیہ کی بات پہ اس نے بغیر کچھ کہے آنکھیں بند کر لیں۔  
"کیا ہوا۔۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

تاشیہ نے دوسرے ہاتھ سے اسکی پیشانی کو چھوا۔  
"پہلے تو نہیں تھی لیکن اب ہو گئی ہے۔"

تمہیں تو بخنار ہے۔ مجھے بتایا کیوں نہیں۔ اوہ نوڈلز بھی نہیں "کیا۔ جب آئے تھے تو کم از کم مجھے اٹھا ہی دیتے۔ کھانا تو کھالیا "ہوتا۔

یا اللہ خیر۔۔ اتنا احساس۔۔ میں کوئی سہانہ خواب "

"دیکھ رہا ہوں کیا؟"

وہ مصنوعی حیرت سے کہتا کہنی کے بل نیم دراز ہوا۔

ویسے بھی جتنے گھوڑے تم بیچ کے سوتی ہو میری سریلی سی آواز "  
"تمہارے کانوں میں محفل ہونے کی جارت نہیں کر سکتی۔

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو نہ جاؤ افس۔"

تاشیہ نے تشویش سے کہا۔

"تم تو حبار ہی ہو۔ میں نے گھر کی دیواریں دیکھ کر کیا کرنا ہے۔"

"میں آف کر لیتی ہوں افس سے۔"

ماشا اللہ۔۔۔ ماشا اللہ۔۔۔ اب تو مجھے یقین آ گیا ہے میں "

کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ آف کہیں میں خوشی سے سر ہی نہ

"جاؤں۔"

"کبھی کوئی سیدھی بات منہ سے نہ نکالنا۔"  
تاشیہ نے غصے سے کہتے ہوئے تھپڑ مار کر ہاتھ پیچھے کیا۔  
نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ فکر نہ کرو۔ کم از کم ڈیڈی سے اپنی بات منوانے"  
"سے پہلے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔"

اس کی بات پہ تاشیہ فوراً کھڑی ہوئی۔  
"چلو آؤ آ کے ناشتہ کرو۔ پھر میڈیسن کھا کے آفس جانا۔"  
ابھی تو تم نے کہا تھا میں چپٹی کر لوں اور تم خود بھی آف کرو گی۔  
"ہر گز بھی نہیں۔ میڈیسن کھاؤ اور جاب آفس۔"  
وہ کہہ کر باہر نکلی لیکن فوراً ہی واپس آئی۔

ہاں یاد آیشنا کی کال آئی تھی۔ بر فباری کی وجہ سے آگے جانے والے"  
سارے راستے بلاک ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ آج رات واپس آ

"جائیں۔

استغفر اللہ۔۔۔ ابھی کل تو وہ لوگ گئے ہیں۔ انہیں کہنا تھا کوئی اور"  
"جگہ گھوم لو۔ کم از کم دو دن تو ہمیں سکون سے رہ لینے دو۔  
اسکی بات پہ وہ ہنستے ہوئی پلٹ گئی۔

پھر ایسا کرنا آج رات تیار رہنا ہم باہر چلیں گے۔ میں"  
"کوشش کرونگا اگر جلدی آسکا تو۔  
وہ کچن کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا۔

"شاء اور عائشہ کو بھی آلیںے دو۔ انہوں نے شاپنگ کرنی ہے۔"  
میری توبہ۔ ان دونوں نے تو اپنا جہیز بھی میری جیب سے"  
"خرید لینا ہے۔ اُس بیڑ ہم دونوں چلیں گے۔

"اور اگر وہ سب رات ہونے سے پہلے آگئے تو؟"



آہ پھر کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے "

"دل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ گئے۔

"تیار ہو جاؤ جا کے۔ ٹائم ہونے والا ہے۔"

"او کے باس۔ جو آپکا حکم۔"

وہ کہتے ہوئے سیڑھیاں چڑھا اور پلٹ کر اسے وہیں سے آواز دی۔

تاشی ڈاننگ ٹیبل پہ ایک کینڈل بھی رکھنا۔ کینڈل لائٹ۔"

"ڈنر تو نصیبوں میں ہے نہیں کینڈل لائٹ ناشتہ ہی سہی۔

اس کی بات پہ تاشیہ کی آنکھوں میں ہنس ہنس کر پانی آ گیا۔

ناظرین انتہائی افسوس ناک خبر آپ تک پہنچا رہے ہیں "

وزیر خزانہ شوکت ابراہیم اس جہاں فانی سے رخصت ہو

گئے ہیں۔

انتہائی حیرت انگیز بات وزیر خراجہ شوکت ابراہیم نے رات کے کسی پہر خود کشی کر کے زندگی سے منہ موڑ لیا۔ ان کی سنسنی خیز موت ایک معمہ بن گئی ہے۔ ناظرین آپکو بتاتے چلیں کل صبح ہی وزیر خراجہ شوکت ابراہیم بیرونی دورے سے واپس آئے تھے اور رات کے کسی پہر انہوں نے حرام موت کو گلے لگا لیا۔

ناظرین ابھی ہم اپنے نمائندے فیضان علی سے بات کرتے ہیں "جو ہمیں اب تک کی صورت حال سے آگاہ کریں گے۔"

جی فیضان بتائیے گا شوکت ابراہیم کی خود کشی کی کیا وجوہات ہیں اور "ان کے اہل خانہ کا اس بارے میں کیا کہنا ہے؟"

جی مناظمہ ہم اس وقت بجائے وقوعہ سے تھوڑی دور "

ہیں۔ شوکت ابراہیم تین دن پہلے بیرونی دورے پہ مصر روانہ ہوئے۔ وہاں انہوں نے اپنے ہم منصب سے ملاقات کی اور دو طرفہ امور پہ تبادلہ خیال کا اظہار کیا۔ کل صبح ہی وہ واپس آئے تھے اور رات کے کسی پہر انہوں نے خود کشی کر لی۔ پولیس نے سارے علاقے کو اپنی حراست میں لے لیا ہے۔ پولیس کی بھاری نفری یہاں پہ موجود ہے۔ آج صبح تین بجے کی فلائٹ سے انکی اہلیہ اور دو بیٹیاں آسٹریلیا سے واپس آئی ہیں اور گھر آنے پہ انہوں نے شوکت ابراہیم کی لاش کو پنکھے سے جھولتے ہوئے پایا۔

پولیس کے مطابق یہ ایک سوسائڈ کیس ہے لیکن ان کی اہلیہ نے شد و مد سے پولیس کے بیان کی نفی ہے۔ ان کا کہنا ہے شوکت ابراہیم کا چہرہ مکمل طور پہ جھلس چکا ہے اور ان کے جسم پہ تشدد کے واضح نشانات موجود ہیں۔ ان کی اہلیہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ کچھ

گھنٹے پہلے ہی انکی شوکت ابراہیم سے بات ہوئی تھی اور وہ بالکل ٹھیک تھے۔ یہ خود کشی نہیں سراسر قتل ہے۔

جبکہ پولیس کے مطابق یہ ایک سوانڈ کیس ہے ہو سکتا ہے بیشتر ایسے کیسز کی طرح شوکت ابراہیم نے بھی کسی وجہ سے خود کو اذیت ناک موت سے دوچار کیا ہو۔ ان کی اہلیہ کے بیان کے بعد پولیس نے گارڈز کے بیانات بھی حاصل کیے ہیں۔

بنگلے میں چھ سیورٹی گارڈز کے وقت پہرہ دے رہے تھے۔ سب کا یہی کہنا ہے پوری رات بنگلے میں کوئی داخل نہیں ہوا۔

سو فی الحال پولیس اور گارڈز کے بیانات کے مطابق یہ ایک خود کشی ہے۔ کچھ دیر میں لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا جائے گا پھر ہی اصلی وجوہات نظر آسکیں گی۔



بہت شکر یہ فیضان۔ آپ ہمیں اپ ڈیٹس سے آگاہ کرتے "رہے گا۔"

جی ناظرین آپ اسکرین پہ مناظر دیکھ سکتے ہیں پولیس کی "بھاری نفری اس وقت شوکت ابراہیم کے بنگلے کے باہر موجود ہے۔ کچھ دیر میں لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا جائے گا پھر ہی اصلی وجوہات سامنے آئیں گی کہ کیا یہ ایک خودکشی ہے یا کوئی قتل کیس۔"

ناظرین آپکو ایک بار پھر انتہائی افسوسناک خبر سے آگاہ کرتے ہیں شوکت ابراہیم اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔

رستم ہاتھ سے ریموٹ گر گیا۔ کپتان نے اسے سہارا دے کر صوفے پہ بٹھایا۔

"ڈیڈ۔۔۔ پلیز خود کو سنبھالیں۔"

اسکی اپنی حالت بھی رستم سے کم نہیں تھی۔

کیہاں ابھی کچھ گھنٹے پہلے میری بات ہوئی ہے اس سے۔ نہیں۔  
"اس نے خودکشی نہیں کی۔"

رستم کے چہرے پہ صحیح معنوں میں ہر اس پھیلا۔

"ڈیڈ۔۔۔ یومین۔۔۔ یہ۔۔۔ مر ڈر ہے۔"

"ہاں بالکل۔۔۔ اس نے خودکشی نہیں کی۔"

فون پہ سنیش کی بیس کالز آچکی تھیں لیکن وہ دونوں اس  
وقت ہر شے سے غافل ایک۔ ان دیکھے شخص کے خوف میں  
مبتلا تھے۔

"اب۔۔۔ اب کیا ہو گا ڈیڈ؟"

وہ بھیگی بلی بنا باپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

اب وہ ہم تک پہنچے گا۔ نہیں کیہاں۔۔۔ اسے ہم تک نہیں آنا"  
چاہیے۔۔۔ اتنے دن ہو گئے ہیں ہمیں اس ان دیکھے عذاب میں  
پڑے ہوئے لیکن اب اور نہیں اس سے پہلے وہ ہم تک  
آئے۔ اسے ختم کرنا ہے۔ حامد سے کہو کام آج ہی ہونا چاہیے۔ آج  
"رات ہر حال میں۔"

رستم کی سرد اور بے رحم نظریں سامنے دیوار پہ آویزاں  
ایک خوبصورت سی پینٹنگ پہ تھیں جہاں ایک لڑکی  
آنکھیں بند کیے ہوئے درد سے چلا رہی تھی۔ اس کی شہ رگ پہ  
رکھے چاقو سے ننھی ننھی خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔  
تاشیہ پھرتی سے اس کے آگے ڈانٹنگ ٹیبل پہ ناشتہ رکھ رہی  
تھی جب موبائل پہ شنا کی کال آئی۔ تاشیہ کے اٹھانے سے پہلے ہی  
اس نے فون اٹھا لیا۔

جی شناء بی بی فرمائیے۔ آپ کی خبر آت کیسے ہوئی ہمارے "  
"کینڈل لائٹ ناشتے میں محل ہونے کی۔

اس کی بات پہ جہاں تاشیہ کو اچھو لگا دو سری طرف شناء  
نے حلق پھاڑ قہقہہ لگایا۔

مائی گاڈ۔۔ میں ابھی انکل کو کال کرتی ہوں آکر اپنے بیٹے کی حرکتیں "  
"دیکھیں۔

پلیز شناء تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا اگر تم ڈیڈی کو بتا دو شاید "  
انہیں پھر ہی میرا احساس ہو اور ہاں میں نے سنا ہے  
سری والوں نے تم لوگوں کو اندر داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ باہر سے بھگادیا  
کیا۔۔۔ چہ۔۔۔ بہت افسوس ہوا لیکن صرف  
سری تھوڑی ہے پاکستان میں کسی اور جگہ پہ گھوم لو مگر  
" پلیز ابھی واپس نہ آنا ہمیں دو دن سکون سے گزار لینے دو۔



جی نہیں ہم نے آج ہی واپس آنا ہے اور تاشیہ سے بات کرواؤ۔"  
"میری۔"

تاشی تم سے بات نہیں کرنا چاہتی اور اب میں فون بند کر رہا۔"  
"ہوں۔"

"خبردار تم نے فون بند کیا تو۔ بات کرواؤ میری۔"

"یار وہ نہیں کرنا چاہتی میں کیسے کرواؤں۔"

تاشیہ حنا موٹی سے اسکی باتیں سنتے ہوئے ناشتہ کر رہی تھی۔

"وہ تمہارے حبیسی نہیں ہے۔ بات کرواؤ میری۔"

جی جی آپ نے بجا فرمایا۔ وہ میرے حبیسی نہیں ہے کیونکہ "  
"میں اس سے زیادہ خوبصورت ہوں۔"

"ہنہ بد تمیز۔۔۔ نہ کرواؤ میں بعد میں خود ہی کر لوں گی۔"

شاء نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

"تھوڑی سی تو شرم کیا کرو۔ کیا فضول باتیں کرتے رہتے ہو۔"

تاشیہ نے سلاٹس اس کی پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔

تاشیہ بی بی شرم کا تو سکوپ ہی نہیں ہے ہمارے ہاں۔ ہاں مجھے

"عقل آسکتی ہے اگر ڈیڈی میری بات مان لیں۔

"!!اف"

تاشیہ نے اس کی سابقہ گردان پہ سرپیٹ لیا۔

"ٹائم دیکھ رہے ہو کیا ہو گیا ہے۔"

اوہ مائی گاڈ۔۔۔ اتنا لیٹ ہو گیا۔ اوکے میں حبار ہا ہوں احتیاط سے

"حبانا اور آفس پہنچ کر مجھے کال کر دینا۔ اللہ حافظ۔

وہ تاشیہ کے سر پہ چپت لگاتا باہر کی جانب بڑھا۔

"اللہ حافظ۔ اپنا خیال رکھنا۔"

تاشیہ کی بات پہ لاؤنچ کے دروازے سے باہر رکھتے قدم وہیں  
سکتے ہوئے۔

"کیا کہا؟"

"میں نے کہا ہے اپنا خیال رکھنا۔"

وہ واپس چلتا اس تک آیا۔ اچانک دل کسی انہونی کے خوف  
سے دھڑکا۔

"تم جو ہو میرا خیال رکھنے کے لیے پھر مجھے کیا ضرورت ہے۔"

اب پھر سے شروع مت ہو جانا۔ چلو حباؤ پہلے ہی لیٹ  
"ہو گئے ہو۔"

وہ کھڑی ہو کر ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی جب اس نے

دھیرے سے شانوں سے ہٹام کر اپنے مقابل کیا اور لب اسکے  
ماتھے پہ رکھ دیئے۔

تاشیہ اس کی حیرأت پہ حیران رہ گئی۔ آج سے پہلے تو  
اس نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ پل بھر میں اس کا چہرہ سرخ  
ہوا۔

"آفس پہنچ کر مجھے کال کر دینا۔ اوکے۔"

اس کی بات پہ وہ بمشکل سر ہلا سکی۔

"اللہ حافظ۔"

اس کے جانے کے بعد تاشیہ نے گلاس ونڈوسے باہر دیکھا۔ وہ  
اپنی گاڑی کے شیشے سے سرنکال کر گیٹ پہ کھڑے گارڈ کو کچھ  
کہہ رہا تھا۔ تاشیہ جانتی تھی وہ اس کی کتنی کیڑ کرتا ہے۔ اپنے  
معاملے میں وہ بے شک غلطی کر جائے لیکن تاشیہ کے



معاملے میں اس سے کبھی بھول چوک نہیں ہوئی تھی۔ وہ بچپن سے اپنی ہر ضد منوانے کے لیے اسی کے پاس جاتی تھی۔ اسے یاد تھا جنرلزم پڑھنے پہ مئی نے اسے کتنا روکا تھا۔ انہوں نے صاف منع کر دیا تھا کہ تاشیہ اس فیلڈ میں نہیں جائے گی۔ ڈیڈی کی بھی انہوں نے ایک نہیں سنی تھی تب بھی صرف وہی تھا جس نے تاشیہ کی پسند کی خاطر ہر حال میں مئی کو راضی کیا تھا اور اسکی ذمہ داری پہ ہی مئی نے اجازت دی تھی۔ سوچوں کے تسلسل کو فون کی رنگ۔ ٹیون نے توڑا تھا۔ شفاء کی کال دیکھ کر اسکے ہونٹ میکانیکی انداز میں پھیلے تھے۔ وہ ہنستے ہوئے اسے چند منٹ پہلے والی گفتگو کی وضاحتیں دے رہی تھی۔ وہ دونوں آفس میں بیٹھے شوکت ابراہیم کے بارے میں نیوز سننے کے بعد بالکل ریلیکس انداز میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے

انفارمیشن ڈی کوڈ کر رہے تھے۔

"شاہی ان ماہی گیروں کا کیا کرنا ہے؟"

ان کو مارنا ہو گا ہر حال میں۔ وہ اب ٹرینڈ ہو چکے ہیں۔ سمگلنگ۔

کے اس طریقے سے اچھے سے واقف ہیں آج اگر انہیں چھوڑ دیا تو

چند مہینوں یا سالوں بعد وہ کسی اور کے ساتھ مل کر یہ

دھند شروع کر دیں گے۔ پھر سے نقصان ہمارا ہی ہو گا۔ سوا نہیں

ختم کر دینا ہے لیکن تم رہنے دو میں باس سے کہوں گا وہ خود ہی کر

"لیں گے ہینڈل۔ ہمارے پاس اب ٹائم نہیں بچا۔

"اوکے اور مائٹگی؟۔۔۔"

ہاں اسکو وہیں رہنے دو رستم اگر آسانی سے ہاتھ نہ آیا تو مائٹگی کو ہی

"مہرے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

وہ دونوں ابھی ریسیو کی ہوئی میلز کوڈی کوڈ کر رہے تھے جب فون کی بیل بجی۔

## Classic Urdu Material

"السلام علیکم۔ میجر شاہان سکندر اسپیکنگ۔"

"وعلیکم السلام۔ تم اور عثمان میرے آفس میں آؤ۔"

دوسری جانب کی آواز سن کر ریسور اسکے ہاتھ سے گرتے  
گرتے بچپا۔

کیا ہو گیا ہے بھائی۔ فون ہی ہے شیشہ تھوڑی ہے جو تم دیکھ کے ہی ڈر  
"گئے ہو۔"

عثمان نے ریسور اٹھا کر واپس رکھا۔

"عثمان۔۔؟"

"ہاں کیا ہوا؟"

"باس نے ہم دونوں کو آفس میں بلایا ہے۔"

"اوتیری۔۔۔"

عثمان بے اختیار سیٹ سے اٹھا۔

"باس کہاں سے آگئے تم نے تو کہا تھا ابراؤ گئے ہوئے ہیں۔"  
ہاں مجھے خود نہیں پتہ وہ کب آئے۔ ان کی فلائٹ تو کل کی تھی۔  
"پھر آج کیسے آگئے۔"

شاہان نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

دیکھا میں نے تجھے کہا تھا نا وہ اڑتے ہوئے شوکت کے  
جنائے میں شرکت کے لیے آئیں گے۔ دیکھ لے اب۔ کہا  
بھی تھا میں نے پہلے ایک بار ان سے پوچھ لو مگر نہیں تجھے ہیرو  
بننے کا زیادہ شوق ہے۔ خود تو سرو گے مجھے بھی ساتھ سرواؤ گے۔ ضرور  
"انہیں پتہ چل گیا ہے۔"

"منہ بند کرو اور آؤ میرے ساتھ۔"



نہ جی نہ۔۔۔ باس کو کہہ دینا عثمان واسروم گیا ہے کل کو"  
"آئے گا۔"

"مرادھر۔"

شاہان نے اسے زور سے مکامار کر آگے کیا۔

"عثمان یاد رکھنا شوکت نے خود کشی کی ہے۔"

"ہاں بالکل بڑا ہی کمینہ نکلا سرا بھی تو حرام موت۔"

اس کی بات پہ شاہان ہنستے ہوئے باہر نکلا۔

"رکو ایک منٹ۔ مجھے صاعقہ کو فون کرنے دو۔"

عثمان نے مصنوعی آنسو صاف کرتے پاکٹ سے فون نکالا۔

"کیوں؟"

شاہی دیکھ یار میں اس کا ہونے والا شوہر اور اسکی امیدوں کا واحد"

سرگز ہوں۔ اب باس کے آفس سے ہم شہید ہوئے بغیر نہیں  
"نکل سکتے سوچا پہلے صاعقہ کو آزادی مبارک کہہ دوں۔  
شاہان نے اس کا فون چھین کر اپنی پاکٹ میں رکھا اور اسے گردن  
سے پکڑ کر باہر نکلا۔

وہ دونوں سامنے صاف سڑک پہ چلتے ہوئے راستے  
میں متعدد کھڑے فوجیوں کے سیوٹ کا سر کے  
اشارے سے جواب دیتے تیز تیز قدموں سے باس کے  
آفس کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"شاہی تجھے کیا لگتا ہے باس کو پتہ چل گیا ہے؟"  
ہو سکتا ہے لیکن تمہیں اپنی زبان کے جوہر وہاں جا کے دکھانے کی  
ضرورت نہیں ہے ورنہ باس سے پہلے میں صاعقہ کو بیوہ  
"کر دوں گا۔"

## Classic Urdu Material

ہاں بس تم میرے پیچھے پڑے رہنا۔ اتنی زبان ذرا باس کے سامنے " چلا کے دکھانا۔ کس نے کہا تھا اٹے کام کرنے کو۔ بندہ ایک " بار کسی سے پوچھ ہی لیتا ہے۔

باس کے آفس کے سامنے ان دونوں نے رک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

شاہی چاروں قتل پڑھ لے۔ دروازہ کھولتے ہی باس پہ پھونک " "مار دینی ہے آگے اللہ اللہ خیر صلی۔

شاہان نے عثمان کو آگے کیا۔

"مے ووئی کم ان سر؟"

"آؤ۔"

ان دونوں نے سامنے بیٹھے باس کو سیوٹ کیا۔

"بیٹھو۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے چمیر زپ بیٹھے۔

"شوکت ابراہیم کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔"

چندپل حنا موشی کے سرکے کے بعد باس کی آواز آئی۔

یس سر۔ ہم نے نیوز سنی ہیں۔ بہت افسوس ہوا۔ اچھا بندہ "ہتا۔"

عثمان نے سنجیدگی کے ساتھ باس سے شوکت ابراہیم کا افسوس کیا۔

"ایک دم کیسے مر گیا وہ؟"

موت کا وقت تو متعین ہے سر۔ جس کی جس وقت آئے"

اسے تب ہی دنیا چھوڑنی پڑتی ہے۔ شوکت کے لیے مندرشتہ کل ہی آ



"گیا تھا۔"

عثمان حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

"کس نے مارا اسکو؟"

کس نے مارنا ہے سر۔ اس نے خود کشی کی ہے۔ کیا آپ نے "نیوز نہیں سنی؟"

آفس میں آکر شاہان کے گونگا ہو جانے پر مجبوراً عثمان کو سوالوں کے جواب دینے پڑ رہے تھے۔

رئیلی؟ سر نہ تھا تو آسانی سے مہربان تھا۔ ایڈکیوں پھینکا اس "نے منہ پہ؟"

سر اب یہ تو اس کی روح ہی بتا سکتی ہے ہم تو لاعلم ہیں۔ ہو "سکتا ہے کوئی ماضی میں ایسا حادثہ ہوا ہو جس کا تعلق ڈائریکٹ

اسکے چہرے سے ہو۔ اسی تکلیف کے باعث اس نے اپنا  
"چہرہ مسخ کر لیا۔ لیکن اصل بات کیا ہے ووئی ڈونٹ نو۔

اوہ آئی سی۔ لیکن مجھے لگتا ہے اس کے گھر میں کوئی آیا ہوتا  
جس نے پہلے کتے مارے پھر کیمرے میں سے سی ڈی

نکالی۔ پھر شوکت کے بیڈروم کے دروازے پہ فائر کر کے  
"لاک کھولا اور پھر ایڈاس کے منہ پہ پھینکا۔

ان کی بات پہ عثمان کے گلے میں کچھ پھنس گیا۔

باس کو سات سمندر دور بیٹھے یہ انفارمیشن کیسے ملی وہ پوچھنے  
کی حیرت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ ہی ان سے زیادہ باخبر رہتے  
تھے۔

کتے تو آتے ہوئے وہ غائب کر کے آئے تھے لیکن کیمرہ اور لاک  
چھوڑ آئے تھے یہی بات اس نے شاہان کو بھی کہی تھی مگر اس نے

کسی قسم کی پریشانی ظاہر نہیں کی۔ باس کو تو یہ خبر مل گئی لیکن میڈیا پر یہ سب کیوں نہیں آیا۔ پولیس نے تو شاید غور (crime investigation department) نہ کیا ہو مگر سی آئی ڈی نے تو اس کا سراغ رکھ چیک کیا تھا۔ اسی چیز پر وہ دونوں حیران تھے آخر سی آئی ڈی نے وہ چیزیں چیک کیوں نہیں کی۔ اس کا مطلب تھا ہر چیز فحس ہو گئی تھی۔ پہلے تو اس طرح کے مشن پر جاتے وقت باس کا بھیجا ہوا سیلپر ساتھ ہوتا تھا جو اس طرح کی چیزیں فحس کیا کرتا تھا لیکن اس بار تو وہ دونوں باس کو بغیر بتائے گئے تھے پھر یہ سب چیزیں کیسے "فحس ہوئیں۔۔۔ کیا باس نے۔۔۔؟"

عثمان کی سوچوں کی لگامیں آگے تک دوڑ رہی تھیں جبکہ شاہان نے آج نہ بولنے کی قسم کھائی تھی۔

"کیا ہوا حنا موش کیوں ہو گئے؟"

باس نے بغور عثمان کو دیکھا جو آنکھیں سکیڑے کچھ سوچ رہا تھا۔

نہیں سر۔ میں سوچ رہا تھا پھر تو آپ ٹھیک کہہ رہے۔

ہیں۔ اتنی زبردست پلیننگ کسی عام بندے کی تو نہیں ہو

سکتی۔ یقیناً کوئی بہت زیادہ ذہین لوگ۔ ہوں گے جنہوں نے یہ

"سب کیا۔ آئی سیوٹ دیم۔

باس نے اسے کھانے والی نظروں سے دیکھا۔

"بالکل بہت ذہین تھے وہ اور میرا دل کر رہا ہے انکی گردنیں اتار دوں۔"

"ویاہ تے ہو لین دو پہلاں۔"

عثمان نے منہ نیچے کر کے کہا۔

"میجر شاہان آپ کیوں حنا موش ہیں؟"



## Classic Urdu Material

عثمان کے منہ بند کر لینے پہ انہوں نے حنا موش تماشا شائی کو مخاطب کیا۔

"نوسر۔ میں آپ دونوں کی ڈسکشن سن رہا تھا۔"

"پھر کیا نتیجہ اخذ کیا آپ نے ہماری ڈسکشن سے۔"

"سریہی کہ اس نے خود کشی کی ہے۔"

اس کے گھر میں پانچ کتے تھے جن میں سے تین کا نام و نشان بھی "نہیں مل رہا۔ اگر اس نے خود کشی ہی کرنی تھی تو منہ پہ ایڈ کیوں

پھینکا۔ تم لوگ کیا سمجھتے ہو میں یہاں پہ نہیں ہتا تو تم

"لوگوں کی کوئی خبر بھی مجھے نہیں ملے گی؟"

سرایا کچھ نہیں ہے۔ یہ ایک سوسائڈ کیس ہے اگر ایسی

ویسی کوئی بات ہوتی تو میڈیا پہ بھی آتی۔ آخر کو کرائم انویسٹیگیشن

ڈیپارٹمنٹ والوں نے اس کے گھر کا ایک ایک چپ چیک

کیا ہے اور ابھی کچھ دیر پہلے مجھے اس کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ملی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ یہ ایک خودکشی ہے اور فنانزک رپورٹ کے مطابق اس کے گلے میں جو رسی تھی اس پہ شوکت کے فنگر پرنٹ ہیں اور جس بوتل میں تیزاب تھا اس پر سے بھی اسی کے فنگر پرنٹس ملے ہیں ان سب چیزوں کے بعد شک و شبہ کی تو کوئی گنجائش نہیں بچتی سر۔ اور یہ کیمبرے اور لاک والی بات میڈیا پہ تو نہیں "آئی؟"

آخری بات اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھی۔ یہ جہانتے ہوئے بھی کہ باس کو حقیقت کا علم ہو چکا ہے اس نے ہمت نہیں ہاری۔ اس کی وضاحت پہ اگر سامنے باس کی بجائے کوئی اور ہوتا تو من و عن یقین کر لیتا لیکن وہ جنرل سکندر تھے۔

وہ اس لیے شاہان سکندر کہ ان سب چیزوں کو اسکی بیوی کے " گھر پہنچنے سے پہلے فحس کر دیا گیا تھا۔ میں جانتا ہوں تمہارے ہاتھ بہت لمبے ہیں جو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ تک کلیر آئی ہے لیکن اس وقت تمہارے سامنے کوئی اور نہیں میں کھڑا ہوں۔ باپ ہوں میں تمہارا۔ تمہاری ایک ایک " حرکت سے واقف۔

" اس بچہ کے دل سے تو واقف نہیں ہیں آپ۔ " ان کی بات پہ شاہان کی بولتی بند ہو گئی لیکن عثمان اب بھی منہ پہ ہاتھ رکھ کر بڑبڑانے سے باز نہیں آیا۔

کیا سوچ کے تم لوگوں نے یہ حرکت کی۔ میں یہاں پہ " نہیں تھا تو اسکا مطلب ہے تم لوگ بد معاشیوں پہ اتر آؤ گے۔ کیوں گئے تم اس کے گھر۔ مجھ سے پوچھے بغیر مجھے بتائے بغیر تم

نے یہ قدم اٹھایا اور اتنا بڑا بلنڈر مارا۔ سی ڈی غائب  
تھی۔ کنکشن کٹا ہوا تھا، اسکے بیڈروم ڈور پہ فائر ہوا تھا۔ اتنی بڑی  
عسلی کی تم نے۔ ٹھیک ہے میں جانتا ہوں اول تو تمہاری  
نوازشات کے باعث قتل ثابت ہو گا نہیں اور اگر ہو بھی گیا تو  
کوئی تم لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ رپورٹ نامعلوم افراد کے  
خلاف ہی درج ہونی تھی لیکن تم کیوں بھول گئے ہمارے ہر کام میں  
پرفیکشن ہوتی ہے۔ اتنی سی بھی عسلی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ تم نے مجھ  
سے پرمیشن لیگل اور ایگل تعلقات استعمال کرنے کی لی تھی۔ کسی کو  
مجھے بتائے بغیر مارنے کی نہیں اور کون کون سے کام ہیں جو تم لوگوں نے  
"مجھے بغیر بتائے کرنے ہیں؟"

وہ غصے سے اپنی چیئر پر سے کھڑے ہو گئے۔ ان کی احترام میں ان  
دونوں نے بھی چیئرز چھوڑ دیں۔



اتنی سینس بھی نہیں ہے تم لوگوں میں کہ بیک پہ ایک۔"

بندے کا ہونا لازمی ہوتا ہے جو سیچو نمیشن کو ان بیلنس ہونے سے بچائے

لیکن نہیں تم لوگوں نے ورلڈ ریکارڈ بنانا ہے اس طرح کی

سرکتیں کر کر کے۔ اگر عین ٹائم پہ اس کے بنگلے میں کوئی آ

جاتا تو کون ہتا جو تم لوگوں کو انفارم کرتا۔ بس بغیر سوچے سمجھے

"منہ اٹھا کر چل پڑا کرو۔"

وہ دونوں سنجیدہ چہرہ لیے سر اٹھائے اور نظریں جھکائے کھڑے

تھے۔

اب کیوں حنا موش ہو گئے۔۔۔ اب بھی بتاؤ بہت ذہین"

لوگ تھے جنہوں نے یہ کام کیا۔۔۔ فنارنرک رپورٹ کلیر

ہے۔۔۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ واضح ہے۔۔۔ اب بھی بتاؤ

مجھے۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا میں دنیا کے چاہے کسی بھی کونے

میں پہنچ جاؤں لیکن تم لوگوں کی پل پل کی خبر ہے مجھے۔ آئندہ مجھے دھوکے میں رکھنے کی کوشش نہ کرنا۔ کوئی عام بندہ نہیں ہتا وہ۔ وزیر خارجہ ہتا جس کو بڑے سکون سے جا کر مار آئے "ہو۔ اب بھی کہا ایسا کچھ نہیں ہے۔

اوکے سرفنائٹ۔ میں مانتا ہوں اسے ہم نے مارا ہے لیکن " آپ اپنے ایمان سے بتائیں کیا ہم نے غلط کیا۔ کیا ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ہتا۔ سروہ انسان اس ملک کی حبڑیں کھوکھلی کر رہا ہتا۔ وہ عداوت ہتا۔ رستم کے قدم پاکستان میں اس نے جمائے ہیں۔ اس نے دشمن کو پناہ دی وہ ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپ رہا ہتا اور ہم خاموش رہتے کیا۔ آئی نو وہ ایک سیاسی اعلیٰ عہدیدار ہتا اس کی اچانک موت نے ہر جگہ ہلچل مچا دی ہے۔ مجھے پتہ ہتا آپ کبھی احبازت نہ دیتے اسے ایک دم جا کر مارنے کی اور اگر میں اسے پلینگ سے

مارتا تو ایک ہفتہ تو آسانی سے لگ جاتا جبکہ ڈیڈ لائن کا ٹائم  
ایک ہفتے سے بھی کم رہ گیا ہے۔ آپ کبھی احبازت نہ دیتے اسی  
لیے مجھے یہ کام آپکو بتائے بغیر کرنا پڑا۔ وہ عوام کی آنکھوں میں دھول  
جھونک رہا تھا۔ ایک ماہ میں دس کروڑ سے زیادہ کمالیتا تھا  
صرف اس دھندے سے اور ہم لوگ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے  
بیٹھے رہتے کیا؟ سر ہزاروں نہیں، لاکھوں بھی نہیں بلکہ کروڑوں  
پاکستانیوں کے گھروں سے روشنی کو اس نے ختم کیا ہے مجھے  
پتہ ہے وہ صرف ایک بندہ نہیں تھا اس کے ساتھ کے اور  
بھی ہیں لیکن وہ ان کا سر براہ تھا۔ جب اس کی موت  
عبرت ناک ہے تو باتیوں کو خود سبق مل جائے گا۔  
آپ جانتے ہیں سرپانی میں سے مچھلیاں پکڑنے والے اصلی  
ماہی گیر بھی نشہ کر رہے ہیں۔ دن رات وہ محنت کرتے ہیں ایک  
ایک مچھلی کا دام لگاتے ہیں اور شام تک جو جمع پونجی اکٹھی ہوتی ہے وہ

اسکا نشہ خرید لیتے ہیں۔ آخر کب تک سر۔ کب تک یہ لوگ حلال کی کمائی سے حرام خریدتے رہیں گے۔ اگر آج میں شوکت کو نہ مارتا تو کل کو ایک اور رستم پیدا ہو جاتا۔ ہم کب تک اس شوکت اور رستم کے چکر میں پھنسے رہیں گے۔ سروہ ایک عمارت اور عمار کی موت حد سے بھی زیادہ عبرت ناک ہونی چاہیے ہم نے تو پھر کچھ بھی نہیں کیا اسکے ساتھ۔

کتنی محنتوں اور مشقتوں سے والدین اپنا پیٹ کاٹ کر اولاد کو پالتے ہیں اور جب اولاد جوانی کی دہلیز پہ آکر نشہ میں دھت ہو کے باپ کو ٹھوکر مار دے تو سوچئے کیا جواز بچتا ہو گا ان والدین کے پاس زندہ رہنے کے لیے۔ سر یہ لوگ ہمارے مستقبل کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہماری ہو چسکی ہے۔ ایک مچھلی پورے تالاب addicted نوجوان نسل کو گندا کر دیتی ہے سر۔ تو کیا ہم نے اس مچھلی کو ختم کر کے



"عنط کیا؟"

اس کی تقریر پہ باس ذرا دھیمے پڑے تھے مگر انکا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا۔

ہاں ٹھیک ہے تم نے اسکو مار کر صحیح کیا لیکن مجھے یہ بتاؤ اگر کوئی عین ٹائم پہ اسکے بنگلے میں آجاتا یا کوئی سیورٹی گارڈ اوپر آجاتا تو کیا تب بھی تم لوگ میرے سامنے بیٹھ کر اسی طرح تقریر کر رہے ہوتے۔

"آئم سوری سر۔"

عثمان نے مؤدب لہجے میں کہا۔

آئندہ اگر ایسا کچھ ہوا تو تم دونوں کا کورٹ مارشل کرنے میں مجھے "ایک" سیکنڈ نہیں لگے گا۔

باس کے کہنے پہ ان دونوں نے دہل کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"او کے سر۔ ہم جائیں سر؟"

"گیٹ آؤٹ۔"

عثمان توحبان چھوٹی سولا کھوں پائے کے مترادف فوراً سیوٹ کر کے  
چلا گیا لیکن شاہان وہیں کھڑا رہا۔

تم میرے سر پہ کھڑے کیا کر رہے ہو۔ تمہیں بھی میں "  
"نے گیٹ آؤٹ کہا ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے گھوم کر ان کے پاس آکھڑا ہوا جو اسے مکمل انور  
کیے لیپ ٹاپ کھول چکے تھے۔

"آئم سوری ڈیڈی۔"

لیکن وہ اس کی بات کا جواب دیئے بغیر مکمل طور پہ لیپ

ٹاپ کی جانب متوجہ تھے۔ شاہان نے لیپ ٹاپ پیچھے کیا۔

"کیا پر اہلم ہے تمہیں؟"

"آئم سوری۔"

"بس ہو گیا سوری۔ حباؤ اب یہاں سے۔"

"آپ کی توکل کی فلائٹ تھی نا پھر آج کیسے آگئے؟"

"کیوں آج کسی اور کو مارنے حبا نے جو میرے آنے پہ تمہیں"

"ٹینشن ہو رہی ہے۔"

ان کے کہنے پہ وہ کھل کے ہنسا۔

نہیں تو۔ جس کو ماروں گا آپ کو بتا کر ہی ماروں گا۔ کیا آپ سے"

"پوچھے بغیر کوئی کام کر سکتا ہوں میں؟"

## Classic Urdu Material

اس کے معصومیت سے کہنے پہ باس بے ساختہ مسکرائے۔

"شٹ اپ۔"

"جو آپ کا حکم۔ اب ناراض تو نہیں ہیں نا۔"

شاہان آئندہ ایسا کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ تم لوگوں کی زندگی بہت "اہم ہے۔"

انہوں نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔

"نہیں ہو گا باس۔ آپ فکرمِت کریں۔ آئی لو یو سوچ۔"

وہ کہتے ہوئے ان کے گلے لگا۔

"اب زیادہ بٹرنگ کی ضرورت نہیں ہے۔"

ڈیڈی آپ تو ایک منٹ میں بندے کی بے عزتی کر کے رکھ

"دیتے ہیں۔"



## Classic Urdu Material

ان کے گھورنے پہ وہ فوراً کھڑا ہوا۔

"او کے او کے اب مجھے احبازت دیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے انہیں سیوٹ کرتا باہر چلا گیا۔

دل کی دھڑکن تم ہو

وہ رات کے وقت جب گھر میں داخل ہوا تو ہر طرف  
چہل پہل تھی۔

"لے بھی ڈنر کینسل۔"

"السلام علیکم۔"

اسکی آواز پہ سب نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا مئی فوراً اٹھ کر اس  
تک آئیں اور اسی پیشانی چوم کر گلے لگایا۔

"کیسے ہو؟"

الحمد للہ۔ بالکل فٹ۔ آپ سب سنائیں کیا رہا مری کا"  
"ٹوؤر۔"

"لو کیا حنا ک مری گئے۔ آدھے راستے سے واپس آنا پڑا۔"  
بس ثابت ہو گیا کراچی والوں کو ٹھنڈے موسم راستے نہیں"  
"آتے۔"

وہ کہتا ہوا شنا کے ساتھ والے صوفے پہ بیٹھا۔ مدثر نے اسکی  
بات سے پورا پورا اتفاق کیا۔

"تاشی کہاں ہے؟"

اس نے تمام حاضرین کو دیکھتے ہوئے شنا سے پوچھا۔

"انس تو لے لو آتے ہی تمہیں تاشی کی منکر پڑ گئی ہے۔"

"بیٹا میں کھانا لگاتی ہوں۔ اٹھو آ کے کھا لو۔"

"نہیں مُمی ابھی رہنے دیں ابھی دل نہیں کر رہا بعد میں کھالوں گا۔"

معظمہ اس کے کہنے پہ اچھا کہہ کر واپس بیٹھ گئیں۔

کیوں کیا کینڈل لائٹ ڈنر کا موڈ ہے جو ابھی کھانا نہیں"

"کھانا۔ کینڈل لائٹ ناشتوں سے دل نہیں بھرا؟

شاء نے دانستہ آواز تھوڑی سی اونچی رکھی۔ اس نے گھبرا کر ڈیڈی کو

دیکھا جو مُمی اور سردہ حنا کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔

خدا کا واسطہ چپ کر جاؤ۔ کیوں مجھے ڈیڈی سے جوتے پڑوانے"

"ہیں۔

اس نے گھور کر شفاء کو دیکھا۔

لو خود ہی تو مجھے کہہ رہے تھے ڈیڈی کو بتادو بہت بڑا احسان ہو"

"گا۔ اب میں احسان بھی نہ کروں تمہارے پہ؟  
ڈیڈی کو بتانے کا کہتا پورے پاکستان کو نہیں۔ فی الحال تم اپنا"  
"منہ بند کر لو یہی بہت بڑا احسان ہے۔  
بس پھر تو تمہاری ضرورت یاد انکل تک نہیں پہنچے گی۔ ایسے ہی بیٹھے"  
"رہنا۔"  
"بددعا دینے کا شکر یہ۔ تاشی کہاں ہے؟"  
"یہ تو تم بتاؤ کہاں ہے وہ۔ ہم تو تمہارے حوالے کر کے گئے تھے۔"  
"کیا مطلب ابھی تک آئی نہیں۔ ٹائم تو ہو گیا ہے۔"  
"نہیں کسی شومیں جانا تھا اس نے۔ کہہ رہی تھی ایک گھنٹے"  
"تک آجائے گی۔ میری مانو تم ٹیبل پہ ایک موم بتی رکھ کر"  
"اکیلے ہی کھانا کھا لو۔"



## Classic Urdu Material

شاء کے کہنے پہ وہ اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔  
"اتنے مفید مشورے مجھے صرف تم ہی دے سکتی ہو۔"  
ہاں بس کبھی ضرور نہیں کیا۔ یونہی ہم نے کل کو واپس چلے جانا  
"ہے۔"

"اتنی جلدی کیوں؟"

وہاں جا کے دو دن تو سفر کی تھکاوٹ ہی دور نہیں ہوگی اور تیسرے  
دن ہماری یونیورسٹیز کھل جانی ہیں۔ اف پھر وہی بڑی  
"روٹین۔ اب تم لوگ آنا کر اچی۔"  
"ہاں ضرور کیوں نہیں۔"

کافی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ سب اٹھ کر سونے کے لیے چلے گئے۔

## Classic Urdu Material

تاشیہ ڈرائیو کر رہی تھی جب فون پہ کال آئی۔

"ہیلو۔"

کہاں سیر سپاٹے ہو رہے ہیں تاشیہ بی بی۔ اتنی دیر ہو گئی ہے مجھے  
"گھر آئے ہوئے۔"

"ہاں بس میں آرہی ہوں ایک شوہتا وہاں جانا پڑ گیا۔"

"اچھا۔۔۔ یونو ڈیڈی آگئے ہیں۔"

"جی مجھے پتہ ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"ڈیڈی نے پاکستان آکر سب سے پہلے مجھے ہی کال کی تھی۔"

اچھا تمہیں پتہ ہے مری جانے والی پلاٹون بھی واپس آگئی  
"ہے۔"

## Classic Urdu Material

وہ سفید بے داغ سوٹ میں لاؤنج میں صوفے پہ ٹانگ پہ  
ٹانگ رکھے بیٹھا فون کان سے لگائے چینل سرچنگ کر رہا تھا۔

ہاں جی۔ مجھے یہ بھی پتہ ہے تم مان کیوں نہیں لیتے میں ہر  
"معاملے میں تم سے زیادہ باخبر ہوتی ہوں۔"

"پھر میرے معاملے میں کیوں نہیں ہوتی؟"

اس کی بات پہ فون کے دوسری جانب تاشیہ صرف  
مسکرائی تھی۔

"تاشیہ۔۔۔؟"

"میں سن رہی ہوں۔"

"پھر بول کیوں نہیں رہی؟"

"تمہارے پاس ان باتوں کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے؟"

"اچھا چلو جلدی آؤ۔ کافی پیتے ہیں۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"  
ارے واہ تم نے میرے لئے کافی بنائی ہے پھر تو میں اڑتی ہوئی آ  
"رہی ہوں۔"

"اڑتی ہوئی سیدھا میرے کمرے میں آنا میں وہیں ویٹ"  
"کر رہا ہوں۔"

خبردار میں ہر گز تمہارے روم میں نہیں آؤں گی۔ آج آ کے  
سب سے پہلے تو میں تمہارے اس اسٹریو کو آگ لگاتی  
"ہوں۔ سارے فاد کی جڑ ہی یہ ہے۔"

تاشیہ کی بات پہ وہ پورے دل سے ہنسا۔

مائی گاؤ۔ تمہیں میرے اسٹریو سے اتنی پر اہلم ہے۔ چلو ٹھیک"  
ہے میں تمہارے کمرے میں تمہارا ویٹ کرتا ہوں اب  
"خوش؟"



## Classic Urdu Material

فون پہ دوسری جانب اسے زوردار بریک لگنے کی آواز آئی تھی۔

"تاشیہ۔۔۔ ہیلو۔۔۔ تاشی۔۔۔ تم بول کیوں نہیں رہی۔۔۔ تاشیہ۔۔۔"

"کون لوگ ہو تم۔۔۔ چھوڑو مجھے۔"

دوسری جانب سے تاشیہ کی آواز آئی۔

"تاشی کیا ہوا کون لوگ ہیں؟"

وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تاشی کہاں پہ ہو تم؟"

"چھوڑو مجھے ڈونٹ ٹیچی۔۔۔ شاہان۔۔۔ شاہان۔۔۔ یہ لوگ۔۔۔"

اپنی بات کے جواب میں اسے تاشیہ کی زوردار چیخ کے ساتھ

اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ تاشی۔"

ساتھ ہی فون کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

وہ بھاگتا ہوا موبائل پہ تاشیہ کے فون کے ٹریکر کی لوکیشن دیکھتا لاؤنج سے باہر نکلا۔

اپنے کمرے سے باہر نکلتی معظمہ ٹھٹک کر رہ گئی۔

"شاہان کہاں جا رہے ہو؟"

وہ ہولتی ہوئی اسکے پیچھے پورچ تک آئیں مگر وہ جواب دیئے بغیر زن سے گاڑی نکال کر لے گیا۔

معظمہ روتی ہوئی واپس کمرے میں آئیں۔

"سکندر میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔"

"کیا ہوا؟"

پتہ نہیں تاشیہ اب تک نہیں آئی۔ اتنی رات ہو گئی ہے اور"

"اوپر سے شاہان بہت جلدی میں باہر گیا ہے۔"

"آپ فون کریں تاشیہ کو اتنی دیر ہو گئی ہے۔"

میں نے کیا ہتا وہ کہہ رہی تھی ایک شو ہے۔ گیارہ بجے۔"

"تک آئے گی اور اب شاہان پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے۔"

کچھ نہیں ہوتا کسی کام سے گیا ہو گا۔ آپ فکرنہ کریں آجائے گی۔"

"تاشیہ۔ پہلے بھی تولیٹ ہو جاتی ہے۔"

ہاں لیکن پتہ نہیں مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ ہو گیا ہے یا کچھ۔"

"ہونے والا ہے۔"

کچھ نہیں ہوتا دودن سے آپ اس سے مٹی نہیں ہیں اسی لیے ایسا۔"

"لگ رہا ہے۔"

"میں فون کرتی ہوں اسے۔"

پوری بیل بچ کر بند ہو گئی لیکن تاشیہ نے کال ریسیو نہیں کی۔  
وہ ریسیو بھی نہیں کر رہی فون۔ پتہ نہیں کہاں پہ ہے اور یہ "  
شاہان کا تو پتہ کریں اتنی تیزی میں کہاں گیا ہے وہ؟  
معظمہ کیا ہو گیا ہے آپکو۔ بچے پہلے بھی اسی وقت گھر آتے ہیں۔ آ"  
"حبائیں گے ڈونٹ وری۔  
مگر ان کی تسلی پہ بھی معظمہ کا دل ہولتا رہا۔

---

شاہان بے حد تیز رفتار سے ڈرائیو کرتے ہوئے مسلسل تاشیہ کو  
کال کرتے ساتھ ساتھ اس کے فون کی لوکیشن بھی دیکھ رہا تھا جو  
ایک ہی جگہ پر تھی۔

وہ ابھی راستے میں تھا کہ ایک ان ناؤن نمبر سے کال ریسیو ہوئی۔



گیا ہوتا۔

ن رات کا شرق بھلائے بیٹھے ہو۔ جس کے "  
 یک کر کے سب کو ہٹاتے جا رہے ہو  
 اب تک تم میرے تک نہیں پہنچ

یہ بتاؤ فون کیوں کیا ہے؟"

سہی گیا تمہیں یہ بتانا تھا شاہان"

ی بہت خوبصورت ہے۔ یقین حبانواتنی

<http://www.classicurdumaterial.com>

<http://www.farwamustafa.com>

Classic Urdu Material | by Farwa Mustafa  
Dil Ki Dharkan Ho Tum  
Do not copy or distribute without permission of Farwa Mustafa

DO NOT COPY OR DISTRIBUTE WITHOUT PERMISSION OF J. R. HARRIS

"خوبصورت لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔

رستم کی بات پہ اس سے بچ راستے میں گاڑی لڑکھڑا  
گئی۔ ایک دم آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا۔ پیچھے آتی گاڑیوں کے ہارن  
کی کانوں کو چیرتی آواز اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔ بہت  
مشکل سے اس نے گاڑی کو سڑک کے کنارے پہ روکا۔

تمہارا کیا خیال تھا تم ایک ایک کر کے میرے ارد گرد سے  
سب کو ختم کرتے جاؤ گے اور میں تمہیں ایسے ہی چھوڑ دوں  
گا۔ اتنا ہلکا لے لیا تم نے رستم شاہ کو۔ بیس دن سے تم مسلسل  
میری جان کا عذاب بنے ہوئے ہو لیکن اب میں دیکھتا  
ہوں تم کہاں تک ہاتھ پاؤں مارتے ہو۔ آخر کو تمہاری اتنی  
خوبصورت بیوی اس وقت میری تحویل میں ہے اور سونے پہ  
سہاگہ اس وقت بے ہوش ہے۔ میرا خیال ہے تم میری

بات کا مطلب سمجھ گئے ہو۔ سوبت اوکیا اب بھی تمہیں ملک سے وفاداری کرنی ہے یا پھر اپنی بیوی کو بچانا ہے۔ سوچ لو اچھی طرح سے کچھ دیر بعد دوبارہ فون کرتا ہوں میں۔

رستم نے فون بند کر دیا لیکن کئی ثانیے تک شاہان ہلنے کے قابل بھی نہیں رہا۔

"تاشی۔۔۔"

کافی دیر بعد اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی آواز نکلی۔ آنکھوں کو لہورنگ ہونے صرف چند سیکنڈز لگے تھے۔ اس کے اندر ایک اشتعال کی لہر اٹھی۔ اس نے فوراً عثمان کا نمبر ملایا۔

جو نمبر ابھی میں نے تمہیں سینڈ کیا ہے اسکی لوکیشن ٹریس کر کے دو۔ صرف ایک منٹ میں۔ ایک منٹ کا مطلب "ساٹھ سیکنڈز۔"

تنفس بے حد تیز ہوتا۔ سانس بری طرح پھول چکی تھی۔ تیس سیکنڈز سے پہلے عثمان کی کال آئی۔

"شاہان وہ نمبر بند حبار ہا ہے۔"

"ڈیم اٹ۔ کیہان کا نمبر ٹریس کرو فوراً بتاؤ کہاں پہ ہے وہ۔"

ٹھیک ایک منٹ بعد عثمان نے کیہان کی لوکیشن سینڈ کی اور ساتھ ہی اسکی کال آئی۔

اس کا نمبر مسلسل کمپاؤنڈ کی طرف ممو کر رہا ہے وہ شہر سے باہر نکل چکے ہیں۔

اوہ نو۔۔ میں نے عمر کو ایک لوکیشن سینڈ کی ہے اسے کہو وہاں پہ جائے اور جو کار وہاں پہ کھڑی ہے اسے میرے گھر پہ پہنچائے فوراً۔



"ٹھیک ہے لیکن ہوا کیا ہے۔۔۔ سب خیریت تو ہے؟"

"نہیں۔ تاشیہ کو رستم نے کڈنیپ کر لیا ہے۔"

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔ اوہ مائی گاڈ۔"

عثمان تم سب کو لے کر کمپاؤنڈ کی طرف آؤ۔ راستے کا علم ہے نا؟

"ہاں ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔"

دھیان رکھنا کسی کو شک نہ ہو۔ جنگل کے پچھلے راستے کی طرف۔  
"سے آنا اور کوئی گڑبڑ نہ ہو۔"

اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

کچھ دیر بعد جب دماغ کچھ سوچنے کے قابل ہوا تو اس نے دوبارہ عثمان کو  
کال کی۔

عمر سے کہو مائتگی کو کیہان کے بنگلے میں چھوڑ کر آئے۔ کیہان کے "روم میں۔ اسے کہو فوراً حبائے۔

"لیکن اگر مائتگی نے کچھ بول دیا تو؟"

اس نے کونا ہماری شکلیں دیکھی ہیں یا اسے جگہ کا علم "ہے۔ تم۔ بس اسے چھوڑ آؤ۔

"رستم اسے مار دے گا۔"

"تو مار دے۔ ہم نے اچھا ڈالنا ہے اسکا۔"

اس نے زور سے چیخ کر کیا۔ عثمان اسکی کنڈیشن سمجھ رہا تھا۔

"اوکے میں ابھی بھیجتا ہوں عمر کو۔ تم کہاں پہ ہو؟"

"میں کمپاؤنڈ کی طرف جا رہا ہوں۔"

## Classic Urdu Material

ہاں بس میں بھی آرہا ہوں۔ شاہی ٹینشن مت لو۔ اللہ پہ  
"بھروسہ رکھو۔ ان شاء اللہ تاشیہ کو کچھ نہیں ہوگا۔"

"ان شاء اللہ۔"

اس نے کہہ کر لائن کاٹ دی۔

رستم اور کیہان دونوں کرسی کے ساتھ بندھی ہوئی بے ہوش  
تاشیہ پہ نظریں جمائے کھڑے تھے۔ کیہان نے ٹھنڈے پانی  
کا جگ۔ اس کے منہ پہ پھینکا۔ وہ ایک دم ہوش میں  
آئی۔ آنکھوں کے آگے دائرے بن رہے تھے۔ سر میں سے ایک  
ٹیس اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ شاید سر سے کوئی چیز بہتی ہوئی  
ماتھے پہ آرہی تھی۔

"شاہان۔۔۔ شاہان۔۔۔"

اوس۔۔۔ ہو۔۔۔ شا۔۔۔ ہا۔۔۔ ن۔۔۔ کیا بے تابی ہے۔ شاہان کو تو پتہ بھی " نہیں ہے تم ہو کہاں اس وقت۔

اس نے آواز کی جانب دیکھا سامنے ہی رستم اس پہ نظریں گاڑے کھڑا تھا۔ اس نے فوراً اٹھنا چاہا لیکن وہ ہلنے سے بھی دستاवर تھی۔ ایک دم ساری صورتحال سمجھ آ گئی۔

کھولو مجھے۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے کڈنیپ کرنے " کی۔۔۔ ذلیل۔۔۔ گھٹیا انسان تم تو انسانیت کے نام پہ بھی دھبہ " ہو۔۔۔ جانوروں سے بھی بدتر ہو۔۔۔ کھولو مجھے۔۔۔

ارے واہ کیا رعب دار آواز ہے تمہاری۔ میرے توروں گئے " کھڑے ہو گئے ہیں۔

کیہاں بے ہنگم آواز میں ہنستے ہوئے بولا جبکہ رستم کی نظریں ایک پل کے لیے بھی اس سے نہیں ہٹی تھیں۔



واقعی بھی میجر کی بیوی کو اتنا ہی سڑانگ ہونا چاہیے۔ آئی ایم"

"ایمپریڈ۔

"کیوں کڈنیپ کیا ہے تم نے مجھے؟"

ہاں اب آئی ہونا اصلی بات ہے۔ وہ کیا ہے تمہارا شوہر بہت"

اونچا اڑ رہا ہے۔ میرے وتا بو نہیں آ رہا تھا۔ شو مئی قسمت مجھے

پتہ چلا اس کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔۔۔ مسز تاشیہ شاہان

سکندر۔۔۔ بس پھر کیا تھا ہم نے تمہیں اپنا مہمان بنا

"لیا آخر کو مہمان نوازی بھی تو کرنی ہے تمہاری۔

"خبردار جو تم آگے آئے۔۔۔ دور رہو میرے سے۔"

اس نے چیخ کر کیا۔ رستم وہیں رک گیا جبکہ کیہان ابھی

قدم قدم بڑھ رہا تھا۔

رک جاؤ کیہان۔۔۔ ابھی اس کے شوہر کی تو خبر لے لیں۔ کیا"

"فیصلہ کیا ہے اس نے۔ اسے اپنی بیوی عزیز ہے یا اپنا کیس؟

"یا اللہ مجھے بچالے ان درندوں سے بچالے مجھے۔"

وہ بے آواز روتے ہوئے اللہ کو پکار رہی تھی۔ اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی ان

نظروں سے سخت گھن آرہی تھی۔ وہ چاہے جتنی بھی بہادر تھی

عزت کا خوف کنڈلی مارے اندر بیٹھ چکا تھا۔

رستم نے پھر سے شاہان کا نمبر ملا یا۔

ہاں تو پھر کیا فیصلہ کیا میجر۔۔۔ کیس چھوڑو گے یا پھر

"بیوی؟

"!!! رستم"

شاہان کی چنگھاڑتی آواز پر رستم نے فون کان سے دور ہٹایا۔

اتنا چنگھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے شاہان سکندر۔ مت

## Classic Urdu Material

بھولو تمہاری بیوی اس وقت میری تحویل میں ہے۔ لو آواز سنو  
اسکی۔۔۔ بولو تاشیہ شاہان بتاؤ اسکو کہاں پہ ہو تم اور کچھ دیر  
"میں تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟"

شاہی تم انکی باتوں میں مت آنا۔۔۔ یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ  
"سکتے۔"

تاشیہ کی آواز پہ اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔ پاس  
کھڑے کیہان نے اسکی بات پہ زوردار تھپڑ اس کے  
منہ پہ مارا۔ وہ کرسی سمیت اونڈھے منہ فرسش پہ  
گری۔ مہتا زور سے فرسش سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے چیخ  
نکلی۔ کیہان نے اسے بالوں سے پکڑ کر اٹھایا۔

تاشیہ کی چیخ نے فون کے دوسری جانب موجود شخص کا دل چیر  
دیا۔

"ڈونٹ ٹچی۔۔ چھوڑ مجھے۔"

رستم اپنے بیٹے سے کہو اپنا ہاتھ وہیں روک لے ورنہ میں اس  
"ہاتھ کو دوبارہ اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔"

اتنا مت چیخو میجر۔۔ صرف اتنا بتاؤ بیوی صحیح سلامت  
"چاہیے یا نہیں؟"

اپنی بکواس بند کرو اور مجھے یہ بتاؤ ماشکی تمہارے بیٹے کے  
بیڈروم میں کیا کر رہی ہے۔ ایک ہفتے سے وہ اس کے بنگلے میں  
ہے تمہیں تو یہ بھی نہیں پتہ۔ رستم تمہارے ساتھ تو  
"تمہارا اپنا بیٹا وفادار نہیں ہے لعنت ہو تم پر۔"

دوسری جانب تاشیہ کے سر پہ کھڑے رستم کے ہاتھ  
سے فون گر گیا۔ اس نے پاس کھڑے کپتان کے منہ پہ  
زوردار تھپڑ مارا۔



یو باسٹرڈ تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ میں پاگلوں کی طرح ماشگی کو ڈھونڈتا رہا۔  
"اور تم۔۔۔"

اس نے دوسرا تھپڑ بھی اس کے منہ پہ مارا۔  
وہ اس افتاد پہ بری طرح بوکھلایا۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو۔ پاگل ہو گئے ہیں آپ۔"

"ماشگی تمہارے گھر میں کیا کر رہی ہے؟"

"ما۔۔۔ ما۔۔۔ شگی۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ کو کس نے کہا؟"

کیہان نے حیران ہو کر لڑکھڑاتی زبان سے کہا لیکن رستم نے  
اس کی بات کا الٹ مطلب لیا اور تیسرا تھپڑ اسے مارتے  
ہوئے اسی طرح باہر بھاگا۔ اسے ماشگی کی فکر نہیں تھی اسے ماشگی کے  
پاس موجود اس فائل کی فکر تھی جو اس نے کیہان کی ماں کو

بھجوائی تھی۔ اس فنائل میں شوکت اور منیش کے راز موجود تھے۔ وہ راز جو انہیں ایک سینڈ میں پھانسی کے پھندے تک پہنچا سکتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ذاتی طور پر ہر گز مخلص نہیں تھے وہ اس دھندے میں صرف پیسے کی خاطر ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔ ایسی ہی ایک ایک فنائل منیش اور شوکت کے پاس بھی موجود تھی تاکہ اگر کبھی وہ مصیبت میں پھنس جائیں تو دوسرے کی فنائل دکھا کر سارا الزام اس کے سر پر رکھ کر خود بری الذمہ ہو جائیں۔ اس فنائل کی ایک سوفٹ کاپی اس کے سسٹم میں موجود تھی لیکن وہ یہ کاپی کیہان کی ماں کو بھجوا رہا تھا تاکہ وہ وہاں پہ محفوظ رہ سکے۔

"صاحب آپ کو بڑے صاحب بلارہے ہیں۔"

ملازم کے کہنے پہ کیہان نے فوراً نیچے گرا موبائل اٹھایا اور تاشیہ کی ناک پہ رومال رکھ کر بھاگتا ہوا کمپاؤنڈ سے باہر نکل گیا۔

دوسری طرف شاہان کمپاؤنڈ سے ایک فاصلے پہ جنگل میں رک گیا تھا۔ جتنی دیر میں رستم ماشنگی تک پہنچتا اتنی دیر میں وہ تاشیہ کو وہاں سے نکال سکتا تھا۔ دور سے رات کے سنائے کو چیرتے تیز رفتار جیپ کے ٹائروں کی آواز اسے آرہی تھی۔ ارد گرد مکمل اندھیرا تھا۔ اگلے چند سیکنڈز میں اسے ہیڈ لائٹس نظر آئیں۔ عثمان دوڑتا ہوا اس تک آیا۔ باقی سب کو اس نے اسلحہ لیے کمپاؤنڈ کی بیک پہ کھڑا ہونے کو کہا۔ اس نے اپنے اور عثمان کے اسیر پیس کو کنیکٹ کیا۔

"حوصلہ رکھو۔ فکرمیت کرو۔ کچھ نہیں ہوگا تاشیہ کو۔"

عثمان برابر اسے تسلی دے رہا تھا جس کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا

ہتا۔

عثمان پہلے میں اندر جاؤنگا۔ تم بیک پہ رہنا۔ غلطی سے بھی " فرنٹ سائڈ پہ نہ آنا جب تک میں نہ کہوں۔ پیچھے گھنا جنگل ہے۔ یہ لوگ کمپاؤنڈ کے اندر یا فرنٹ سائڈ پہ " ہی ہوتے ہیں۔ بیک سائڈ کے ساتھ کوئی کنکشن نہیں ہے۔

تم پاگل ہو گئے ہو۔ نہیں میں ہر گز تمہیں اکیلے اندر جانے نہیں " دوں گا۔ ہم دونوں ساتھ جائیں گے۔ عمر ہینڈل کر لے گا پیچھے سب " کچھ۔

عثمان پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم لوگوں کو اندر کے راستے کا علم " نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہوا ہے اندر کا راستہ۔ تم باہر رہو۔ اسیر فون ہمارے کنیکٹڈ ہیں۔ عمر کے ساتھ بھی تم کنیکٹ کرو۔ رستم یقیناً وہاں سے جا چکا ہو گا لیکن اندر سخت پرہ ہے۔ مجھے اکیلے جانا



"ہے۔"

تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم دونوں اکٹھے جائیں گے۔ میں تمہیں "

"اکیلے نہیں بھیج سکتا شاہی پلیز۔ اندر پہرہ سخت ہے۔"

عثمان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

پاگل مت بنو۔ میں کیا کہہ رہا ہوں تمہیں وہ سمجھ نہیں آ"

رہا۔ مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے لیکن اگر تاشیہ کو کچھ ہو گیا میں ساری

زندگی خود کو معاف نہیں کر سکوں گا۔ پلیز عثمان ٹرائے ٹو

انڈرسٹینڈ۔ مجھے اکیلے جانا ہے۔ بارہ بجنے کے بعد ڈیڈ لائن میں

صرف دو دن رہ جائیں گے۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو یہ کیس

تمہارے سپرد ہے۔ باس کور ستم کا سر چاہیے۔ کیہان کی

آئی ڈی کی ساری انفارمیشن میں باس کو میل کر چکا ہوں۔

رستم کے سسٹم کا سارا ڈیٹا میری آئی ڈی میں ہے اور میری

آئی ڈی کا پاسورڈ تمہیں پتہ ہے۔ مائٹگی کے پاس جو فائل تھی وہ آل ریڈی  
تمہارے پاس ہے۔ عثمان مجھے نہیں پتہ میں زندہ واپس آ  
سکوں گایا نہیں لیکن اگر تاشی کو کچھ ہو گیا تو میں خدا کو کیا  
جواب دوں گا وہ میری ذمہ داری ہے اور میں اس کی حفاظت  
بھی نہ کر سکا۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھے حبانے دو اور یاد رکھنا  
ٹھیک۔ پندرہ منٹ بعد اگر ہمارے اسیر پیرس کا کنکشن ختم ہو  
حباے یا میری آواز بند ہو حباے تو کمپاؤنڈ پہ اٹیک کر دینا  
لیکن پندرہ منٹ سے پہلے ہر گز نہیں اور اگر میں تاشیہ تک  
پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اسے گھر پہنچانا تمہارے ذمہ  
ہے لیکن اگر میں واپس آ گیا تو کمپاؤنڈ کو نہ چھیڑنا پھر  
"میں خود رستم کا سر لے جا کر باس کو دوں گا۔ اپنا خیال رکھنا۔  
اس نے عثمان کو گلے لگایا جس کی آنکھوں میں واضح آنسو تھے۔

"شاہی نہیں یار پلیز۔"

پاگلوں والی باتیں مت کرو۔ ہم دونوں اندر چلے گئے اور واپس نہ آئے۔  
"کے تو کیس کو کون سنبھالے گا۔"

اسے اس وقت بھی اس دھرتی کی منکر تھی اسے اب بھی منکر  
تھی کہ اس کے بعد کیس کون سنبھالے گا۔ یہ وہی لوگ ہیں  
جنہوں نے کبھی اپنی حبان کی پرواہ نہیں کی۔ فوج اور سیکرٹ  
سروسز جوائن کرتے وقت دونوں باریبی حلف اٹھایا تھا کہ وہ  
آئندہ سانس تک اس ملک کے لیے لڑیں گے۔ وہ ہمیشہ ہی  
اس لمحے کے لیے تیار رہتے تھے۔ ملک کے لیے لڑتے وقت وہ یہ  
بھول جاتے تھے کہ انکی بھی فیملیز ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے یاد ہوتا  
تھا تو صرف اتنا کہ دشمن کو ہر حال میں ختم کرنا ہے۔  
نہ جنوری میں ہونے والی بر فباری ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی تھی

نہ جون میں آگ۔ اگلتا سورج۔

اس کے باوجود کچھ ایسے ضمیر فروش لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہیں ہماری فوج سے پر حناش ہے۔ وہ دن ہو یا رات فوج کو کوسنے اور گالیاں دینے سے باز نہیں آتے۔ سخت سردی میں ہیٹر کے آگے بند کمروں میں کمرے میں گھس کر بیٹھنے والے اس فوج کے خلاف مغالطہ بکتے ہیں جس کا سپاہی اسی خوفناک سردی میں سیاچن کے کھلے آسمان تلے برف کے درمیان کھڑا اس ملک کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔ وہ رگوں میں خون جمادینے والی سردی میں صرف اس ملک کی حفاظت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ اگر یہ فوج ایک سیکنڈ کے لیے اس بارڈر سے ہٹ جائے تو ملک کس عظیم نقصان سے دوچار ہو سکتا ہے یہ ضمیر فروش لوگ اس نقصان کو نہیں جانتے۔ ان کا کام صرف لوگوں کو آرمی کے خلاف اکسانا ہے۔ یہ عظیم



سپاہی صرف ہمارے سکون کی خاطر اپنی نیندیں حرام کر لیتے ہیں لیکن ہر رات پر سکون ہو کر سونے والے چند ناسوریہ نہیں جانتے جب کلاشنکوف سے نکلنے والی گولی ایک فوجی کا دل چیرتی ہے تو اسے پانی مانگنے کا موقع بھی نہیں ملتا لیکن فتح دونوں صورتوں میں ان لوگوں کی ہی ہوتی ہے جو یا تو دشمن کو دھول چٹا دیتے ہیں یا پھر شہادت کا تمغہ سنبھال کر حرم میں لپٹ کر واپس آ جاتے ہیں۔

ایک دانشور کا قول ہے:

اگر تم کسی مملکت کو تباہ کرنا چاہتے ہو تو اس کے جوانوں میں "اس ملک کی فوج کے لیے بغاوت پیدا کر دو۔"

اور بد قسمتی سے آج ہمارے چند لوگ صوبائی اور علاقائی تعصب کا شکار ہو کر اس آٹھ لاکھ فوج کے خلاف ہیں جو دنیا کی ذہین ترین افواج

میں سے ایک ہے۔

عثمان کی آنکھوں میں واضح آنسو تھے۔ وہ دونوں بچپن سے ساتھ تھے۔ اپنی دوستی کی وجہ سے ان دونوں نے ایک ہی فیلڈ جوائن کی اور خوش قسمتی سے ان دونوں کا ٹرانسفر سیکرٹ سروسز میں ہو گیا۔ وہ ہمیشہ جان ہتھیلی پہ رکھ کر کام کرتے تھے لیکن آج شاہان کو اکیلے بھجنے پہ عثمان کسی صورت راضی نہ تھا۔ اس کا دل انہونی کے زیر اثر دھڑک رہا تھا۔

"شاہی پلیز۔ ایسا مت کر۔ میں تیرے ساتھ جاؤنگا۔"

عثمان ٹائم کم ہے پلیز اس طرح کیوں کر رہے ہو۔ ہم لوگ تو ہمیشہ اس وقت کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ہماری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کب کونسی گولی سینے میں لگ جائے۔ تم صرف وہ کرنا جو میں نے کہا ہے۔

شاہان نے عثمان کے ہاتھ سے چاقو لیا۔

باہر اگر اس کا حبان سے پیارا دوست تھا تو اندر مصیبت میں  
پھنسی لڑکی اس کی زندگی تھی۔ اب بات صرف کیس تک  
محدود نہیں رہی تھی۔ بات اس کی ذات پہ اتر آئی تھی۔

عثمان دوبارہ اس کے گلے لگا۔

"فی امان اللہ۔ اللہ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔"

وہ دل کڑا کر کے پیچھے ہٹا۔

"فی امان اللہ۔"

شاہان کے آنکھوں سے او جھسل ہوتے ہی ایک آنسو عثمان کی آنکھ سے گر

پڑا۔

اس تو ڈاڈا دکھ نہ کوئی

اس تو ڈاڈا دکھ نہ کوئی

پیار نہ چھڑے

کسے دایار نہ چھڑے۔

رستم اڑتا ہوا کیکھان کے بنگلے میں پہنچا۔

ڈیڈ آپ میری بات تو سنیں۔۔۔ مائتگی کیسے آئی میرے گھر۔

میں۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ ٹرسٹ می۔۔۔ وہ میرے گھر

"میں ہے ہی نہیں۔۔۔ آپ بلا وحب ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں۔

کیکھان رستم کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے کے لیے

تقریباً دوڑ رہا تھا۔

"ڈیڈ پلیز لسن۔۔۔ آپ کو یقین نہیں ہے مجھ پر؟"



## Classic Urdu Material

اس نے رستم کا بازو پکڑا جو وہ جھٹکے سے چھڑوا کر سیدھا اس کے  
کمرے میں گیا۔

کمرے کی دہلیز پر وہ دونوں باپ بیٹا برف بن گئے۔  
سامنے ہی مائٹگی بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی بیٹھی انہی کو دیکھ رہی  
تھی۔ رستم مغالطہ بکتا مائٹگی کے سر پر پہنچا اور جھٹکے سے  
اسے بالوں سے پکڑا۔

کہاں تھی تم۔۔۔ بتاؤ مجھے۔۔۔ بیس دن سے تم غائب ہو۔۔۔ وہ  
فائل کہاں ہے جو میں نے تمہیں دی تھی۔۔۔؟  
دو مجھے فائل۔۔۔ گونگی ہو گئی ہو یا بہری۔۔۔ جواب دو کہاں ہے وہ  
"فائل۔۔۔؟"

اس نے مائٹگی کے بال مٹھی میں جکڑے۔ وہ بہتی آنکھوں کے  
ساتھ اس انسان کا وحشیانہ پن دیکھ رہی تھی جو اس کا گابا

ہتا۔

بکواس کرو۔۔۔ یازبان ہی نہیں ہے منہ میں۔۔۔ اتنے دن سے تم "کہاں پہ مری ہوئی تھی؟"

اس نے جھٹکے سے اسکا سربید کراؤن میں مارا۔

اور تم بے غیرت تم اب بھی کہو مائتگی میرے گھر میں "کیسے؟"

اس نے ساکت کھڑے کپھان کے منہ پہ تھپڑ مارا وہ لڑھکتا ہوا مائتگی کے برابر آگرا۔

مائتگی نے سراٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ اسکا بھائی ہتا۔ اسے وہ دن اور راتیں یاد آئیں جو اس بنگلے میں گزری تھیں۔

ڈیڈ آپ تو سچ مچ میں پاگل ہو گئے ہیں۔ کسی فائنٹین ہاؤس میں "

حبا کر ایڈمیشن لے لیں۔ بس مجھ پر ہی زور چلتا ہے آپکا۔ جب دل  
کیا مجھے تھپڑ مار دیا۔ پوچھیں اس کم ذات سے کہاں سے آئی ہے  
یہ۔ میرا دماغ الٹ گیا ہے جو میں اس کو اپنے گھر  
میں رکھوں؟ اسے کو لمبو آپ نے بھجوا یا تھا میں نے نہیں۔ بتاؤ  
"بد ذات عورت کہاں پہ تھی تم۔ کہاں چھپی ہوئی تھی۔

اس نے مانتگی کا سر زور سے دیوار میں مارا۔ وہ اب بھی رو رہی تھی۔  
تمہارے منہ میں زبان ہے یا نہیں۔۔۔ بتاؤ ورنہ میں "  
ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔۔۔ بتاؤ کہاں ہے وہ فائل؟ اسیر پورٹ  
"سے کہاں غائب ہو گئی تھی تم؟

رستم نے اس کا گلا دبایا۔

"ڈ۔۔ڈ۔۔ی"

اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کیا۔۔ کیا۔۔ بکواس کی تم نے۔۔ کیا کہا؟"

"یو آرمائی ڈیڈ۔۔ یس۔۔ یو آرمائی فادر۔۔ رسیل فادر۔"

"اوہ شٹ اپ۔"

اس نے دوبارہ مائٹگی کو دھکا دیا۔

زبان گدی سے کھینچ لوں گا اگر کوئی نیا ڈرامہ کیا۔ سیدھے طریقے "  
"سے بتاؤ کہاں ہے وہ فائل؟"

تم میرے باپ ہو اصلی باپ۔۔ کیا پریتنا نہیں یاد "  
تمہیں۔۔ کو لمبو کے مسیر کی بیٹی پریتنا۔۔ کیا اب بھی یاد نہیں  
آئی۔۔ تم فائل ہو میری ماں کے۔۔ تم نے میری ماں کو  
مارا۔۔ میں تمہارا خون ہوں۔۔ کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں  
آیا۔۔ یہ دیکھو۔۔ یہ دیکھو ڈی این اے ٹیسٹ کی رپورٹ۔



اس نے رپورٹ رستم کے اوپر پھینکی۔ وہ رپورٹ نہیں تھی کوئی  
بم ہتا جور رستم اور کیہان کے سر پہ پھٹا ہتا۔  
اب بھی تمہیں یقین نہیں ہے۔۔۔ اگر وہ لوگ مجھے نہ بتاتے "  
تو مجھے کبھی پتہ نہ چلتا۔۔۔ انہوں نے دی مجھے رپورٹ۔۔۔ تم اتنے کم  
ظرف نکلے تم نے میری ماں کو مار دیا۔ میں تمہیں زندہ نہیں  
"چھوڑوں گی۔"

وہ چھری اٹھا کر ہسٹریائی کیفیت میں چلاتی اس کی جانب  
آئی۔ رستم ایک دم سکتے سے نکلا اور اس کے ہاتھ سے چھری  
چھین لی۔

تمہارا کیا خیال ہے تم حبسی دوٹکے کی لڑکی ایک کاغذ اٹھا کر "  
میرے سامنے آجائے گی اور میں اس پر یقین کر لوں گا؟ تم کیا  
"میں تمہیں ختم کر دوں گا۔"

اس نے پوسٹ نکال کر فائر کر دیا۔ مائٹھی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ کھڑے قدم سے کارپٹ پہ گری۔ اس کے سینے سے نکلنے والا خون کارپٹ کو رنگ رہا تھا۔

کیہان کو جھٹکا لگا۔

رستم کی آنکھیں دھندلا گئیں۔ ماضی نے ایک دم حال پہ حملہ کیا۔۔۔ تاتلانہ حملہ۔۔۔

اسے کوئی اور یاد آرہا تھا بہت بری طرح یاد آرہا تھا۔ اسے پریتنا یاد آ رہی تھی۔ مائٹھی کی بات اسے کسی برچھی کی طرح لگی تھی۔ اس نے تصدیق نہیں مانگی تھی۔ وہ مانگ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے تصدیق مانگے بغیر اسے مار دیا تھا کیونکہ یہ حقیقت چند منٹ پہلے اس پہ آشکار ہوئی تھی۔

وہ کیوں نہ مائٹھی کو پہچان سکا۔ ہاں وہ اس کی بیٹی تھی۔ وہ پریتنا جتنی ہی

خوبصورت تھی لیکن اس کے نین نقش رستم سے مشابہہ  
تھے۔ پریتنا کی آخری وقت پہ چیخیں۔۔ اس کا رونا۔۔ اس کے  
آنسو۔۔ اسے سب یاد آ رہا تھا۔

ماشگی اتنے دن کہاں رہی۔۔ کس کے پاس رہی۔۔ کیسے واپس  
آئی۔۔ وہ فائل کہاں ہے۔ اسے سب کچھ بھول گیا تھا۔ صرف  
اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ یاد تھے۔

ماشگی پچھلے آٹھ سال سے اس کے ساتھ تھی۔ ان آٹھ سالوں میں  
کیا کیا نہیں کیا تھا ان دونوں باپ بیٹے نے۔ پچھلے آٹھ سال  
اس کے سامنے کسی ناگ کی طرح منہ کھولے کھڑے  
تھے۔ پہلی بار اسے اپنے آپ سے خوف آیا تھا۔

وہ کیوں ماشگی کو نہ پہچان سکا۔

اسے ماشگی کی جگہ پریتنا نظر آئی۔ اس نے ایک بار پھر پریتنا

کو مار دیا۔ پریتنا کی بھی اتنی ہی عمر تھی جب وہ اس کی بیٹی کی ماں بن گئی تھی۔ رستم کے انکار پہ اس نے کورٹ جانے کی دھمکی دی تھی۔ وہ جاننا تھا وہ ایسا کر سکتی ہے وہ کولہو کے مسیر کی بیٹی تھی۔ اسی ڈر سے اس نے پریتنا کے وجود کو اس دنیا سے ہی ختم کر دیا۔

اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

آج تیس سال بعد اس کے ہاتھ پھر خون سے رنگ گئے تھے۔ اسکی اپنی بیٹی کے خون سے۔۔۔ تیس سال پہلے اس نے اسی طرح اس کی ماں کو مارا تھا آج تیس سال بعد وہ پھر سے قاتل تھا۔ اپنے خون کا قاتل۔ وہ اپنی بیٹی کا قاتل تھا۔

"ڈیڈ۔۔۔ یہ کیا آپ نے؟"

کیہان کے برف بنے وجود میں ہلچل ہوئی۔ مائٹگی کے الفاظ میں کتنی



سچائی تھی یہ رستم کی حرکت نے ثابت کر دیا تھا۔ رستم  
آنکھوں پہ ہاتھ رکھتا چکراتے سر کے ساتھ باہر نکلا۔  
کیہاں اب بھی اس کے پاس کھڑا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل اس  
کی لاش کے پاس گرا۔ وہ رستم ہی کا بیٹا تھا مگر نہ اتنا زہین  
نہ اتنا خطرناک۔ وہ بزدل تھا۔ وہ اس لڑکی کی لاش کے  
پاس ساکت بیٹھا تھا جو اسکی بہن تھی۔ اس نے کمرے  
کے در و دیوار کو دیکھا۔ بیس دن پہلے کے مناظر آنکھوں میں  
ناچنے لگے۔ اسے ایک دم اس جگہ سے وحشت ہوئی۔ کمرے کی  
ہر شے اس پہ لعنت بھیج رہی تھی۔ وہ روتا ہوا کمرے سے باہر  
نکلا۔ پہلی بار کسی عورت کے لیے اسکی آنکھوں میں آنسو آئے  
تھے۔ اس لڑکی سے اسکا خون کا رشتہ تھا۔ باہر لاؤنج کے صوفے پہ  
بے سدھ پڑا رستم اب بھی حنلا کو گھور رہا تھا۔ پسٹل اس کے ہاتھ  
میں تھا۔ کمپاؤنڈ،

تاشیہ،

شاہان،

کیس

ہر شے اس کے ذہن سے محو ہو گئی تھی۔ قسمت کی طرف سے ملنے والا یہ دھچکا عام نہیں ہوتا۔ اس دھچکے نے رستم کی ذات کے پرچے اڑا دیئے تھے۔

وہ کمپاؤنڈ سے دور ایک درخت کی آڑ میں کھڑا خیمے کے سامنے چارپائی پہ بیٹھے تین جثوں جیسے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اندر کتنے لوگ تھے اندازہ لگانا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔ وہ ایک زیر زمین کمپاؤنڈ تھا۔ زمین کے اوپر چلتا انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ زمین کے نیچے زندگی کی تمام سہولیات سے مزین ایک کمپاؤنڈ موجود ہے۔ وہ تینوں چوکنے ہو کر ارد گرد دیکھ رہے تھے۔ اس نے

سائینسر لگے پستل سے یکے بعد دیگرے تین فائر کیے تھے۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا درختوں کی آڑ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ خیمے کے نزدیک تھا جب اسے کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ کوئی کمپاؤنڈ سے باہر آ رہا تھا۔ وہ جو کوئی تھا اس کے منہ سے صرف ایک چیخ بلند ہوئی تھی۔ اسے کسی دوسرے کو بلانے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور گرے ہوئے آدمیوں کے پاس گیا۔ ایک کی سانس مدھم مدھم چل رہی تھی اس کی آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ شاہان کو دیکھتے ہی اس کا ہاتھ اپنی گن کی جانب بڑھا مگر اگلے ہی پل وہ باقی تینوں کے ہمراہ دنیا سے روانہ ہو گیا۔ جتنا خون ارد گرد پھیلا ہوا تھا اس سے کہیں زیادہ خون اس وقت اس شخص کی آنکھوں میں اتر رہا تھا۔

"شاہی کم آن۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ٹائم کم ہے۔"

اسیر پیس سے عثمان کی آواز آئی۔

وہ خیمے میں داخل ہوا اور زیر زمین کمپاؤنڈ کی سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیوں کے آگے گھپ اندھیرا تھا۔ وہ قدم قدم لکڑی کے زینے طے کرتا اترتا۔ ابھی آخری سیڑھی پہنچتا کہ یکدم سامنے والے واش روم کا دروازہ کھلا۔ واش روم میں ساٹھ واٹ کاپیلا بلب چل رہا تھا جس سے کمپاؤنڈ کی راہداری کا کچھ منظر واضح ہو رہا تھا۔ آنے والا شخص ایک دم چوکنا ہو کر آگے بڑھا۔

"کون ہے۔۔۔ کون ہے وہاں پہ؟"

شاہان نے اس کی گردن دبوچی۔

"ک۔۔۔ کو۔۔۔ کون ہے؟"

"جو لڑکی ابھی رستم لے کر آیا ہے وہ کہاں ہے؟"



## Classic Urdu Material

ک۔۔۔ کو۔۔۔ کوئسی۔۔۔ لڑکی۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ کچھ نہیں"  
"حبانتا۔

شاہان نے اسے روشنی میں گھسیٹ کر اس کے کان پہ پٹل  
رکھا۔

صرف تین گنوں گا اگر نہ بتایا تو ساری گولیاں تمہاری کھوپڑی"  
"میں گھسا دوں گا۔

ایک۔۔۔

"دیکھو۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں۔۔۔ حبانتا۔

دو۔۔۔

"مجھے نہیں پتہ۔۔۔ رستم مجھے مار دے گا۔"

"رستم سے پہلے میں تجھے مار دوں گا۔"

شاہان نے اسکے پاؤں پہ فائر کیا۔

"اگر چاہتے ہو دو سری گولی نہ لگے تو بتاؤ کہاں ہے وہ۔۔۔"

"م۔۔۔ تم۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ نہیں۔۔۔ پتہ۔۔۔"

شاہان نے دو سرفائر اسکے دوسرے پاؤں میں کیا۔

اس شخص کی چیخیں سن کر ایک آدمی کمرے سے برآمد ہوا جسے آگے بڑھنے کا موقع نہ مل سکا۔ آنکھوں کے سامنے اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر وہ گنگ رہ گیا۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔"

برآمدے۔۔۔ برآمدے کے پیچھے جو کوٹھڑی ہے اس کا دروازہ اسی "کمرے میں کھلتا ہے۔"

"اور کتنے لوگ ہیں اس کمرے میں؟"

"کوئی نہیں۔۔۔ بس میں ہی ہتا۔"

شاہان نے اسے جھٹکے سے زمین پہ پٹخا۔ جباتے جباتے وہ  
اسے تیسری گولی مارنا نہیں بھولا ہتا۔ خون کی ایک ندی تھی جو واش  
روم کے دروازے تک آرہی تھی۔ اس نے خون پر سے پھلانگتے ہوئے  
واشر ووم کا بلب بجھایا۔ ایک بار پھر اندھیرا چھا گیا۔ وہ  
ناک کی سیدھ میں چلتا برآمدے تک گیا۔ چرر کی آواز  
پہ کو ٹھڑی کا بوسیدہ دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولتے ہی روشنی اندر  
داخل ہوئی وہ بھاگتا ہوا سامنے والے دروازے کی جانب بڑھا۔  
کمپاؤنڈ کے اندر صرف پانچ سات لوگ ہوں گے اسے یقین نہیں  
ہتا۔ ضرور باقی سب اندر ہوں گے لیکن اب اتنا وقت نہیں ہتا  
کہ وہ ایک ایک کو پکڑ کر مارتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا سامنے ہی  
تاشیہ کرسی سے بندھی ہوئی بے سدھ پڑی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا اس

## Classic Urdu Material

تک آیا۔ اس کمرے کے تین دروازے تھے ایک کو ٹھڑی  
میں کھلتا، دوسرا واش روم میں اور تیسرا یقیناً پچھلی راہداری  
میں کھلتا تھا اس نے پچھلا دروازہ بند کیا اور دوبارہ تاشیہ  
تک آیا۔

"تاشی۔۔۔"

اس نے اسکا جھکا ہوا سراٹھایا۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی اس نے  
ایک بار تکلیف سے رخ پھیر لیا۔ اس کے سر اور ماتھے سے  
خون ایک دھار کی صورت بہتا چہرے پہ آ رہا تھا۔ ماتھے  
پہ ایک بڑا سانیل پڑا ہوا تھا۔ ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ اس  
کے منہ پہ انگلیوں کے نشان تھے۔

اس نے آہستگی سے ان نشانوں پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"تاشی۔۔۔ تاشی۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ تاشی۔۔۔"



وہ بے چینی سے اس کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔

"شاہی جلدی کرو۔ رستم کسی بھی وقت آسکتا ہے۔ ہری اپ۔"

عثمان کے کہنے پہ اسے واقعی ہوش آیا۔ اس نے فوراً حیا قو سے

رسیاں کاٹیں۔ ساتھ ہی سامنے والے دروازے کا ہینڈل گھمایا

گیا۔ اس نے چونک کر دیکھا اور تاشیہ کو اٹھائے کو ٹھڑی سے

نکلتا باہر کی جانب بھاگا۔ کو ٹھڑی سے سیرھیوں تک۔

فناصلہ اس نے بھاگتے ہوئے طے کیا۔ انسانی خون کی بو چاروں

طرف پھیل چکی تھی۔ اسے اپنے پیچھے بہت سی آوازیں آرہی

تھیں۔ یقیناً بچھلا دروازہ کھل چکا تھا۔ وہ دونوں بازوؤں میں اسے

اٹھائے بھاگا رہا تھا۔ پسٹل اب بھی اس کے داہنے ہاتھ میں

موجود تھا۔ وہ باہر گرے آدمیوں کے اوپر سے پھلانگتا اپنی گاڑی کی سمت

دوڑ رہا تھا۔ اسے اس وقت صرف تاشیہ کو ان لوگوں سے دور لے

حبانتا۔ وہ آدمی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ بغیر پیچھے  
سڑے بھی وہ حبانتا اس کے پیچھے آٹھ قدم اسی کی سپیڈ  
سے دوڑ رہے ہیں۔

"عثمان ہری اپ۔"

اس نے عثمان کو آگے آنے کا کہا۔

پیچھے موجود آدمیوں میں سے ایک کی گن سے فائر ہوا گولی بالکل  
شاہان کے پاس سے گزری تھی۔ ان کا درمیانی فاصلہ صرف  
بیس قدم کا تھا۔ ایک بار پھر پیچھے سے فائر ہوا۔

وہ بھاگتے ہوئے صرف دو سیکنڈ میں پورے  $360^\circ$  کے زاویے پر  
مکمل گھوما تھا۔ دو سیکنڈ میں اس کے پسٹل سے دو فائر ہوئے تھے  
لیکن ان دو سیکنڈز میں ہی پیچھے سے آنے والی گولی تاشیہ کے  
کندھے میں گھس چکی تھی۔ باوجود بے ہوشی اس کے منہ سے

ایک؄ کراہ نکل؄

"!!! تاشی؄؄"

وہ بلند آواز میں چیختے ہوئے ایک؄ بار پھر پوری رفتار سے بھاگا؄

"عثمان کہاں سرگئے ہو؄؄ رکوا نہیں؄؄"

اس نے چیخ کر کہا؄

اگلے پانچ سیکنڈز میں اس کے پیچھے دوڑتے قدم رک گئے لیکن

گولیوں کی تڑتڑاب بھی جاری تھی؄

"تاشی؄؄ تاشی؄؄"

تاشیہ کے کندھے سے خون بھل بھل نکل کر شاہان کی سفید قمیض

کو سرخ کر رہا تھا؄

اس نے پوری رفتار سے گاڑی بھگالی؄

"شاہی آریو اوکے۔۔ تاشیہ تو ٹھیک ہے نا؟"

اُسیر پیس سے دوبارہ عثمان کی آواز آئی۔

نہیں۔۔۔ تاشیہ کو گولی لگی ہے۔ کسی کو چھوڑنا مت۔ سب کے سب۔"  
ختم کر دو اور جلدی واپس آؤ۔

"اوکے۔"

"کوئی ایک بھی زندہ نہ بچے۔"

اگلے سات منٹ میں وہ حد سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ  
شہر کے اندر داخل ہو چکا تھا۔

"تاشی۔۔"

وہ ہر منٹ کے بعد اس کا نام پکارتے ہوئے اس کی نبض چیک کر رہا تھا  
جو بہت دھیمی چل رہی تھی۔ اس کا ہاتھ تاشیہ کے خون ابلتے کندھے



پہتا۔ پہلی بار اس نے ٹریفک کا ہر قانون توڑا تھا۔ وہ گاڑیوں  
کی قطاروں کو چیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ تاشیہ  
کے چہرے پر رکھا جو لمحہ بہ لمحہ سرد پڑ رہا تھا۔  
تاشی۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔

سرخ آنکھیں جن میں پہلے خون اتر ا ہوا تھا وہاں اب نئی  
حباگ رہی تھی۔

ہاسپٹل کے آگے رک کر وہ گاڑی کا دروازہ کھلا چھوڑ کر ہی تاشیہ کو لیے  
اندر بھاگا۔ آتے ہی اسے شاہان کے اپنا کارڈ دکھانے پر فوراً  
ایمرجنسی میں داخل کر دیا گیا۔ اسے اسٹریچر پر ڈال کر  
آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ تاشیہ کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے  
چھوٹ چکا تھا۔ وہ حنالی حنالی نظروں سے آپریشن تھیٹر کے  
بند دروازوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہاسپٹل کے پیچ و پیچ کھڑے اس نے

ایک نظر خود پہ ڈالی۔ سفید بے داغ قمیض کا اگلا حصہ مکمل طور  
.. پہ سرخ رنگ میں تبدیل ہو چکا تھا

وہ وہیں کھڑا آپریشن تھیٹر کے بند دروازوں کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں  
میں نمی بھر آئی تھی۔ نرس نے اسے آکر کاغذی کاروائی پورا کرنے  
کو کہا۔ وہ گہرا سانس لے کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ ابھی  
ریسپشن پہ کھڑا پیرزپہ سائن کر رہا تھا جب اس نے  
معظمہ، سدرہ، ثنا اور مبشر کو آتے دیکھا۔ معظمہ روتی ہوئی اس تک  
آئیں لیکن اس کے کپڑوں پہ لگا خون دیکھ کر انہوں نے منہ  
پہ ہاتھ رکھ کے اپنی چیخ کو دبایا۔ چکراتے سر کے ساتھ پاس  
کھڑی سدرہ کا بازو ہٹا ماما۔

"شاہان۔۔۔ تا۔۔۔ تاشیہ۔۔۔ میری بچی کہاں ہے؟"

اس نے بغیر کچھ کہے می کو گلے لگایا۔

کہاں ہے وہ بتاؤ مجھے۔۔۔ اس کے اتنا خون نکلا ہے۔۔۔ اتنا"  
زیادہ۔۔۔ کہاں گولی لگی ہے اسے۔۔۔ تم بول کیوں نہیں رہے۔۔۔ کہاں  
"ہے میری بچی؟

"وہ آپریشن روم میں ہے۔"

"شاہی وہ ٹھیک تو ہو جائے گی نا۔۔۔ اسے کچھ ہوگا تو نہیں؟"

انہوں نے اس کا بازو پکڑ کر بچوں کی طرح اس سے تسلی مانگی۔ شاہان  
نے انکی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ وہ روتے ہوئے دوبارہ  
اس کے ساتھ لگ گئیں۔ مدثر نے انہیں پکڑ کر کوریڈور میں رکھے  
صوفے پہ بٹھا کر پانی پلایا۔ اس نے ڈیڈی کو کال کی مگر انکا نمبر انکیج  
حبار ہوتا۔

"می۔۔۔ ڈیڈی کہاں ہیں؟"

تمہارے جانے کے کچھ دیر بعد انہیں ایک کال آئی تھی۔ ساتھ "ہی وہ چلے گئے۔"

آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور نرس باہر آئی۔

"سر آپ کی مسز کو فوری بلڈ کی ضرورت ہے۔ ارجنٹ اریج کریں۔"

"میرا بلڈ گروپ سیم ہے۔ آپ میرا بلڈ لیں۔"

"اوکے آپ میرے ساتھ آئیں۔"

کچھ دیر بعد بلڈ دے کر وہ واپس آیا تو ڈیڈی کو ریڈور کے درمیان کھڑے موبائل پہ کوئی میسج ٹائپ کر رہے تھے۔ اسے دیکھتے وہ فوراً اس کے پاس آئے اور اسے گلے لگایا۔

حوصلہ مت ہارنا۔ اللہ پہ بھروسہ رکھو۔ اللہ نے چاہا تو "تاشیہ کو کچھ نہیں ہوگا۔"



وہ باپ تھے اس وقت کڑی آزمائش سے گزر رہے تھے لیکن انہوں نے خود پہ کمال ضبط کر کے اسے حوصلہ دیا۔ اس نے بغیر کچھ کہے صوفے پہ بیٹھ کر اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا۔ گزرا ایک ایک پل آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔

تاشیہ اس سے چار سال چھوٹی تھی۔ شاہان کی پیدائش پہ کچھ ایسی پیچیدگی ہو گئی تھی کہ معظمہ دوبارہ ماں نہ بن سکی۔ انہیں بیٹی کی بہت حسرت تھی۔ اکثر وہ رورو کر خود کو ہلکان کرتی رہتیں۔ پھر ایک دن انہیں اندوہناک خبر ملی کہ ان کے دیور اور دیورانی (اسد اور تانیہ) کا کار ایکسڈینٹ ہو گیا۔ تانیہ تو موقع پر ہی ختم ہو گئیں جبکہ اسد تین دن انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں رہنے کے بعد اس دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھی تاشیہ۔

جو اس وقت صرف ایک سال کی تھی۔ ان کی آخری رسومات ادا کرنے کے بعد وہ تاشیہ کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ جہاں اسد اور تانیہ کا غم دل کو کاٹتا تھا وہاں ان کی مامت کو یہ تسکین بھی ملتی کہ اللہ نے دوبارہ انہیں ماں کے عہدے پہ فائز کر دیا تھا۔ تاشیہ کے آنے سے گھر میں رونق سی لگ گئی تھی۔ ان تین نفوس کی توجہ کا صرف ایک محور تھا۔ تاشیہ۔

اسے یاد تھا جب تاشیہ نے پہلی بار معظمہ کو مئی کہا تھا تو وہ اسے گلے لگا کر کتنا روئی تھیں۔ شاہان بچپن سے ہی اسکے ساتھ اٹیچڈ تھا۔ شروع سے ہی اسے اپنی ہر چیز تاشیہ کے ساتھ شیئر کرنے کی عادت تھی۔ اگر وہ تاشیہ کے ساتھ اٹیچڈ تھا تو تاشیہ بھی ہر وقت اسی کا دم بھرتی۔ زندگی کے سہانے دن گزر رہے تھے۔ ان کی فیملی مکمل ہو گئی تھی۔ تمام حلقہ احباب جانتے تھے جنرل سکندر کے دو بچے ہیں۔ تاشیہ نے اسکول جانا شروع کر دیا۔ وہ اور

شاہان ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے۔ وقت پر لگا کر اڑ رہا تھا۔ تاشیہ اپنی ہر بات اسی کے ساتھ شیر کرتی۔ اس کی کتنی فرینڈز ہیں۔ ان کے کیا نام ہیں۔ یہاں تک کہ کس کو کون سی چیز پسند ہے۔ وہ ہر چیز شاہان کو بتایا کرتی۔ وہ دونوں بیسٹ فرینڈز تھے۔ ان کی اتنی انڈرسٹینڈنگ دیکھ کر معظمہ دل ہی دل میں شکر ادا کیا کرتی۔ سکندر کو اپنی مصروفیات کی وجہ سے ان کے ساتھ گزارنے کے لیے ٹائم نہیں ملتا تھا لیکن پھر بھی وہ ہر ایک اینڈ پے ان کو لے کر باہر جایا کرتے تھے اور ان سب کی فیسورٹ پلیس وہی ہوتی جہاں تاشیہ جانے کا کہتی۔ وہ اب او۔ لیول کر رہی تھی۔ وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے نیوز چینل پر ایک لائیو ایوارڈ کی تقریب دیکھ رہے تھے جس میں صحافت میں بہترین کارکردگی والوں کو انعامات سے نوازا جا رہا تھا۔

"تم دیکھنا ایک دن میں بھی یہ ایوارڈ لوں گی۔"

اس کی بات پہ وہ صرف مسکرا دیا تھا۔ وہ حبا نتاھتا می کبھی احبازت نہیں دیں گی۔ شاہان اور سکندر کی طرح وہ بھی بچپن سے ہی ذہین تھی۔ ان دونوں باپ بیٹے کو کرنٹ افیئرز میں حد سے زیادہ دلچسپی تھی اور تاشیہ کی دلچسپی ان دونوں کو دیکھ کر پیدا ہو گئی تھی۔ اب تاشیہ اے۔ لیول کی سٹوڈنٹ تھی۔ اس کے پک۔ اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری اب ڈرائیور کی بجائے شاہان نے لے لی تھی۔ ڈیڈی کی طرح اس نے بھی آرمی ہی جوائن کی تھی جبکہ تاشیہ کا خواب حبر نلسٹ بننا تھا۔ ان دونوں کی دوستی ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔ اپنی حباب کی وجہ سے وہ اب مصروف رہنے لگا تھا لیکن پھر بھی وہ تاشیہ کو ٹائم دیا کرتا۔ اب بھی وہ دونوں معمول کی طرح سردیوں کی دھند پڑی شاموں میں ٹھنڈے ہاتھوں کو گرم کرتے آئس کریم کھانا نہیں بھولتے تھے۔ اپنے کوٹ کی پاکٹس میں



ہاتھ ڈالے پارک کی سڑک پہ چلتے ہوئے وہ دونوں گھنٹوں باتیں  
کیا کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے تاشیہ کو تاشی کہا کرتا۔ وہ اسے اپنی ہر  
دوست کا قصہ سنایا کرتی۔ فلاں کی ہنگلیجمنٹ ہو گئی، فلاں کی لڑائی ہو  
گئی، فلاں کے فنادر کا ٹرانسفر ہو گیا۔

اسے تاشیہ کی ان دیکھی دوستوں کے نام حفظ تھے۔ پھر اکثر ان دونوں  
نے معظمہ کو پریشان دیکھا۔ وہ دونوں اب بچے نہیں رہے تھے لیکن ان  
کے پوچھنے پہ ممی ہمیشہ کی طرح مسکرا کر ٹال جاتیں۔ پھر  
ایک دن رات گئے ممی اور ڈیڈی اسکے کمرے میں آئے۔ وہ اپنے  
پیسر کی تیاری کر رہی تھی۔ اس وقت ان دونوں کو دیکھ کر حیران  
ہوئی۔

"خیریت ممی آپ لوگ اس وقت؟"

"کیوں کیا ہم اس وقت اپنی بیٹی کے پاس نہیں آ سکتے۔"

## Classic Urdu Material

سکندر مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گئے جبکہ معظمہ بھی اس کی کتابیں سمیٹ کر بیٹھ گئیں۔ وہ اس کو دیکھ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے مُمی ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟"

معظمہ کے آنسو بہہ نکلے۔ وہ فوراً اٹھ کر ان کے پاس آئی۔

"واٹ سپنڈ مُمی۔۔۔ آریو اوکے؟"

"تاشیہ بیٹا میں کون ہوں؟"

سکندر نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"ڈیڈی آپ اپنا نام بھول گئے کیا۔ اوہ مائی گاڈ۔"

سکندر اور معظمہ دونوں اس کی بات پہ ہنس پڑے۔

"مجھے یہ بتاؤ میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟"

"آپ میرے ڈیڈی ہیں۔"

دیکھو بیٹا جوابات میں کہنے جا رہا ہوں اسے ذرا تحمل سے "سنا۔ تمہاری مٹی بہت پریشان ہیں انہیں بہت سے خدشات ہیں کہ جانے تم کیسے ری ایکٹ کرو لیکن مجھے اپنی بیٹی پہ اعتبار ہے۔ پہلے تم بہت چھوٹی تھیں میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا۔ لیکن اب تم ماشاء اللہ قدمیں میرے برابر ہو چکی ہو۔ تمہاری مٹی کا کہنا ہے تمہیں ساری بات بتادی جائے۔"

تاشیہ تم اس وقت ایک سال کی تھی جب تانیہ اور اسد کا "ایکسڈینٹ ہو گیا۔۔۔۔"

انہوں نے اسے ساری بات بتادی۔ کچھ پل کے لیے وہ واقعی بولنے کے قابل نہیں رہی لیکن یہ صرف کچھ پل تھے۔

ڈیڈی آپ کی ساری باتوں کے جواب میں میں صرف اتنا "

## Classic Urdu Material

"کہوں گی کہ میں تاشیہ سکندر تھی، ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔"

اس کے صرف ایک فترے نے سکندر کی آنکھیں نم کر دیں۔

"ہاں تم تاشیہ سکندر ہو۔ تم میری بیٹی ہو۔"

سکندر نے اسے خود سے لپٹا کر اسکی پیشانی چومی۔ معظمہ نے اسے روتے ہوئے ساتھ لگایا۔

"تم میری تاشیہ ہو۔ میری بیٹی۔ آئی لویو سوچ۔"

"آئی لویو ٹو ممی۔"

اگلے دن اس نے پارک میں چہل قدمی کے دوران شاہان کو آگاہ کیا۔

"یو نورات ممی اور ڈیڈی میرے کمرے میں آئے تھے۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ اٹس آبریکنگ نیوز۔ کون سے چینل پہ آئی؟"



اس کی بات پہ تاشیہ نے حسب معمول اس کے بازو پہ  
تھپڑ مارا۔

"تمہیں پتہ ہے انہوں نے مجھے کیا کہا؟"  
"تم بتاؤ گی تو ہی پتہ چلے گا۔"

تاشیہ نے اسے ساری بات بتادی لیکن شاہان نے کسی قسم کی  
حیرانگی ظاہر نہیں کی۔  
"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

ہاں میں نے بھی ڈیڈی سے یہی کہا لیکن مئی بہت دنوں سے اسی لیے  
اپ سیٹ تھیں۔ انہیں لگا میں پتہ نہیں کیسے ری ایکٹ  
"کروں گی۔"

تاشی تم تو بہت سمجھدار ہوتی جا رہی ہو۔ میں تو تمہیں پاگل سا

"سمجھتا تھا۔"

میں بھی حیران تھی تم آج کل عقل مندی والی باتیں کیسے کر لیتے  
"ہو۔ اب پتہ چلا یہ تو میری کمپنی کا اثر ہے۔"

وہ اس کی بات پہ تاسف سے سر ہلاتا اسکے برابر چل رہا  
تھا۔

شاہی میری دوست ہے نا قصی وہ گریجویشن کے بعد نہیں  
پڑھے گی۔ اس کی شادی ہو جائے گی۔ میں نے سوچا تھا ہم  
اکٹھے ہی صحافت جو ائن کریں گے لیکن اس نے میری امیدوں  
"پہ پانی پھیر دیا۔"

میری مانو تم بھی خبر نلزم نہ پڑھو۔ می احبازت نہیں دیں  
"گی۔ کسی اور فیلڈ میں چلی جاؤ۔"

کیوں نہیں مانیں گی۔ تم کس مرض کی دوا ہو۔ مجھے بس یہی پڑھنا

ہے اور ڈیڈی نے کہا ہے میرا جودل چاہے وہی کروں۔ بس میں  
"صحافت کی دنیا کا ایک بہت بڑا نام بنوں گی۔"

"ڈیڈی نے تمہیں کچھ زیادہ ہی نہیں سرب چڑھا لیا۔"

ظاہر ہے تم تو جلیس ہو گے ہی آخر کو وہ تم سے زیادہ پیار کرتے ہیں"  
مجھے

کیا فائدہ خبر نلزم کا تاشیہ بی بی۔ کل کو آپ کی شادی ہو جانی  
"ہے تب آپ کا شوہر آپ کو حباب تو کرنے نہیں دے گا۔"

خواجواہ نہیں کرنے دے گا۔ میری تو شرط ہی یہ ہو گی۔ ویسے بھی"  
ابھی میرا دس سال تک کوئی ارادہ نہیں اس بارے میں  
"سوچنے کا بھی۔"

اس نے شاہان کو اپنے نادر خیالات سے آگاہ کیا۔ اپنی آنکس کریم  
ختم کر کے اس نے تاشیہ کی آنکس کریم پکڑتے ہوئے آنکھیں پوری

کھولی۔

دس سال؟؟ مائی گاڈ۔۔ یعنی دس سال مجھے مزید تمہیں "بھگت نا پڑے گا۔ ڈیڈی تمہاری شادی سے پہلے میری نہیں کریں گے۔ آج ہی ان سے کہتا ہوں تمہارے لئے رشتے ڈھونڈیں یا پھر "تمہارے سے پہلے میری کر دیں۔

"اف تمہیں اتنا شوق ہے؟"

جی الحمد للہ۔۔ اور اب میں مزید ویٹ نہیں "کرونگا۔ آخر کو میرا کیرئیر ڈیولپ ہو چکا ہے۔ تم ہی کرنا دس سال بعد۔ میں تو آج ہی ڈیڈی سے بات کرتا ہوں۔ وہ ہنستے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔



گھر آکر اس نے ڈیڈی کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تاشیہ سے پہلے تمہاری نہیں ہوگی۔"

ڈیڈی یہ کیا بات ہوئی یہ محترمہ اگر دس سال نہ چاہے تو میں بھی کیا دس سال انتظار کروں۔ آپ اس کی بعد میں کر دیجئے گا پہلے میری کر دیں۔

چلو میں شرط میں کچھ چینجز کر دیتا ہوں۔ جب تک تم "میجر نہ بنے تب تک تمہاری شادی نہیں ہوگی۔

ہاں یہ شرط مجھے قبول ہے۔ میں آج سے ہی دن رات ایک "کردوں گا تا کہ وقت سے پہلے مجھے میجر کا رینک مل جائے۔

اس کی بات پہ سکندر اور تاشیہ کا قہقہہ بے ساختہ ہوتا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے۔ ایک دوسرے کی روٹین سے لے کر فیوچر پلیننگ تک آگاہ۔ وقت کا کام ہتا گزرنا۔ شاہان اپنی حباب میں حد سے زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ اس کی پرفارمنس کے باعث رینک میں اضافے کے ساتھ ساتھ اسے سیکرٹ سروسز میں شامل کر دیا گیا۔ شادی اس نے می اور ڈیڈی کی پسند سے ہی کرنی تھی اسکے لیے اس نے می کو پہلے سے آگاہ کر دیا تھا لیکن جب پہلی بار دل نے دغا دیا جب پہلی مرتبہ اس کی نظر بدلی تب تاشیہ حبر نلزم میں ایڈمیشن لینے والی تھی۔ وہ لان میں رکھے بیچ پے بیٹھی رو رہی تھی۔ شاہان اسپورٹس بیگ اٹھائے باہر بارہا تھا۔ ایک دم ٹھٹک کر رکا۔ وہ بیچ پے دونوں پاؤں اوپر کر کے بیٹھی گھٹنوں پے سر رکھے رو رہی تھی۔

"تاشی کیا ہوا۔۔۔ کیوں رو رہی ہو؟"

وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھا۔

"کم آن بتاؤ بھی۔۔ کیا بات ہے؟"

اس نے پھر بھی سر نہ اٹھایا۔ وہ اسی طرح روتی جا رہی تھی۔ شاہان نے اس کا سر پکڑ کر اوپر کیا۔ تاشیہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ چہرہ رورور کر سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے نظر کی نظر اٹھا کر شاہان کو دیکھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب وہ اپنی پوری ہستی سے ہل کر رہ گیا۔ وہ ایک دم وہاں سے اٹھ گیا۔

شاہی۔۔ مئی نے کہا ہے میں خبر نلزم نہیں پڑھوں گی۔ یہ کیا بات ہوئی۔ میری ساری فرینڈز پڑھ رہی ہیں تو میں کیوں نہیں یہ پڑھ سکتی۔ مجھے ہمیشہ سے یہی شوق تھا لیکن اب مئی نے صاف صاف منع کر دیا ہے وہ ڈیڈی کی بات بھی نہیں سن رہیں۔ میں بتا رہی ہوں اگر میں اس فیلڈ میں نہ گئی تو

"میں پڑھنا ہی چھوڑ دوں گی۔ میں نے آگے پڑھنا ہی نہیں ہے۔"

وہ روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی جبکہ شاہان بے چینی کی کیفیت میں کھڑا رخ پھیرے سامنے لگے پھولوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا دھیان کدھر ہے۔ میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں۔"

"ہاں کیا ہوا؟"

تم بات کرو مئی سے انہیں بتاؤ کوئی پر اہلم نہیں ہوگی۔ وہ کہتی ہیں لڑکیوں کے لیے یہ فیلڈ سیکور نہیں ہے لیکن مجھے ہر حال میں اسے ہی

جوائن کرنا ہے۔ تم بات کرو مئی سے۔۔۔ شاہان میں تم سے کچھ کہہ

"رہی ہوں۔ کہاں کھوئے ہوئے ہو؟"

اس نے غصے سے چیخ کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ اندر۔"



## Classic Urdu Material

میں تمہارے سر میں کچھ مار دوں گی۔ میں کیا کہہ رہی ہوں وہ نہیں سن رہا۔ تم کرو بات مئی سے۔ انہیں کہو مجھے پر میشن "دیں۔"

"ٹھیک ہے میں کر لوں گا۔ تم جاؤ اندر مئی بلار ہی تھیں۔"

اچھا۔ تم نے ہر حال میں مئی کو راضی کرنا ہے ورنہ میں بتا رہی ہوں میں نے آگے پڑھنا ہی نہیں ہے۔

وہ جاتے جاتے بھی اسے کہہ کر گئی لیکن شاہان وہاں موجود ہی کب ہتا۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں بار بار بالوں میں ہاتھ پھیر رہا ہتا۔

صرف ایک لمحہ اسے زلزلوں کی زد میں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہتا۔

نہیں۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ یہ ناممکن۔

ہے۔۔۔ نو۔۔۔ نیور۔۔۔ ڈیڈی تو مجھے الٹا لٹکا دیں گے۔۔۔ یہ کیا ہو گیا۔

اس نے بیگ میں سے پانی والی بوتل نکالی اور ایک سانس میں خالی کر گیا۔

میں ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں۔۔۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ تاشی کیا "سوچے گی۔۔۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ وہ بار بار نفی میں سر ہلارہا تھا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ کوئی گناہ تو نہیں ہے۔" دل نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ کہنے کو وہ بے شک ایک دوسرے کو کبھی بہن بھائی نہیں کہتے تھے مگر دنیا انہیں تاشیہ سکندر اور شاہان سکندر کے نام سے ہی جانتی تھی۔ سارے سوشل سرکل کو پتہ تھا جنرل سکندر کے دو بچے ہیں۔ ایسے

میں وہ لان میں تنہا بیٹھا دل کی اس بغاوت پہ صحیح  
معنوں میں چکرا گیا۔

نہیں یہ ایک ومتی کیفیت ہے۔۔۔ ایسا پوسیل ہی نہیں  
ہے۔۔۔ میں کیوں سوچ رہا ہوں ایسا۔۔۔ میں نے تو کبھی تاشیہ کو  
اس نظر سے نہیں دیکھا پھر اب کیوں۔۔۔"

وہ خود سے الجھتا اسپورٹس کلب جانے کی بجائے عثمان کی  
طرف آگیا۔ عثمان کی باتیں بھی اسے نہ بہلا سکی۔ اگر یہ  
ومتی کیفیت تھی تو اب تک ختم ہو جاتی لیکن دل ہر گزرتے  
پل کے ساتھ اس پہ نئے نئے انکشافات کر رہا تھا۔ عثمان اپنی  
باتوں کے جواب میں اسکی غائب دماغی نوٹ کر کے حیران  
ہوا۔

"شاہی کیا بات ہے۔ آریو اوکے۔"

"ہاں ٹھیک ہوں میں۔"

"پھر کیوں منہ بسور کے بیٹھے ہو؟"

"نہیں بس ایسے ہی۔۔۔"

"تاشیہ کو ہی ساتھ لے آتے۔ اتنے دن سے وہ آئی ہی نہیں۔"

"اچھا اب میں چلتا ہوں۔"

"کیوں اتنی جلدی۔۔۔؟"

"ہاں رات ہونے والی ہے می ویٹ کر رہی ہوں گی۔"

گھر آکر بھی وہ خاموش خاموش سا تھا۔ تاشیہ کی آنکھیں رورو کر سو جی ہوئی تھیں۔ ڈنر ٹیبل پہ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"خیریت تم دونوں ٹھیک ہو تو؟"



سکندر نے انہیں غور سے دیکھا۔ وہ دونوں تو ایک پل کے لیے بھی  
ناموش نہیں ہوتے تھے۔

"تاشیہ کیا بات ہے تم روئی ہو؟"

"نہیں تو ڈیڈی۔ میں نے کیوں رونا ہے۔"

ٹھیک کہا آپ نے۔ روئی ہے تاشیہ بلکہ سارا دن ہی روتی رہی ہے۔"

سکندر معظمہ کی بات پہ حیران ہوئے۔

"کیوں کیا ہوا؟"

وہ کہتی ہے میں نے حبر نلزم پڑھنا ہے جبکہ میں کہہ رہی  
"ہوں وہ یہ نہیں پڑھے گی۔ کچھ بھی پڑھ لے مگر یہ نہیں۔"

کیا ہو گیا ہے معظمہ۔ پڑھنے دیں اسے۔ کونسی قباحت ہے اس

"میں۔ میں نے کل بھی آپ کو سمجھایا تھا۔

آپ لوگ مجھے کیوں نہیں سمجھ رہے۔ خود کو میری جگہ۔  
پہ رکھ کر دیکھیں۔ ماں ہوں میں۔ اس کا اچھا برا بھانتی ہوں۔ کتنے  
حالات خراب ہیں ہمارے ملک کے اور یہ اس پروفیشن  
میں بے ناچا ہتی ہے۔ ایک بیٹی ہے میری۔ میں اس کی  
"حباں بھی جو کھوں میں ڈال دوں کیا؟

ان کی بات پہ تاشیہ نے منت بھرے انداز میں ڈیڈی کی  
طرف دیکھا۔

معظمہ یہ تاشیہ کا شوق ہے۔ آپ کیوں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ کچھ  
"نہیں ہوگا۔ ہزاروں لڑکیاں ہیں اس فیلڈ میں۔

ہزاروں کی بجائے لاکھوں بھی ہوں لیکن تاشیہ یہاں نہیں جائے گی۔  
"اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔

## Classic Urdu Material

وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر ڈنر کرنے لگیں۔ تاشیہ نے شاہان کی طرف دیکھا جو بالکل ارد گرد سے لاقابلہ ایسے ڈنر کر رہا تھا جیسے ٹیبل پہ اکیلا بیٹھا ہو۔ وہ اس کی خاموشی پہ بری طرح کھول رہی تھی۔ ڈنر کر کے وہ سب سے پہلے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ کھولتے دماغ کے ساتھ اس کے پیچھے آئی۔ وہ بیڈ پہ چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔

تمہیں کیا تکلیف ہے۔ کیوں بات نہیں کی ممی سے۔ میں نے "کہا تھا نا ان سے بات کرنے کو۔"

وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

جب ممی کو نہیں پسند تو تم یہ نہ پڑھو۔ ان کے خدشات "اپنی جگہ درست ہیں۔"

اچھا تو پھر آرمی سے زیادہ خطرہ تو کہیں نہیں ہوتا۔ جانے "

کب کونسی گولی کہاں سے آجائے۔ پھر تو تم زیادہ خطرے میں  
ہو اور اگر میں کہوں مجھے تمہاری فیلڈ پسند نہیں ہے تو کیا تم چھوڑ  
"دو گے؟"

وہ لاجواب کرنے میں ماہر تھی۔

اس کی بات پہ وہ ہلکے سے مسکرایا۔ جو آج شام سے اسکے ساتھ  
ہو رہا تھا وہ اس کی کیفیت سے انخبان غصے میں اسے جانے  
کیا کیا کہہ رہی تھی۔

"اچھا میں کر لوں گا بات۔ ڈونٹ وری۔"

"کب کرو گے جب یونیورسٹی کی ڈیٹ ختم ہو جائے گی۔"

"نہیں کل کر لوں گا۔"

اس کی بات پہ وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلی گئی لیکن وہ کافی دیر



تک دروازے کو دیکھتا رہا پھر تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔  
اگلی صبح وہ تیار ہو کر ناشتہ کیے بغیر آفس چلا گیا اور رات کو ان  
سب کے ڈنر کرنے کے بعد آیا۔ ایک ہفتے سے اس کا یہی معمول  
ہوتا۔ وہ خود سے بھاگ بھاگ کر تھک گیا۔ ایڈمیشن کی  
ڈیٹ ختم ہونے میں صرف چار دن رہتے تھے۔ سکندر اپنی ڈیوٹی  
میں مصروف رہا کرتے۔ تاشیہ نے اپنے ایڈمیشن کو دل کا  
رنگ بنالیا تھا جبکہ شاہان صبح سویرے گھر سے نکلتا اور  
رات گئے آتا۔ گھر کے در و دیوار پہ مکمل خاموشی چھائی ہوئی  
تھی۔

آج اتوار تھا۔ شاہان اور سکندر دونوں گھر پہ تھے۔ تاشیہ نے  
اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ ایک ہفتہ گزر گیا نہ مہی کی نہ ہاں  
میں بدلی نہ شاہان نے ان سے کوئی بات کی۔ اب بھی وہ کافی کا

مگ سامنے رکھے نیوز چینل پہ اپ ڈیٹس دیکھ رہی تھی جب  
شاہان اس کے آگے سے کافی اٹھاتے ہوئے اسکے ساتھ بیٹھ  
گیا۔

"ناراض ہو؟"

لیکن تاشیہ نے کوئی جواب نہ دیا۔

سوری میں بڑی بہت رہا۔ ٹائم ہی نہیں ملا۔ مئی مانیں نہیں اب۔  
"تک؟ چلو اچھا میں بات کرتا ہوں۔"

بہت شکریہ مجھ پہ احسان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم  
"بڑی رہو یا خار غ مجھے کوئی فخر نہیں پڑتا۔"

وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ  
شاہان گہری سانس خارج کرتا مئی کے کمرے میں آیا۔

"ممی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

معظمہ ہاتھوں پہ لوشن لگا رہی تھیں جبکہ سکندر لیپ ٹاپ  
سامنے رکھے اس پہ مصروف تھے۔

"ہاں بولو۔"

آپ تاشی کو کیوں احبازت نہیں دے رہیں۔ آخر کیا برائی ہے  
"اس فیلڈ میں۔"

چلو اب تم بھی شروع ہو جاؤ۔ ایک تمہارے ڈیڈی کم ہیں  
کیا جو ہر وقت مجھے اس فیلڈ کے فوائد ہی گنواتے رہتے ہیں باقی رہی  
"سہی کرا ب تم پوری کر دو۔"

تو ٹھیک کہتے ہیں نا ڈیڈی۔ مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آئی اور سب  
"سے بڑھ کر اس کا شوق ہے یہ۔ آپ اسے پورا کرنے دیں۔"

"تم لوگ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے؟"

آپ ہماری بات کیوں نہیں سمجھ رہی؟ پھر تو آپکو مجھے بھی روکنا  
چاہیے تھا کہ میں آرمی میں نہ جاؤں۔ اس سے زیادہ ان  
سیکیور تو کچھ نہیں ہے۔ میں صبح کو باتا ہوں تو مجھے نہیں پتہ ہوتا  
"میں شام کو واپس آؤں گا بھی یا نہیں۔"

"اللہ نہ کرے۔ کیسی باتیں کر رہے ہو۔"

ممی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ موت کا وقت متعین ہے جو  
ایک دن ہر حال میں آکر ہی رہتی ہے۔ اب اس ڈر سے کہ کہیں  
کچھ ہونہ جائے ہم لوگ گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیں کیا؟ سمجھنے  
کی کوشش کریں۔ وہ کہتی ہے وہ آگے پڑھے گی ہی نہیں۔ وہ پڑھنا ہی چھوڑ  
"دے گی۔"

اسکی بات پہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے سکندر مکرائے۔ وہ



ماں کو قاتل کرنے کے سارے حربے بے حیا تھا۔  
کیا آپ چاہتی ہیں وہ آج سے ہی پڑھائی چھوڑ کر گھر میں "  
بیٹھ جائے۔ آپ حبا ننتی ہیں نا وہ کتنی ضدی ہے۔ اب آپ  
ضد کر کے اس کو روک رہی ہیں تو کل کو وہ کہیں بھی ایڈمیشن نہیں  
لے گی۔ کیا تب بھی آپ اسے پریشا نئز کریں گی۔ اسے کرنے دیں جو  
وہ چاہتی ہے۔ اسے مضبوط ہونے دیں۔ آپ اس طرح اسے  
"روک کر اس کی سپرٹ ختم کر رہی ہیں۔  
تم لوگ کیا سمجھتے ہو میں دشمن ہوں اسکی۔ میں صرف "  
اتنا چاہتی ہوں وہ کچھ اور پڑھ لے۔ صرف ایک تو ہے وہ۔ اسے کچھ ہو  
گیا تو میں کیسے رہوں گی اس کے بغیر۔ آئے دن نیوز آتی ہیں فلاں  
حبر نلسٹ کے ساتھ یہ ہو گیا۔ فلاں کو کسی نے گولی مار دی اور  
"تم چاہتے ہو میں اپنی بچی کو ان مصیبتوں کی نظر کر دوں۔

معظمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آپ کو یہ پرالہم ہے ناکہ وہ سیکور نہیں رہے گی۔ مئی اس فیلڈ میں جانے کے لیے بیک گراؤنڈ سٹرانگ ہونا چاہیے اور الحمد للہ یہ آل ریڈی ہمارے پاس ہے اور رہی بات اس کی حفاظت کی تو بے فکر ہو جائیں۔ آج سے وہ میری ذمہ داری ہے۔ میں اس پہ کبھی آنچ بھی آنے نہیں دوں گا۔

اس کی آخری بات پہ لیپ ٹاپ پہ تیزی سے چلتی انگلیاں فوراً تھمی۔ سکندر نے گردن موڑ کر اس کو دیکھا جو معظمہ کے پاؤں والی سائڈ پہ بیٹھا ان کو یقین دہانی کروا رہا تھا۔

بس ب تو آپ کو کوئی خدشہ نہیں ہے نا۔ پھر میں بتا دوں "اے۔"

اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ اگر اسے کچھ بھی ہوا تو میں

"تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

مجھے یہ ذمہ داری دل و جان سے قبول ہے۔ بس اب "  
"خوش۔ تھینک۔ یو سوچ۔"

وہ ان کے گلے لگا تبھی اس نے ڈیڈی کی نظروں کو اپنے چہرے پر  
محسوس کیا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ آنکھیں سکیڑے اسے  
ہی دیکھ رہے تھے۔ ایک پل کو وہ گڑبڑا گیا۔ اس نے اپنے روانی میں  
کچھ دیر پہلے کہے گئے الفاظ پر غور کیا۔

اوہ مر گئے۔۔۔ شاہان بیٹا زندگی عزیز ہے تو جلدی نکل یہاں "  
"سے۔"

"او کے ممی اللہ حافظ۔"

وہ ڈیڈی کو دیکھتا فوراً کمرے سے نکلا۔ دروازے سے باہر نکل کر پیچھے مڑ  
کر دیکھا ڈیڈی اب بھی اسے دیکھ رہے تھے۔

"گڈنائٹ ڈیڈی۔"

اس نے کہہ کر فوراً دروازہ بند کر دیا۔

شکر کرتا وہ تاشیہ کے کمرے کی جانب آیا۔ دستک دے کر دروازہ کھولا۔ وہ کشن گود میں رکھے ادا س سی بیٹھی تھی۔ اسے دیکھتے ہی غصے سے رخ پھیر لیا۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا۔

اب تک منہ پھلایا ہوا ہے۔ میں تو اتنی اچھی نیوز سننے آیا "ہت اچلو خیر۔"

"تم میرے سے بات مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔"

سچی تاشی میں بہت بڑی ہت اور نہ یہ ہو سکتا ہے تم کچھ کہو اور "میں پورا نہ کروں۔"

"تو پھر رہو بڑی۔ اب یہاں پہ کیا کر رہے ہو۔"



"ممی نے پر میشن دے دی ہے۔"

صرف ایک لمحہ لگتا اس کے ذہن کو یہ انفار میشن سمجھنے  
میں۔ وہ خوشی سے چیخ کر بیڈ سے اتری۔

"تم سچ کہہ رہے ہونا۔"

"سو فیصد سچ۔"

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔ پھر میں ابھی ایلانے کر دوں؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ تمہارا ایڈ میشن ہو گیا ہے۔"

"لیکن میں نے تو اپلائی نہیں کیا پھر کیسے؟"

میں کر چکا تھا۔ جس دن تمہارا زلٹ آؤٹ ہوا تھا اسی دن کر"

## Classic Urdu Material

دیا ہوتا۔ اب نیکسٹ ویک سے کلاسز سٹارٹ ہیں بس تم  
"تیار رہو۔"

مائی گاڈ۔۔۔ تم اسی لیے اتنے ریلیکس تھے اور یہاں میرا ٹینشن سے برا  
"حال ہوتا۔ تھینک یو سوچ شاہان۔ تم کتنے اچھے ہو۔"

وہ چند پل اس کے خوشی سے گلزار چہرے کو دیکھتا رہا پھر گڈ  
نائٹ کہہ کر چلا گیا۔ پہلے وہ دونوں ایک دوسرے کے  
کمرے میں بلا جھجک باتے اور گھنٹوں بیٹھ کر ادھر ادھر  
کی باتیں کرتے لیکن آج شاہان نہیں بیٹھا ہوتا۔ وہ صرف کھڑا  
کھڑا تاشیہ کو بتا کر واپس چلا گیا کیونکہ پہلے میں اور اب  
میں بہت فرق ہوتا۔

---

ہسپتال کے سرد کوریڈور میں وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا

## Classic Urdu Material

ہتا۔ معظمہ کی ہچکیاں اسے سنائی دے رہی تھیں۔ ڈاکٹر نے  
اب تک کوئی خوش کن خبر نہیں سنائی تھی۔ خون بہت زیادہ  
ضائع ہو چکا تھا۔ اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم تھے۔ سکندر بے چینی  
سے ٹھل رہے تھے۔

تبھی کوئی سفید کپڑے میں لپٹا وجود اسٹریچر پہ ان کے  
سامنے سے گزرا تھا۔ شاید ایک۔ اور شخص زندگی کی بازی ہار کر رخصت  
ہو گیا تھا۔ معظمہ کی ہچکیاں تیز ہو گئیں۔

اس نے عثمان کا نمبر ڈائل کیا۔ وہ بند ہار ہا تھا۔

"شاہان بیٹا گھر چلے جاؤ۔ چیخ کر آؤ۔"

سکندر نے اس کے خون آلود کپڑوں کو دیکھ کر کہا۔

"میں ٹھیک ہوں ڈیڈی۔ نوپر اہلم۔"

اسکی بات پہ سکندر گہرا سانس لے کر رہ گئے۔۔۔  
تاشیہ کی کلاسز سٹارٹ ہو گئیں تھیں۔ اس کے پکے  
اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری شاہان ہی کی تھی۔ وہ جتنا اسکے پاس رہتا  
اتنا ہی الجھ جاتا۔ اسکی باتوں کے جواب میں بھی وہ صرف ہوں  
ہاں ہی کیا کرتا۔

میں بالکل غلط سوچ رہا ہوں۔۔۔ لعنت ہو مجھ پہ۔۔۔ کسی کو  
میرے ان نادار خیالات کا پتہ چلا تو کیا ہو گا۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے  
"تاشیہ سے دور رہنا چاہیے۔"

جتنا وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب تھے ایک دم درمیان  
میں سپیس لانا بہت مشکل ہوتا۔ شاہان دانستہ طور پر اس سے  
بات کرنے میں احتراز برتتا تھا۔ ایک ہی گھر میں  
تاشیہ سے دور رہنا اسکے لیے آسان نہیں ہوتا۔ سوا کے پاس



دوسرا اور آخری حل اپنا ٹرانسفر ہوتا۔ سب سے پہلے اس نے تاشیہ کو لانے لیجبانے کی ذمہ داری ڈرائیور کو سونپی۔ یہاں نہ آسان ہوتا۔ اسکی مصروفیات بہت بڑھ گئیں تھیں سو وہ ٹائم پہ تاشیہ کو پک نہیں کر سکتا۔ وہ بے دلی سے اسکے معمولات سہتی ڈرائیور کے ساتھ جانے لگی۔ وہ جتنا اس نے دور رہنے کی کوشش کرتا اتنا ہی خود کو بے بس پاتا۔ کچھ ہوتا جو لمحہ بہ لمحہ اس کے اندر ختم ہو رہا ہوتا۔ مئی نے اس کی سنجیدگی اور حناموشی کو اسکی حباب سے ریلیٹ کیا۔ وہ کام کے بارے میں اس کی جنونیت سے آگاہ تھیں۔ پھر جو ایک ماہ بعد اسکی چھٹی ہوتی تھی اب دو ماہ بعد ہونے لگی۔ بعض اوقات وہ ہفتوں گھر نہ آتا۔ اس بار تو حد ہو گئی تھی ستائیس دنوں سے وہ گھر سے غائب ہوتا۔ مئی اور ڈیڈی پر سکون تھے کیونکہ یہی اسکی حباب کا تقاضا ہوتا۔ دنوں کی بجائے مہینوں اور سالوں بھی لگ سکتے

تھے۔

وہ دن میں جتنی بار اس کا نمبر ٹرائی کرتی ہر بار بند جاتا۔ تھک کر وہ  
ڈیڈی کے پاس گئی۔

ڈیڈی! شاہان کب آئے گا۔۔ اتنے دن ہو گئے ہیں اب تو مہینہ "  
"ہونے لگا ہے۔

"آج بے گابیٹا۔ وہ مصروف ہے اسی لیے۔"  
ایسی بھی کیا مصروفیت۔ بندہ ہفتے میں ایک بار تو چکر لگا ہی "  
لیتا ہے۔ عثمان بھی تو اسکے ساتھ ہوتا ہے وہ تو کبھی اتنی دیر گھر سے باہر  
"نہیں رہا۔ پھر یہ کیوں نہیں آسکتا۔  
ساتھ ہی ڈیڈی کے فون پر شاہان کی کال آئی۔

"لو آگئی اس کی کال۔"

سکندر نے فون اس کے سامنے کیا۔ اس نے فوراً کال ریسیو کی۔

"السلام علیکم ڈیڈی۔۔"

وعلیکم السلام۔ ضرورت مل گئی تمہیں کہ گھر پہ بھی کوئی"

"رہتا ہے۔ ان کا حال پوچھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

دوسری طرف شاہان نے حیرت سے فون کان سے ہٹا کر

دیکھا۔ نمبر تو ڈیڈی کا ڈائل کیا ہوتا۔ پورے ستائیس دن بعد آج

اسکی آواز سنی تھی۔

"کیسی ہو؟"

میں تو ٹھیک۔ ہوں تم سناؤ۔ اگر زندہ ہو تو واپس آ جاؤ۔ کم از کم"

ایک دن کے لیے بندہ آ ہی جاتا ہے۔ یہ کوئی بات ہے مہینہ

"ہو گیا ہے تمہیں گھر کی شکل دیکھے ہوئے۔

## Classic Urdu Material

"تمہاری سٹڈی کیسی جا رہی ہے؟"

"جو میں نے پوچھا ہے پہلے وہ بتاؤ۔"

"میں تمہارے نمبر پر کال کرتا ہوں وہ پک کرو۔ پہلے ڈیڈی"

"سے بات کرواؤ۔"

اس نے اچھا کہہ کر ڈیڈی کو فون پکڑا یا اور فوراً اپنے کمرے میں گئی۔ کچھ دیر بعد شاہان کی کال آئی۔

"ہیلو۔۔۔"

"کیا حال ہے؟"

"بہت اچھے حال ہیں۔ تم کیسے ہو؟"

"بس ٹھیک ہوں۔"

"کب آؤ گے؟"



"ابھی تو کوئی پتہ نہیں۔"

یہ کیا بکواس ہے۔ مہینہ ہو گیا ہے تمہیں۔ پہلے تو ایسی کوئی "اسائنمنٹ" نہیں آئی جب مہینہ مہینہ گھر سے غائب رہو۔ پھر اب کیوں؟

"بس یار مصروفیت زیادہ ہے نا۔"

پکی بات ہے مصروفیت کی وجہ سے نہیں آرہے یا کوئی اور "بات ہے۔"

اس کے کہنے پہ شاہان فوراً محتاط ہوا۔

اور کیا بات ہونی ہے بھلا۔ یہ سب صرف ڈیڈی کا قصور ہے "ایک کے بعد ایک اسائنمنٹ پکڑا رہے ہیں سو بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"میں تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔"

اس کا عام سے انداز میں کہا گیا فترہ شاہان کے ہونٹوں  
پر تبسم بکھیر گیا۔

"می ٹو۔"

پلیز جلدی آجاؤ بلکہ میں ابھی جا کے ڈیڈی سے لڑائی کرتی  
ہوں۔

ارے نہیں نہیں۔ ڈیڈی کا کیا قصور ہے۔۔۔ ٹھیک ہے میں آ  
جاؤں گا بلکہ اب تو کام ختم ہونے والا ہے۔ چلو میں تمہیں  
سر پرانزدوں گا بغیر بتائے آکر۔

"سچی۔۔۔ ٹھیک ہے میں ویٹ کرونگی جلدی آنا۔"

پھر اسی رات دو بجے اس نے گھر آکر اسے سر پرانزد دیا تھا۔ وہ

دونوں صبح ہونے تک باتیں کرتے رہے۔ آج مہینوں بعد وہ اپنے خول سے باہر نکلا تھا۔ وہ جو یہ سمجھ رہا تھا کہ گھر سے دور رہ کے اسے بھول جائے گا۔ آئندہ کبھی غلط نہیں سوچے گا۔ وہ دونوں پہلے کی طرح ہی رہیں گے۔ تاشیہ کو دیکھتے ہی خود سے کیے سارے عہد پل بھر میں ٹوٹ گئے۔ تاشیہ کے پاس ایک مہینے کی باتیں تھیں اسے بتانے کے لیے۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہا تھا۔ لگاتار مشن کمپلیٹ کرنے کے بعد اسے ایک ہفتے کی عارضی ریلیکسیشن ملی تھی۔ تاشیہ یونیورسٹی حبار ہی تھی۔ اس کا آخری سال تھا۔ وہ گھر میں رہ رہ کر بور ہو گیا۔ ذہن صرف ایک ہی نقطے میں اڑکا تھا۔ تاشیہ سے اس کی بات چیت پھر سے کم ہو گئی۔

اس وقت وہ حبار خانہ تیور لیے اسکے سر پہ کھڑی تھی۔

## Classic Urdu Material

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ بس آج مجھے بتادو۔"

"کیا مسئلہ ہونا ہے میرے ساتھ؟"

"تم مجھ سے ناراض ہو؟"

"ہر گز بھی نہیں۔"

"میری کوئی بات بری لگی ہے؟"

"نہیں۔"

پھر کیا ہوا ہے تمہیں۔ پہلے تو ایسے نہیں تھے۔ کوئی پرالیم ہے تو شیر"  
"کرو میرے ساتھ۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔ غلط فہمی ہے تمہاری۔"

پھر کیوں اس طرح کر رہے ہو۔ نہ مجھ سے بات کرتے"  
ہو۔ نہ ہم پہلے کی طرح باہر جاتے ہیں۔ نہ تم مجھے یونی سے لینے



جاتے ہو۔ اگر میں کوئی بات کروں تو ڈھنگ سے جواب بھی  
"نہیں دیتے۔ پہلے تو ایسے نہیں تھے۔ تم بہت بدل گئے ہو شاہان۔"

"چلو اٹھو چلتے ہیں باہر۔"

"نہیں رہنے دو۔ کیا فائدہ جب تمہارا دل ہی نہیں کر رہا۔"

"دل کر رہا ہے تو کہہ رہا ہوں نا۔ چلو اٹھو۔"

وہ آف موڈ کے ساتھ باہر آئی۔ آج کئی مہینوں بعد وہ دونوں پارک کی  
اس سڑک پہ تھے۔

شاہان تم مجھے لینے کیوں نہیں جاتے۔ پہلے بھی تو یہی جاب تھی۔  
تمہاری۔ اتنی ہی مصروفیت تھی۔ پہلے تو تم نے کبھی کوئی بہانے بازی  
"نہیں کی۔"

"میرا خیال ہے آج تمہیں لینے میں ہی گیا تھا۔"

## Classic Urdu Material

آج ہی گئے ہونا ورنہ روز تو میں ڈرائیور کے ساتھ آتی ہوں۔ تمہیں "

"پتہ ہے آج تمہیں اقصیٰ نے دیکھا تھا۔

"کون اقصیٰ؟"

وہ دھندلی سی شام میں سینے پہ ہاتھ باندھے اس کے ساتھ

چل رہا تھا۔

میری دوست اقصیٰ اور کون۔ پتہ ہے وہ کہہ رہی تھی تم بہت "

"ہینڈسم ہو۔

"اوہ پھر۔۔۔"

پھر کیا۔ پھر میں نے اسے ایک آئی سپیشلسٹ کے کلینک کا "

"ایڈریس بتایا۔

اسکی بات پہ شاہان اتنی زور سے ہنسا کہ ساتھ سے گزرنے والے

لوگوں کو اسکی دماغی حالت پہ شبہ ہوا۔

حالانکہ تمہیں اسکی بات پہ یقین کر لینا چاہیے۔ بیچاری "  
"ٹھیک کہہ رہی تھی۔

خوامخواہ مجھے یقین ہے اقصیٰ کی آئی سائنڈویک ہے۔ تمہیں پتہ ہے "  
اس بیچاری کی شادی ہو رہی ہے حالانکہ وہ ابھی پڑھنا چاہتی ہے  
"لیکن اس کے پیرنٹس کو بہت جلدی ہے۔

اچھی بات ہے نا۔ میں تو کہتا ہوں تمہاری بھی شادی کر دیتے "  
"ہیں۔ کیا خیال ہے؟

بڑا ہی برا خیال ہے اور یہ خیال تم اپنے پہ اپلائی کرو۔ مجھے "  
بخشو۔ ویسے اب تو تمہیں میجر بنے اتنی دیر ہو گئی ہے اور اب تم  
"شادی کو ہی بھول گئے ہو۔ خیریت تو ہے؟

"تم پڑھ تو لو پہلے۔ پھر سوچوں گا شادی کے متعلق۔"

"کیوں میرے پڑھنے کا تمہاری شادی سے کیا تعلق؟"

آئی مسین اگر تم اپنی اسٹڈی میں مصروف رہی تو میری  
"شادی کیسے انجوائے کرو گی۔"

ہاں یہ سہی ہے کبھی کبھی تم عقل والی بات بھی کر لیتے ہو اور پلیز  
"اب دوبارہ ویسے ہی نہ ہو جانا۔"

"کیسے؟"

"جیسے کچھ مہینوں سے ہو گئے ہو۔ بد تمیز، کھڑوس، سٹریل۔"

اس کی بات پہ شاہان نے چلتے ہوئے نامحسوس انداز میں  
اسکا ہاتھ تھام لیا۔ وہ پہلے بھی اسی طرح چلتے ہوئے یاروڈ کر اس  
کرتے وقت یہی کرتا تھا لیکن پہلے میں اور اب میں بہت  
فندق تھا اور یہ فندق تاشیہ کو معلوم نہ ہو سکا۔



آفس میں وہ اور عثمان لیپ ٹاپ سامنے رکھے پروجیکٹ مکمل کر رہے تھے۔ عثمان اس سے کیس پہ بات کر رہا تھا لیکن شاہان مکمل طور پہ اسکرین کی جانب متوجہ تھا۔ عثمان نے لیپ ٹاپ آف کر دیا لیکن پھر بھی شاہان کی نظروں کا ارتکاز نہیں ٹوٹا۔ اس نے رکھ کر ایک تھپڑ اس کی گردن میں مارا۔ شاہان اس فتالتانہ حملے پہ فوراً سیدھا ہوا۔

"کیا تکلیف ہے؟"

یہ تو تم مجھے بتاؤ کیا تکلیف ہے۔ کتنی بار پوچھ چکا ہوں میں۔ کوئی مسئلہ ہے تو کر بکواس۔ میں کس لئے ہوں۔ دیکھ شاہان بہت سہمہ لیا میں نے۔ ایک دودن کی بات ہوتی تو شاید میں حنا موش ہو جاتا لیکن تو خود بتا کتنے مہینے ہو گئے ہیں اور کتنی بار میں نے بکواس کی بتا تجھے کونسا دورہ پڑ گیا ہے مگر نہیں

## Classic Urdu Material

تمہارے ساتھ بات کرنا گدھے کے آگے بین بھانا ہے۔ لیکن آج  
"کوئی ریلیکسیشن نہیں۔ صحیح صحیح بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

اس کی بات پہ شاہان ریوالونگ چنیر سے ٹیک لگا کر ایزی ہو  
گیا۔

"کیا انکل نے کچھ کہا ہے؟"

"نہیں۔"

"آنٹی نے کوئی بات کہی ہے؟"

"نہیں۔"

"تاشیہ سے لڑائی ہوئی ہے؟"

"نہیں یار۔"

"تو پھر؟"

"عثمان مجھے ایک مشورہ دے۔"

میری مشورہ فیس ہزار روپے ہے لیکن تمہارے لئے سپیشل  
ڈسکاؤنٹ ہے تم 995 روپے دے دینا۔ چلو بتاؤ اب کیا ہوا  
ہے۔"

اس نے عثمان کو گھور کر دیکھا۔

"اچھا بتاؤ نا۔"

"مجھے محبت ہو گئی ہے۔"

سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں عثمان نے اس انفارمیشن کوڈی کوڈ  
کیا پھر ہنسی کے فوارے تھے جو اسکے منہ سے پھوٹے۔

کس بیچاری سے ہوئی ہے۔ پکی بات ہے کوئی بیچاری ہے نا۔ بیچارہ تو  
"نہیں ہے؟"

"استغفر اللہ۔"

"اچھا بتا کس سے ہوئی ہے؟"

وہ اب بھی ہنسنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

"تاشیہ سے۔"

اس کی بات پہ عثمان کے دانت فوراً اندر ہوئے۔ آنکھیں  
حیرت سے کھل گئیں جبکہ شاہان موبائل کو انگلیوں پہ  
گھما رہا تھا۔

"آریو سیریس؟"

"میں مذاق میں ایسی بات کر سکتا ہوں کیا؟"

اس کی بات پہ عثمان کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

عثمان خدا گواہ ہے میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا۔۔ میں ایسا"



کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیسے اور کیوں یہ سب ہو گیا۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی خود کو اس سب سے باہر نکلنے کی بڑ نہیں میں بے بس ہوں۔۔۔ تو مجھے بتامیں کیا کروں۔۔۔ ڈیڈی کو پتہ چلا تو وہ مجھے اگلا سانس لینے نہیں دیں گے۔۔۔ تاشی کو پتہ چلا تو کیاری ایکشن ہو گا اسکا۔۔۔ میں خود حیران ہوں یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن ان لمحوں میں مجھے کیا ہوا۔۔۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ میں آج تک اس کیفیت سے نکل نہیں پایا۔۔۔ مجھے لگا تھا شاید کوئی وقتی جذبہ ہو۔۔۔ لیکن نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں کبھی ان لمحوں کے سحر سے نہیں نکل پاؤں گا۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں۔

اس نے پریشانی سے عثمان کو دیکھا جواب فدرے ریلیکس بیٹھا شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

## Classic Urdu Material

"پتہ ہے تیری سیچو نیشن بالکل ویسی ہے۔"

"کیسی؟"

کچھ ایسی لگن اس لمحے میں ہے

یہ لمحہ کہاں ہوتا میرا۔

"جسٹ شٹ اپ۔"

اس کے ہاتھ مار مار کر گنگنا نے پہ وہ تپ کر سیدھا ہوا۔

اب ہے سامنے

اسے چھو لوں ذرا

مہرباؤں یا جی لوں ذرا

خوشیاں چوم لوں

یارو لوں ذرا

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author

سرحباؤں یا جی لوں ذرا

شاہان کے مکے پہ اس کی سریلی آواز حلق میں پھنس گئی۔

اپنا اسٹریوجیہ منہ اٹھا اور دفعہ ہو جا یہاں سے۔ بہت  
"بڑا گناہ کر لیا میں نے تجھے بتا کے۔"

نہ نہ سویٹ ہارٹ۔ تو نے بہت اچھا کیا۔ اگر تو مجھے پہلے  
"بتا دیتا، تو اب تک کشتی پار لگ جاتی۔"

"پھر بتا میں کیا کروں؟"

کیا کرنا ہے۔۔۔ میرج ہال بک کروا۔ ولیمے کی تیاری کر اور مجھے  
دعوت دے بلکہ آج میں اپنے گھر کی بجائے تیرے ساتھ  
"چلتا ہوں۔"

"مجھے کوئی ڈھنگ کا مشورہ دو اگر دے سکتے ہو تو۔"

خدا کا خوف کر ذلیل انسان۔ مجھ سے ایسے پوچھ رہا ہے جیسے مجھے "محبّت کی فیلڈ میں سالوں کا تجربہ ہو۔ یقیناً حبانو اللہ گواہ ہے صاعقہ سے مسگنی کروانے کے بعد میں نے دل پہ پہاڑ رکھ کر ہر لڑکی کو بہن مان لیا ہے حالانکہ مجھے پتہ ہے لڑکیاں مجھے "بھائی نہیں مانتیں۔"

عثمان کے اپنے سینکڑوں دکھڑے تھے۔ شاہان کی چپین اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا اچھا! کھڑے کیوں ہو گئے۔ بیٹھو بتاتا ہوں کچھ۔"

"کوئی فضول بکواس نہیں۔"

"تاشیہ کو پتہ ہے؟"

"توبہ کرو۔ اسے بتا کر مرنا ہے میں نے۔"



پھر انکل سے بات کر۔ محبت کی ہے گناہ تھوڑی۔ سر دبنو اور " ڈنکے کی چوٹ پہ انکل سے کہو مجھے تاشیہ سے شادی کرنی ہے۔ ہاں اگر پھر وہ جو تاٹھا لیں تو اپنی اوتات میں واپس آجانا۔ بحر "حال ان سے بات کرو۔ سو سمپل۔

میں نے تجھ سے مشورہ مانگا ہے قتل ہونے کا طریقہ نہیں "پوچھا۔

دیکھ مجھے تو ایک یہی حل آتا ہے جب میں نے ڈیڈی سے "صاعقہ کے لیے بات کی تو انہوں نے کہا میں نے تو ہمیشہ یہی "سوچا تھا۔ مجھے یقین ہے تیرے ڈیڈی نے بھی یہی سوچا ہوگا۔

نہیں وہ ایسا نہیں سوچتے۔ وہ تو سب کو کہتے ہیں میرے دو بچے ہیں "اور یہ کہ وہ پہلے تاشیہ کی شادی کریں گے میرا نمبر بعد میں آئے گا اور اگر اب میں یہ سب کہوں تو کل کو مجھے

کندھا دینے آجانا۔ تمہیں پتہ ہے مناسب کو نہیں معلوم ہم  
"دونوں کارپلیشن اور پھر ڈیڈی تو کبھی راضی نہیں ہوں گے۔"

بس شاہی بس۔ میں اس دکھی دل کی داستانیں مزید نہیں  
سن سکتا۔ تم تو میری جان ہو۔ میں آج ہی تمہیں ایک تعویذ

والے بابے کابتاتا ہوں۔ اس سے تعویذ پکڑ اور انکل کو پانی میں گھول کر پلا  
"دینا۔ بس آج شام ہی انہوں نے تیرا نکاح کر دینا ہے۔"

واقعی بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ مجھے بتانا ہی نہیں چاہیے تھا  
"تمہیں۔"

نہیں یار میں سیریس ہوں۔ تو انکل سے بات کر۔ آخر انہوں  
نے کہیں نہ کہیں تو تاشیہ کو بیاہنا ہی ہے۔ پھر اپنے بیٹے سے  
"زیادہ متاثر اور کون ہو سکتا ہے انکے لئے۔"

عثمان نے بڑے پتے کی بات کی۔

لیکن اب یہ نہ ہو تو منہ اٹھا کر انہیں کہہ دے کہ "میں نے تاشیہ سے شادی کرنی ہے۔ نہیں ایسے نہیں کہنا۔ دیکھو جب کسی دوسرے بندے کو اپنے حق میں وٹائل کرنا ہو تو اسے اس شے کے اتنے فوائد گنواؤ کہ نقصان کی طرف دھیان ہی نہ جائے۔ تم بھی ان سے ایسے ہی بات کرو کہ تاشیہ کہیں اور سیٹ نہیں ہوگی۔ کیا پتہ وہ لوگ ہی برے نکل آئیں۔ لیکن اگر گھر کی بات گھر میں رہے تو تاشیہ ساری زندگی ان دونوں کی نظروں کے سامنے رہے گی۔ آنٹی تو اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی یہ الگ بات ہے اب آنٹی کے بیٹے کا بھی یہی حال ہے۔ بس اس طرح بات کرنا دو چار ادھر ادھر کی مار لینا۔ بکو اس کرنے "میں تو تم ماہر ہو۔ آئی میں تقریر کرنے میں تو تم ماہر ہو۔"

"اور اگر ڈیڈی پھر بھی نہ مانے تو؟"

تو بیٹا تم سو نوافل شکرانے کی منت مانگ کر حبانہ اور اگر تھوڑی " سی شرم ہو تو مجھ عنریب کو کسی فائو سٹار ریسٹورنٹ میں ڈنر کروالینا۔ کسی کو پانی کا گلاس پلانے پہ اللہ سینکڑوں نیکیاں دیتا ہے۔ سوچ ڈنر کروانے پہ کتنی نیکیاں ملتی ہیں۔

"نہیں مجھے پہلا آپشن مقبول ہے۔"

آئے ہائے یعنی منت مانگ کر حباؤ گے۔ میں ابھی تاشیہ کو بتاتا " ہوں۔

شاہان اسے گھور کر کھڑا ہوا۔ عثمان بھی فائو سٹار سمیٹے ہوئے اس کے ساتھ چل دیا۔

بس آج ہی بات کر لینا ان سے لیکن ذرا دھیان سے کوئی ہتھیار " ارد گرد موجود نہ ہو اور پہلے ایک بار مجھے گلے مل لے کیا پتہ پھر یہ حسین رات اور ملاقات ہونا ہو۔



عثمان کے کہنے پہ اسکا جواب قہقہہ گونجا۔

وہ فون ہاتھ میں ہتائے عثمان کی کال کا منتظر تھا۔ تاشیہ کے ساتھ ساتھ اب عثمان کی بھی منکر ہو رہی تھی۔ نمبر مسلسل آف حبارہا تھا۔ اب تک اسے آجنا چاہیے تھا۔ کیوں نہیں آیا وہ۔

آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کھلے۔ اس کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی۔ اسٹریچر کے ٹائروں کی آواز آرہی تھی۔ ایک اور مردہ وجود سفید کپڑے میں لپٹا ہسپتال سے رخصت ہو رہا تھا۔

اسے کسی کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ فون والا ہاتھ واپس پہلو میں گر گیا۔

ڈاکٹر ڈیڈی کے پاس آیا۔ اس نے ڈیڈی کے چہرے پہ پریشانی کو بڑھتے دیکھا۔ ڈیڈی نے مٹی سے کچھ کہا۔ مٹی اور سدرہ حنالہ

## Classic Urdu Material

روتی ہوئی ایک کمرے کی جانب بڑھی۔ اس نے ڈیڈی کو اپنی  
طرف آتے دیکھا۔ وہ بے یقینی سے نفی میں سر ہلارہا  
تھا۔ اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ خود آگے بڑھ کر ڈیڈی سے  
"پوچھتا" اس کی تاشیہ زندہ تو تھی نا؟

♥surprise♥

#Dil\_ki\_dharken\_ho\_tum

Episode 18(2nd last)

By #Farwa\_Mushtaq

دن گزرتے جا رہے تھے مگر ڈیڈی سے بات کرنے کی اس میں  
ہمت نہیں تھی۔ اکثر سکندر گھر پہنچے ہوتے اور جب  
ہوتے تب اسے موقع نہ ملتا۔ وہ صرف اس نقطے پہ آکر  
"رک جاتا" ڈیڈی کا کیاری ایکشن ہوگا؟

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author

بالآخر ایک مہینے بعد اس نے ڈیڈی سے بات کرنے کی  
ٹھانی۔ اس نے عقل کو قفل ڈال کر دل کی ایساپہ سر جھکا  
دیا۔ ڈنر کے بعد تاشیہ می کو اپنی کسی پارٹی کی تصویریں دکھا رہی تھی۔ ڈیڈی  
ابھی اپنے کمرے میں گئے تھے۔ وہ موقع محل دیکھ کر اٹھا۔ تاشیہ اور  
می کو بڑی چھوڑ کر ڈیڈی کے پاس گیا۔ دستک دے کر دروازہ کھولا۔

"ڈیڈی آپ سوئے تو نہیں اب تک؟"

"نہیں جاگ رہا ہوں۔ آؤ۔"

وہ کمرہ لاک کر کے انکے پاس آیا۔ سکندر نے ٹیڑھی نظروں  
سے اس کی مشکوک حرکت کو دیکھا۔ وہ ان کے پاس آکر  
بیٹھ گیا۔

"ڈیڈی مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔"

"ہاں کہو۔"

## Classic Urdu Material

فـنـر سـٹ آف آ ل ایک بات کلئیر کر لیں آپ اس وقت "  
صرف میرے ڈیڈی ہیں باس ہر گز نہیں۔ سو آپ میرے  
ساتھ کوئی سخت رویہ نہیں رکھیں گے۔

"او کے بولو۔۔۔"

"ڈیڈی وہ۔۔۔"

اس نے ہمت مجتمع کر کے ارد گرد دیکھا۔ کہیں کوئی ہتھیار نہیں  
ہتا۔

ڈیڈی آپ نے مجھے ایک بار کہا تھا کہ میں میجر بنوں گا تو "  
آپ میری شادی کریں گے۔

"یاد ہے مجھے۔"

"پھر اب آپ میری شادی کر دیں۔"



"کس سے؟"

ان کے ڈائریکٹ سوال پہ وہ فوراً گڑبڑا گیا۔

"ڈیڈی۔۔۔ وہ۔۔۔ کسی لڑکی سے ہی کروں گا۔۔۔ ظاہر ہے۔"

"کس لڑکی سے؟"

ان کی بات پہ وہ کچھ پل کے لیے حنا موش ہو گیا۔

سکندر اس کی جھجک سے اس کی بات کا پس منظر اچھی طرح سمجھ چکے تھے۔

"بتاؤ کس سے کرنی ہے؟"

اس نے نامحسوس انداز میں بیڈ کی سائڈ پہ پڑے سکندر کے سلیپرز بیڈ کے نیچے کیے۔

انہیں مت چھیڑو۔ ہو سکتا ہے تمہاری بات کے بعد مجھے ان کی

"ضرورت پڑ جائے۔"

ڈیڈی کی بات پہ اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ (ڈیڈی کو کس نے بتایا) وہ دونوں پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گیا۔

"ڈیڈی آپ نے تاشی کی شادی کب کرنی ہے؟"

"تمہارے سے پہلے۔"

سکندر نے سکون سے کہہ کر اس کا سارا سکون غارت کر دیا۔

دیکھیں ڈیڈی منرسٹ آف آل آپ کسی بھی جگہ اس کی

شادی کریں وہ ایڈجسٹ نہیں ہو پائے گی۔ وہ جتنی میرے کلوز ہے اتنی

کسی کے بھی نہیں ہے۔ جتنا اس کو میں جانتا ہوں اتنا می بھی

نہیں جانتی۔ اور کیا شرط ہے کہ آپ جہاں اس کی شادی

کریں وہ لوگ اچھے ہوں۔ اگر خدا نخواستہ کل کو کچھ ہو گیا

تو۔۔ آپ ممی کا سوچیں تاشی ایک منٹ یونیورسٹی سے لیٹ ہو

جائے انکی جان پہ بن جاتی ہے۔ وہ کیسے اس کے بغیر رہیں گی۔ اور آپ کیا آپ اس کے بغیر رہ لیں گے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ ساری زندگی آپ دونوں کی نظروں کے سامنے رہے۔

سکندر سکون سے اس کے گنوائے گئے نقصانات اور فوائد سن رہے تھے۔

شاہان بیٹیاں پر رائی ہوتی ہیں۔ انہیں رخصت کرنا پڑتا ہے۔ تمہیں ہم دونوں کی فکرمیں ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں ہے صرف اپنی بات کرو۔

اگر وہ کہتے تھے وہ شاہان کو اندر تک جانے ہیں تو عنایت نہیں کہتے تھے۔

ان کی بات نے اس کی بولتی بند کر دی۔ یہ تو عثمان نے بتایا ہی

نہیں ہتا اگر ڈیڈی ایسا کچھ کہہ دیں تو آگے کیا کرنا ہے۔

وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سر جھکائے ان کے آگے بیٹھا  
ہتا۔ زندگی میں پہلی بار اسے باپ سے کوئی بات کرنے میں  
مشکل پیش آرہی تھی۔

"ڈیڈی آپ تاشیہ کی شادی کر دیں۔"

"کس کے ساتھ؟"

شادی تو وہ آپ ہی کی مرضی سے کرے گی تو آپ کس سے کرنا"  
چاہیں گے اسکی شادی۔ آئی مین فم سٹ چوائس کیا ہوگی  
؟"

سکندر اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے فوراً نظریں جھکا  
لیں۔



"کیا تم سیریس ہو؟"

شاہان نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ اسے لگا شاید اس نے غلط سنا ہے۔

"جی؟"

آریو سیریس؟۔۔ کیا شرط ہے تاشیہ تمہارے ساتھ "خوش رہے گی۔"

"آپ کو کیوں لگ رہا ہے وہ میرے ساتھ ناخوش رہے گی۔"

شاہان بیٹیوں کے والدین کو بہت سے تحفظات ہوتے ہیں۔ مرد کی چوائس بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ اگر کل کو تم بدل گئے تو تاشیہ کا کیا ہوگا۔"

وہ ان کی بات پہ جی بھر کے حیران ہوا۔

کیا آپ اپنے بیٹے کے بارے میں اتنے شکوک و شبہات کا "شکار ہیں؟

"مجھے اپنی بیٹی کے مستقبل کی فکر ہے۔"

ڈیڈی میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کے کیا ہے۔ آپ اپنی تسلی کے لیے مجھ سے جو گارنٹی چاہتے ہیں میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

بیٹا مجھے تم سے زیادہ ہمیشہ تاشیہ کی فکر رہی ہے۔ میں اسکی آنکھوں میں آنسو تو کیا اداسی کی ہلکی سی رفق بھی نہیں دیکھ سکتا۔ میں اسے ہمیشہ اسی طرح خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔

"جی ڈیڈی۔"

تم دونوں کو میں نے ہر معاملے میں احبازت دی ہے۔ اس کے باوجود میں حبا نتا ہوں شادی کے لیے تاشیہ کی کوئی چوائس

## Classic Urdu Material

نہیں ہے۔ جہاں میں چاہوں گا وہ وہی ہاں کر دے گی لیکن یہ بات پہلے میں تاشیہ سے کروں گا۔ آخری فیصلہ وہ کرے گی۔ ہو گا وہی جو وہ چاہے گی۔ اگر اس نے ایک بار بھی منع کر دیا تو دوبارہ تم "اس بارے میں سوچو گے بھی نہیں۔ بولوراضی ہو؟"

ان کی بات پہ وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔

ڈیڈی آپ میری بات کو گستاخی مت سمجھیے گا لیکن یہ اٹل "ہے اگر تاشیہ نہ ہوئی تو کوئی اور لڑکی کبھی میری زندگی میں نہیں آ سکتی۔"

"تمہاری مہی کہاں ہیں؟"

"باہر ہیں۔"

"بلاؤ انہیں۔"

## Classic Urdu Material

آپ صرف تاشیہ کے ڈیڈی بن کر مت سوچیں۔ میرا بھی "آپ سے کوئی رشتہ ہے۔"

اسکی بات پہ سکندر مسکرائے۔

"اپنی مٹی کو بلاؤ۔"

وہ اوکے کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

---

کیہان اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ دوڑتا ہوا رستم کے پاس آیا۔

ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔

"ہاں کیا ہوا؟"

کمپاؤنڈ سے ابھی کال آئی تھی۔ وہاں پہ سب لوگ مر گئے "ہیں۔ جس آدمی نے مجھے فون کیا وہ ابھی بات ہی کر رہا تھا کہ پیچھے سے



فناؑرؑ آواز آئی اور ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔

رستم بھونچکا رہ گیا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ لڑکی؟"

"وہ لوگ اس لڑکی کو ہی لینے آئے تھے۔"

کیہاں کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ رستم کارنگ لٹھے کی مانند ہو گیا۔

ڈیڈ اب کیا ہوگا۔ مجھے تو یہی ہتا کمپاؤنڈز سیکور ہے۔ اس کا کسی کو نہیں پتہ۔۔۔ مگر اب۔۔۔ ڈیڈ میری مانیں سب کچھ چھوڑیں اب بچا ہی کیا ہے۔ فوراً گولبو چلتے ہیں۔ ہم مسزید یہاں ایک پل نہیں رہ سکتے۔ ڈیڈ وہ ہم تک پہنچ جائے گا پھر ہم کہاں جائیں گے۔

## Classic Urdu Material

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ اپنی ماں کو فون کرو اسے کہو ہماری "ایمر حبسنی سیٹیں کنفرم کروائے آج کی تاریخ میں۔"

وہ دونوں باپ بیٹا اب کو لمبو سے آنے والی کال کے منتظر تھے۔ آدھے گھنٹے بعد کال آئی۔ فون سن کر کیہان کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو گئی۔ وہ بالکل رونے والا ہو گیا۔

ڈیڈمام کہہ رہی ہیں سیٹیں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے کال کی ہے "لیکن کسٹم والوں نے کہہ دیا ہے ان دو آئی ڈیز کو کسی فلائٹ کی کوئی سیٹ نہیں دی جائے گی۔"

رستم کے گلے میں گلی واضح ابھری۔

ڈیڈ آپ کسی جاننے والے کو فون کریں۔ اس مصیبت سے ہمیں "نجات دلائے کوئی۔ کوئی تو ہو گا جو ہمیں کو لمبو پہنچا سکے۔"

"جو ہوتا وہ سرچکا ہے اور جو باقی ہیں وہ اتنی پہنچ والے نہیں ہیں۔"

"کیہاں ہم بہت بری طرح پھنس گئے ہیں۔"

"ڈیڈ ہم انڈیا چلتے ہیں۔"

کیوں انڈیا تم نے گدھے پہ بیٹھ کر جانا ہے۔ وہاں پہ بھی جہاز  
"جاتے ہیں ڈنر۔"

"تو ڈیڈ ہم جہاز سے نہ سہی پانی سے تو جاسکتے ہیں۔"

رستم فوراً اس کے پاس ہوا۔

ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ بالکل ہم پانی کے ذریعے نکل سکتے ہیں یہاں"

سے۔۔۔ ہاں۔۔۔ ٹھیک ہے ہم آج رات ہی چلے جائیں گے۔ میں

"ابھی منیش کو کال کرتا ہوں وہ فوراً بندوبست کروائے۔"

---

وہ اپنے سیمینار کی تیاری کر رہی تھی۔ مٹی ڈیڈی کو اس وقت دیکھ کر

ایک بار پھر حیران ہوئی۔

خیریت تو ہے آج آپ لوگ مجھ پہ کونسا انکشاف  
"کرنے آئے ہیں۔"

اس کے مشکوک انداز میں پوچھنے پر سکندر دل کھول کر ہنسے۔  
"کیا کر رہی ہو؟"

کل میگزین کی نیو برانچ کا سیمینار ہے۔ اس کے لیے پریزینٹیشن تیار  
"کر رہی ہوں۔ خیریت ہے نا؟"

سکندر نے کچھ پل حنا موش رہنے کے بعد کہنا شروع کیا۔  
تاشیہ بیٹا! بیٹیاں امانت ہوتی ہیں اور ماں باپ کی خواہش ہوتی  
"ہے جتنی جلدی ہو سکے وہ یہ فرض ادا کر دیں۔"

ڈیڈی پلیز میں نے می کو آل ریڈی ہی بتایا ہے جب تک۔



"میرا کیرئیر نہیں بن جاتا گتے تے ہرگز نہیں۔"

ہاں تمہاری ممت نے مجھے بتایا ہے۔ ٹھیک ہے تم ابھی شادی مت کرو۔ میں خود چاہتا ہوں تمہارا کیرئیر ڈیولپ ہو جائے  
"لیکن کمٹمنٹ تو ہو سکتی ہے نا؟"

"ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں۔"

"اگر تمہاری کوئی چوائس ہے تو مجھے بتاؤ بیٹا۔ بی فرینک۔"  
نوڈیڈی۔ میری کوئی چوائس نہیں ہے جہاں آپ لوگ کہیں"  
گے میں وہی پہ راضی ہو لیکن پلیز شادی ابھی کسی صورت  
"نہیں ہوگی۔"

اگلی بات کہنے کے لیے سکندر کو بھی ہمت چاہیے تھی۔

"شاہان کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

ڈیڈی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اسے ساکت کر گئے۔ وہ منہ پہ ہاتھ رکھے آنکھوں میں ڈھیروں حیرانگی لیے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

بیٹا میں نے صرف تم سے پوچھا ہے۔ آخری فیصلہ تمہارا ہی ہوگا۔ کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ میں اس وقت صرف تمہارا باپ ہوں۔ مجھے بلا جھجک بتانا۔ تم اگر انکار کرتی ہو تو بھی میں خوش ہوں۔ تم اگر اصرار کرو تو بھی میں خوش ہوں۔ تمہاری مرضی ہی میری مرضی ہوگی۔

وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن بغیر کچھ کہے فوراً کمرے سے نکل گئی۔ معظمہ اور سکندر دونوں حیران پریشان ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔

"میں دیکھتی ہوں اسے جا کر۔"

وہ فوراً باہر آئیں۔ ادھر ادھر دیکھا۔

وہ لاؤنج کے بیرونی دروازے کی سیڑھیوں پہ بیٹھی تھی۔ وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئیں اور پیار سے اسے خود سے لپٹایا۔

تاشیہ کوئی زور زبردستی نہیں ہے میری جان۔ تمہارے ڈیڈی "

نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ آخری فیصلہ تمہارا ہوگا۔ اگر شاہان

نہیں تو کوئی اور سہی۔ یہ مت سمجھنا ہم تم سے ناراض ہو جائیں

گے۔ ہر گز بھی نہیں۔ ہم۔ تمہاری خوشی میں خوش ہیں۔ ہو گا وہی جو تم

"چاہو گی۔

"کیا آپ اور ڈیڈی یہی چاہتے ہیں؟"

"بات ہمارے چاہنے یا نہ چاہنے کی نہیں ہے بیٹا۔"

"زندگی تم نے گزارنی ہے۔ تم فیصلہ کرو۔"

ممی آپ کو پتہ ہے میری کوئی چوائس نہیں ہے۔ میں جب "بھی شادی کروں گی آپ لوگوں کی مرضی سے ہی کروں گی۔ جہاں آپ لوگ چاہیں گے وہی۔۔ لیکن۔۔ شاہان کی بھی تو کوئی "چوائس ہوگی نا۔۔ آپ اس طرح فیصلہ مت کریں۔

معظمہ نے اسکی پیشانی چومی۔

"شاہان کے کہنے پہ ہی ہم نے تم سے بات کی ہے۔"

معظمہ کی بات پہ اسے صحیح معنوں میں جھٹکا لگا۔ وہ بھونچکا رہ گئی۔ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ممی اور ڈیڈی کی خواہش ہے لیکن ایسا اس بدتمیز نے کہا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔ شاہان کے لیے اس کی زبان سے جو مہذب لفظ نکلا وہ معظمہ کے کانوں تک نہ پہنچ سکا۔

"اس نے خود آپ سے کہا۔۔"



"ہاں اس نے خود سکندر سے بات کی ہے۔"

"وہ مذاق کر رہا ہوگا۔"

نہیں وہ سنجیدہ ہے۔"

آواز پہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ڈیڈی اسکے پاس کھڑے  
تھے۔ وہ اسکی دوسری جانب بیٹھ گئے۔

وہ سنجیدہ ہے بیٹا اور شاید زندگی میں پہلی بار اس حد تک  
"سنجیدہ ہوا ہے۔"

وہ ابھی تک آنکھیں کھولے ڈیڈی کو دیکھ رہی تھی۔

بیٹا میں جانتا ہوں ایک نئے رشتے کو تمہارا ذہن ایک دم  
قبول نہیں کرے گا لیکن وہ واقعی بدتمیز ہے وہ اس چیز کو قبول  
کر چکا ہے۔ اس رشتے کی مضبوطی کے لیے دونوں یقین میں

انڈر سٹینڈنگ کی ضرورت ہوتی ہے اور تم دونوں ایک دوسرے کو  
ہم دونوں سے زیادہ جانتے ہو۔ اس لیے میں جانتا ہوں  
"میرے دونوں بچے خوش رہیں گے۔"

ٹھیک ہے ڈیڈی۔۔ جیسا آپ چاہیں۔۔ لیکن مجھے کچھ ٹائم  
"چاہیے پلیز۔۔"

بالکل کیوں نہیں۔۔ تمہیں جتنا ٹائم چاہیے لے لو۔ کوئی مسئلہ نہیں  
ہے۔ اب کسی بات کو سر پہ سوار نہیں کرنا۔ ریلیکس ہو کے سو  
"جاؤ۔"

وہ اس کے سر پہ پیار کرتے اٹھ کر چلے گئے۔

یہ نہیں ہتا کہ اس نے بالخصوص شاہان کے لیے ہی ہاں کی  
تھی۔ شاہان کی جگہ کوئی بھی ہوتا بس وہ ممی اور ڈیڈی کی چوائس ہوتا وہ  
اس پہ بھی راضی تھی۔ وہ ہمیشہ کو ایجوکیشن میں پڑھی تھی لیکن کبھی

اس نے خود کو کسی عنایت ایکٹیویٹی میں ملوث نہیں کیا۔ اس کی چوائس کا ایک سٹینڈرڈ تھا اور کوئی آج تک اس سٹینڈرڈ تک نہیں پہنچ پایا تھا۔

ہر لڑکی کی پسند کا ایک سٹینڈرڈ ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ وہ ہر راہ چلتے پہلے دل ہار جائے۔ ہر دوسرے شخص پہ فدا ہو جائے۔ اس طرح وہ عورت کے مقام سے نیچے گر جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح مرد۔۔۔ مرد کے مقام سے نیچے گر جاتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں دل اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ ٹھیک کہتے ہیں۔ دل پہ کسی کا زور نہیں چلتا لیکن نظروں پہ ہر کسی کا اختیار ہوتا ہے۔ پہلے دل نہیں دھڑکتا۔ پہلے نظر اٹھتی ہے۔ اختیار میں ہونے والی نظروں کو بے اختیار مت کرو۔ اپنی نظروں کو جھکانا سیکھو۔ تم کسی کی امانت

ہو۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا تم امانت میں خیانت کرو۔ خیانت کرنے والا منافق ہے اور منافق کا آخری ٹھکانہ آگ ہے۔۔۔ جہنم کی آگ۔۔۔ جو تمام نیکیاں حنا ستر کر دیتی ہے۔

اگر آج بے حیائی عام ہے تو وحبہ تم خود ہو۔ جذبات پہ بندھ باندھنا مشکل ہے ناممکن تو نہیں۔ ناممکن تو کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے جذبات اور احساسات اس شخص کے لیے ہیں جسے اللہ نے تمہارے لیے چنا ہے۔ اس میں خیانت کا حق خدا نے تمہیں نہیں دیا۔ اگر تم پیور ہو تو یقین رکھو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والے نے تمہارا ساتھی بھی پیور چنا ہے۔

اللہ کا وعدہ ہے

نیک عورتوں کے لیے نیک مرد اور نیک مردوں کے لیے



نیک عورتیں، برے مردوں کے لیے بری عورتیں اور بڑی عورتوں کے لیے برے مرد۔" (القرآن)

تمہاری زندگی کے ساتھی کا خمیر تمہاری ہی مٹی سے گوندھا گیا ہے۔ جیسا تم ہو گے ویسا ہی وہ ہو گا۔

اگر تم سے کوئی گناہ ہوا ہے تو توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ جھکنے والے اور معافی مانگنے والے کو آدم کہا گیا ہے۔ اکڑنے والا ابلیس ہے لیکن تم ابلیس کی نہیں آدم کی اولاد ہو اور اللہ اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

اور اگر تم میں کوئی شخص برائی کرے اور پھر اس سے توبہ کر لے تو "بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (القرآن)

---

معظمہ اس کے بال کانوں کے پیچھے اڑس رہی تھیں۔

تاشیہ میں نے تمہیں یہ بات کبھی نہیں بتائی لیکن آج"  
جب تم نے رضا مندی دی ہے تو تمہیں بتا رہی ہوں میں نے  
ہمیشہ شاہان کے لیے تمہیں ہی سوچا تھا۔ میں کبھی تمہیں خود  
سے دور نہیں کر سکتی۔ ایک پل کے لیے بھی نہیں۔ میں نے یہ  
بات بہت عرصہ پہلے تمہارے ڈیڈی سے کہی تھی۔ تب  
انہوں نے کہا بچوں کی زندگی ہے فیصلہ بھی وہی کریں گے۔ لیکن آج  
میں اللہ کی شکر گزار ہوں اس نے ہم دونوں کو ہر مقام پر  
سرخسرو کیا ہے۔" (عثمان کا کہا سچ نکلا)  
"چلو اب سو جاؤ۔ کافی رات ہو گئی ہے۔"  
اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

معظمہ اس کا سر چوم کر چلی گئیں لیکن وہ وہیں بیٹھی رہی۔ وہ  
خوش تھی یا نہیں حیران ضرور تھی۔ سردی میں شدت آتی

حبار ہی تھی۔ وہ ابھی تک وہیں بیٹھی قسمت کی چکر پھیروں  
پہ غور کر رہی تھی جب کوئی آرام سے اسکے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ وہ  
فوراً وہاں سے اٹھنے لگی لیکن شاہان نے اسے واپس بٹھا دیا۔

"کتنا ٹائم چاہیے؟"

تاشیہ کو پہلی بار اس سے جھجک محسوس ہوئی۔ وہ چہرہ دوسری  
طرف کیے حنا موش بیٹھی تھی۔

پلیز تاشی مجھ سے شرمنا گھبرا نا ہر گز نہیں ورنہ میں اپنی ہنسی "  
پہ کنٹرول نہیں رکھ سکوں گا۔ بتاؤ کتنا ٹائم چاہیے۔ ایک دن  
"، دو دن، تین دن؟

تاشیہ حیرت سے پوری اسکی سمت گھومی۔

"ایکسیکوز می۔۔۔ مجھے سوچنے کے لیے کم از کم ایک سال چاہیے۔"

اوہیلو ایک سال سوچنے کے لئے چاہیے یا مجھ پہ کوئی حملہ  
"کروانا ہے۔ ہر گز نہیں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ۔"

"ایک ہفتہ دے کر تم کس پہ احسان کر رہے ہو۔"  
"تم پر۔"

"ڈیڈی نے مجھے کہا ہے جتنا مرضی ٹائم لے لو۔"

تو محترمہ آپ ایک لمیٹڈ ٹائم لیں نا سوچنے کے لیے۔ سوچا تو  
"ایک منٹ میں حساب لگتا ہے۔"

تم جانتے ہونا میرا کیا خواب ہے۔۔۔ اس سے پہلے میں  
یہ سب۔۔۔ نہیں یہ نہیں کر سکتی میں۔۔۔ اس طرح  
تو میری سٹڈی درمیان میں رہ جائے گی۔۔۔ ابھی تو مجھے  
حبر نلٹ بننا ہے۔۔۔ سب کچھ بیچ میں رہ جائے گا۔۔۔ اس  
"سب کو پورا ہونے میں چار۔۔۔ پانچ سال بھی لگ سکتے ہیں۔"



اس نے رخ پھیرے جھجکتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اسے ہی اپنی پر اہلم  
بتائی۔

"تو تم کیا چاہتی ہو؟"

فی الحال یہ سب پوسٹ پون ہو جائے۔ ڈیڈی سے بھی یہی کہا  
"میں نے۔ ابھی مجھے میرا کیرئیر ڈیولپ کرنے دیں۔

"او کے یعنی تم چاہتی ہو چار پانچ سال ایسا کچھ نہ ہو۔ رائٹ؟"  
"نہیں تو دس سال بھی لگ سکتے ہیں۔"

اس کی بات پہ شاہان کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔  
"اوہ آئی سی۔ دس سال۔ ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔"

"تھینک یو سوچی۔ تم کتنے اچھے ہو۔"

تاشیہ بی بی اگر آپ کی پانچ دس سال کی شرط ہے تو میری بھی

"ایک شرط ہے۔"

"وہ کیا؟"

"پھر ہمارا نکاح اسی ہفتے ہوگا۔"

اسکے سکون سے کہنے پر تاشیہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔ خواہ مخواہ۔۔۔ ہرگز بھی نہیں۔۔۔ ڈیڈی نے

"کہا ہے میری سڈی تک۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

"ڈیڈی کو تم کہا ہے کمٹنٹ میں کوئی پر اہلم نہیں۔"

"تو وہ کمٹنٹ ہے نکاح تھوڑی۔"

تو تمہارا کیا خیال ہے میں مسگنی کروا کے ہی خوش ہو جاؤں؟  
گا۔ دیکھو تاشی مجھے پتہ ہے تم کیا چاہتی ہو۔ تمہارے خواب جتنے  
تمہیں عزیز ہیں اتنے ہی مجھے عزیز ہیں۔ میں خود چاہتا ہوں تم

جو کرنا چاہو کرو۔ میں تمہیں سڑانگ دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہاری انسٹرن شپ چل رہی ہے اسکے فوراً بعد تمہاری حساب سٹارٹ ہو جائے گی یعنی کہ تمہاری پریکٹیکل لائف سٹارٹ ہونے میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ ماہ ہیں۔ اسکے بعد منع کرنے کا تو کوئی جواز نہیں بچے گا مگر ہمیشہ کی طرح ڈیڈی تمہاری ہی سائنڈ پ ہوں گے مجھے پتہ ہے چاہے تم ایک کی بجائے پانچ سال بھی مانگ لو۔ لیکن میں اتنا انتظار نہیں کر سکتا۔ تمہیں سوچنے کا وقت چاہیے لے لو لیکن صرف ایک ہفتہ۔ اور سوچنے کے لیے تو کچھ ہے ہی نہیں۔ تم صرف ان چینجز کو قبول کرنا چاہتی ہو جو ایک دم سے ہوئی ہیں۔ ان کو ایکسیپٹ کرنے کے لیے ایک ہفتہ کافی ہے۔ ہاں اگر تمہیں کوئی خدشات ہیں تو مجھ سے کہو لیکن پھر ایک ہفتہ بعد ہمارا نکاح ہو گا مسگنی وغیرہ نہیں۔ ڈیڈی خود اس "چیز کے خلاف ہیں۔"

"شاہان۔۔ ایک دم سے۔۔ یہ سب۔۔"

وہ حد سے زیادہ کنفیوز تھی۔

ایک دم سے تو نہیں ہوا۔ یہ الگ بات ہے میں نے کبھی تمہیں کچھ نہیں کہا۔ میں انتظار صرف اس صورت میں کروں گا اگر ایک ہفتے بعد تم نکاح کے لیے راضی ہو جاؤ۔ پھر بے شک ایک کی بجائے پانچ سال لے لینا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ سو بتاؤ پھر؟

اور اگر تم اپنی بات سے پھر گئے تو؟۔۔ جب تک مجھے ایوارڈ نہ ملا تم ایسی کوئی بات نہیں کرو گے۔

میں وعدہ کرتا ہوں بس نکاح ہمارا اس ہفتے ہو۔ تم جیسا چاہوں گی ویسا ہو گا۔

"پکی بات ہے؟"



"آئی پر اس۔"

تاشیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ واحد شخص تھا جس پہ وہ  
اندھا اعتماد کرتی تھی۔

معظمہ نے فوراً خوشی خوشی کراچی فون کر دیا۔ وہ ساری پلاٹون حیران پریشان  
پہلی فلائٹ سے اڑتی ہوئی اسلام آباد پہنچی۔ ان سب نے ایک  
ہفتہ پہلے دھرنادے دیا اور ساتھ ہی ان دونوں کی کم بختی آگئی۔  
توبہ توبہ۔۔۔ ساڈامنڈ انا حیراب ہو گیا۔۔۔ اللہ  
"معاف کرے۔"

شاہان کولاًونج میں آتا دیکھ کر شہداء نے دہائی دی۔  
"ہائے تاشیہ تم اتنی معصوم ہو۔ کیوں اس میسنے کی باتوں میں آگئی۔"  
وہ جب جب اکٹھے بیٹھتے اسی طرح اودھم مچاتے۔

خبردار اگر تم نے تاشیہ کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ اسے "  
اپنے جیسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تاشیہ انہیں چھوڑ کر فوراً پکن میں چلی گئی۔

ایک۔ تو یہ لڑکی بھی نا۔ تم رکو ایک۔ منٹ۔ میں ذرا اس کی خبر "  
لے کر آتی ہوں۔

میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں اگر اسے کوئی پٹی پڑھائی تو مجھ "  
سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

شاہان نے پیچھے سے اونچی آواز میں کہا۔

"تم سے میں آکر حساب برابر کرتی ہوں صبر کرو۔"

وہ غصے سے پکن میں آئی۔

"تاشی تم پاگل ہو گیا۔ کیوں اس طرح اٹھ کے آجاتی ہو۔"

## Classic Urdu Material

تو اور میں کیا کروں۔ تم لوگوں کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ بس ہر  
"وقت شروع رہا کرو۔"

شاہان تو ان کے ساتھ حساب برابر رکھا کرتا لیکن تاشیہ کی زبان  
بند ہو جاتی۔

بس پھر تو تم اپنا نقصان کر رہی ہو۔ اگر تم اس سے اسی طرح  
شرماتی رہی تو وہ بد تمیز سر پہ چڑھ جائے گا۔ اس کے  
ساتھ اسی طرح رہو جس طرح پہلے رہتی تھی۔ نکاح ہو گا رخصتی تو  
نہیں۔ رشتے بدلنے والے ہیں تم لوگ۔ تو وہی ہونا۔ اس کی ایڑی  
زمین پہ نہیں لگ رہی اور یہاں تم نے شرمانے کا ریکارڈ توڑنا  
ہے۔ چلو اب آؤ باہر اور ہر گز گھبرانے کی ضرورت نہیں ورنہ وہ  
"اتنا ہی تمہارے سر چڑھے گا۔"

شنا سے سمجھا بھبا کر واپس لائی۔ اس کی بات تاشیہ کے دل کو

لگی۔

ٹھیک ایک ہفتے بعد وہ مسز تاشیہ شاہان سکندر بن گئی۔ تمام مہمان رخصت ہو گئے صرف گھر کے لوگ موجود تھے۔

عثمان شاہان کے ساتھ بیٹھا تھا۔

کوئٹہ بابے کے تعویذ نے اتنی جلدی کام کر دیا۔ مجھے بھی بتا "دے۔ میری کشتی بھی پار لگ جائے۔"

وہ عثمان کی باتوں پہ اونچی آواز میں ہنس رہا تھا۔ سب کزنز اس کے ارد گرد بیٹھے اپنی اپنی چھوڑ رہے تھے کہ شانے اس کے پاس آکر رازداری سے کہا۔

"تاشیہ بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔"

"مجھے تو ہمیشہ لگی ہے تمہیں آج پتہ چلا۔"



مجھے صرف اتنا بتاؤ تم نے آج کی تاریخ میں اس سے  
"ملاقات کرنی ہے یا نہیں؟"

"ہاں جیسے میں تمہیں بتا کر ہی کروں گا۔"

اگر ثناء ڈھیٹ تھی تو وہ ثناء سے زیادہ ڈھیٹ تھا۔

سچی میں تمہیں بتا بھی نہیں سکتی وہ کتنی پیاری لگ رہی  
"ہے۔"

"بتا نہیں سکتی، دکھا تو سکتی ہونا۔"

"نہ جی نہ۔ دیکھنے کے تو پیسے لگیں گے۔ پہلے پیسے نکالو۔"

وہ ابھی اسے اپنے مطلب کی بات پہ لا رہی تھی کہ صاعقہ اور ممی  
فوٹو سیشن کے لیے تاشیہ کو لیے صوفے کی جانب آئیں۔

پچ اینڈ ریڈ کلر کی پاؤں کو چھوتی فرائڈ میں اس کی

## Classic Urdu Material

چھب ہی نرالی تھی لیکن شناء عاٹھ اور صاعقہ نے پیسے لینے  
کی خاطر تاشیہ پہ چادر ڈال دی۔ وہ انہیں کھاجانے والی  
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں بھئی۔ تاشیہ کو دیکھنا ہے تو پیسے نکالو۔"

سب اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔

"کوئی پیسہ۔ میں نے کب تم سے ادھار لیا۔"

اس نے حیران ہو کر شناء کو دیکھا۔ تاشیہ گردن جھکائے کنفیوز  
بیٹھی تھی۔

ہم نے اتنی محنت سے اسے تیار کیا ہے۔ پیسے دو گے تو ہی تم دیکھ سکو  
"گے ورنہ نہیں۔"

"آج تم لوگوں کی فائلٹ کتنے بجے کی ہے؟"

وہ بالکل رلیکس ہو کے بیٹھا تھا۔

"شام پانچ بجے کی۔ کیوں؟"

اوہ مائی گاڈ صرف کچھ گھنٹے رہ گئے۔ جلدی پیکنگ کرو پہلے تم لوگوں کو"

"اسیر پورٹ چھوڑ کر آؤں۔

بیٹا تم کیا سمجھتے ہو ہم پیسے لیے بغیر ہی چلے جائیں گے۔ اگر تم نے پیسے نہ دیے تو ہم نے تاشیہ کو کراچی لے جانا ہے۔ بیٹھے رہنا پھر ادھر۔

عائشہ کی دھمکی پہ وہ دل کھول کر ہنسا۔

"چلو جلدی دو۔ ہم نے پیکنگ بھی کرنی ہے۔"

نہ بھئی۔ میرے پاس تم لوگوں کو دینے کے لیے ایک آنہ بھی نہیں ہے۔

"تم ذرا اپنی پاکٹ ادھر کرو۔ میں ابھی چیک کرتی ہوں۔"

خدا نخواستہ ابھی میرے اتنے برے دن نہیں آئے کہ مجھے اپنی  
"جیب کی تلاشیاں دینی پڑیں۔"

"بس پھر آج بھول جاؤ کہ تم تاشیہ کو دیکھ سکو گے۔"

"بس تم لوگ نکلو یہاں سے۔ میں کل کو دیکھ لوں گا۔"

لوکل کا کیا فائدہ بات تو آج کی ہے۔ نکاح تو آج ہوا ہے نا اور حبانے

سے پہلے ہم نے تاشیہ کا منہ دھلوادینا ہے۔ تمہیں اتنی بھی

"شرم نہیں ہے۔ منہ دکھائی بھی نہیں دے سکتے کیا۔"

میری شادی تاشیہ سے ہوئی ہے منہ دکھائی اس کو دوں گا نا۔ تم

"لوگ کیوں ٹانگ پھنسا رہی ہو۔"

"جو مرضی کہو۔ اسے دینا یا نہ دینا لیکن ہمیں پیسے دو۔"



نہ نہ۔ تم لوگوں کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ چلو  
"شبابش پینگ کر و جا کر۔"

"چل شاہی دے دے یار۔ اتنی کنجوسی بھی اچھی نہیں ہوتی۔"  
عثمان بھی پیسے لینے والوں میں شامل ہو گیا۔

ارے تم بھی مانگنے والوں میں شامل ہو گئے۔ جاؤ مجھے  
"معاف کرو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

ان سب نے مل کر اودھم مچایا ہوا تھا۔ شاہان کا کندھا  
تاشیہ کے کندھے سے مس ہو رہا تھا۔ اس نے شنا کا ہاتھ دبایا۔  
"بس کرو اب۔ اٹھو چلیں۔"

"چپ کر کے بیٹھی رہو۔ ہمیں پیسے تو لے لینے دو۔"

شاء کو اپنے پیسوں کی زیادہ فکر تھی۔

چل شاہی میں تمہارا کام آسان کرتا ہوں تم فی بندہ بیس "

"بیس روپے دو۔ ہم کراچی والوں کو کھوئے والی فتلفی کھلا کر لاتے ہیں۔

شنا لڑاکا عورت بن کر اسکی جانب گھومی۔

تمہارا کیا خیال ہے کراچی والوں نے کبھی فتلفی نہیں کھائی۔ تم ہی "

حبا کر کھا آؤ۔ ہم نے تو پورے پیسے لینے ہیں۔ اور یہ تم ہماری

"طرف ہو یا اسکی طرف؟

بھئی جہاں صاعقہ ہوگی میں تو وہی ہوں گا اگر وہ مانگنے والی بنی ہوئی "

"ہے تو میں بھی مانگنے والا ہوں آئی میں تم لوگوں کی طرف ہوں۔

عثمان تو تو میرے پاس آ کے بیٹھ۔ تو کیوں ان میں شامل ہو "

"گیا۔

دیکھ میں تو تجربہ حاصل کر رہا ہوں۔ صاعقہ خبردار "

اگر ہماری بار تمہاری کسی سہیلی نے یہ شور مچایا۔ میں نے تو خود کسی

"کو آنہ نہیں دینا۔

عثمان کو اپنی منکر پڑ گئی۔ صاعقہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ ہوتا تو ضرور عثمان کے سر پہ ٹوٹتا۔

صاعقہ، عثمان، عائشہ، شہناز اور مبشر سب اس وقت ہاتھ آگے کیے کھڑے تھے۔

انگل شاہان ہمیں پیسے نہیں دے رہا اب ہم تاشیہ کو اپنے ساتھ "کراچی لے جا رہے ہیں۔

عائشہ نے دور بیٹھے سکندر کو مخاطب کیا جو اپنے بیسٹ فرینڈ (عثمان کے ڈیڈی) کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔

"شاہان دے دو یار بہنوں کو۔"

انہوں نے دور سے ہی اسے مخاطب کیا۔

## Classic Urdu Material

نہیں ڈیڈی میرے پاس ان کو دینے کے لیے ایک روپیہ بھی "  
"نہیں ہے۔"

"ہائے ربا ڈی کڑی دے ماڑے نصیب۔ کیڑا بندہ پلے پہ گیا۔"  
عثمان کی دہائی پہ ان سب نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔

بالا حسنہ ڈیڑھ گھنٹے کی زور آزمائی کے بعد شاہان کو ساری جیب لٹانی  
پڑی۔

صاعقہ، ثنا اور عائشہ کے ساتھ ساتھ عثمان، مدثر اور مبشر  
بھی اپنا حصہ لینا نہیں بھولے۔

شاء واپس جاتے ہوئے بھی تاشیہ کو نصیحتیں کر رہی تھی۔

ہرگز نہ گھبرا نا۔ اگر تم ایک بار بھی ہلکی پڑی تو یہ ساری زندگی "  
"تمہیں اپنے رعب میں رکھے گا۔ بالکل پہلے کی طرح رہنا۔"



## Classic Urdu Material

تاشیہ نے اس کی باتوں پہ پورا پورا عمل کیا۔  
ان دونوں میں پہلے سے زیادہ کلوز نیس ہو گئی تھی۔ شاہان اکثر موقع  
بے موقع کوئی بات کر دیا کرتا لیکن تاشیہ نے بھی ثابت کر دیا شاہان  
کی کوئی بات اس پہ اثر نہیں کرے گی۔

---

ہاسپٹل کے کوریڈور میں شاہان کو اپنے کندھے پہ کسی کے ہاتھ کا  
دباؤ محسوس ہوا۔ اس نے فوراً آنکھیں کھول کر دیکھا۔ عثمان اس کے  
پاس کھڑا تھا۔

"کہاں تھے تم۔ اتنی دیر کیوں لگا دی۔"

"کسٹم آفیسر کے پاس گیا تھا اسی لیے دیر ہو گئی۔"

"ہو گیا کام؟"

"ہاں۔"

"کوئی زندہ تو نہیں بچا؟"

"نہیں۔ مر گئے سارے۔"

"رستم اور کیہان؟"

وہ اپنے گھر میں ہے۔ کولمبو سے اسکی بیوی کی کال آئی تھی سیٹیں "کنفرم کروائے کے لئے۔ لیکن میں نے پہلے ہی کسٹم حکام کو منع کر دیا تھا۔"

"لیکن وہ گھر میں ٹک کر تو نہیں بیٹھے گا اب۔"

ہاں اسی لیے میں نے پہرہ لگوا دیا ہے اسکے گھر پر۔ خیر۔"

"ملک سے باہر تو نہیں جاسکتا وہ۔"

## Classic Urdu Material

"حبا سکتا ہے۔ پانی کے ذریعے حبا سکتا ہے۔"

وہ اس وقت وہی ذمہ دار آفیسر تھا جو اپنے کام میں ہلکی سی بھول  
چوک۔ برداشت نہیں کرتا تھا۔

پھر پانی پہ پہرہ بدلوا دیتے ہیں۔ تم ٹھہرو میں انکل کو کہہ کر  
"آتا ہوں۔"

وہ سکندر کے پاس آیا جو ڈاکٹر سے بات کر رہے تھے۔

"انکل پانی پہ پہرہ بدلوا دیں۔"

"کتنی دیر کے لیے؟"

"آج رات کے لیے۔"

سکندر سر ہلا کر کال کرنے لگے۔

وہ واپس شاہان کی طرف آیا۔

"تاشیہ کی طبیعت کسی ہے؟"

آپریشن ہو گیا ہے گولی نکل گئی ہے۔ لیکن اسے ہوش نہیں  
آ رہا۔ سر کے پچھلے حصے پہ کوئی نوکیلی چیز لگی ہے۔ ڈاکٹر نے  
"اڑتالیس گھنٹے کا ٹائم دیا ہے اگر ہوش آگیا تو ٹھیک ورنہ۔۔۔"

اس ورنہ کے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

اسکو پھر سے اسٹریچر کے ٹائروں کی آواز آئی۔

عثمان یہ آج اتنی ڈیتھ کیوں ہو رہی ہیں۔ ایک گھنٹے میں یہ تیسری  
"ڈیڈ باڈی ہے جو میرے سامنے سے گزری ہے۔"

عثمان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

جب آپریشن کامیاب ہو گیا ہے تو اسے ہوش بھی آجائے  
"گا۔ ان شاء اللہ۔"



عثمان کی بات پہ اس نے گہرا سانس بھرا۔

شاہان آج ڈیڈ لائن۔۔۔۔۔"

اس کی بات ابھی درمیان میں ہی تھی کہ معظمہ روتی ہوئی کمرے سے نکلیں۔

"شاہان۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔تاشیہ۔۔۔۔۔کو پتہ نہیں کیا ہو گیا۔"

وہ فوراً کمرے کی جانب بڑھا۔ تاشیہ بری طرح کھانسی رہی تھی۔ بار بار اس کا ہاتھ سر کے پچھلے حصے کی طرف حارہا ہٹا۔ اس کے منہ سے بلیڈنگ ہو رہی تھی۔

"تاشیہ۔۔۔۔۔"

اس نے ایک بار آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ تبھی ڈاکٹر اور نرسز انہیں ہٹاتے دوبارہ اسے ایمرجنسی میں لے

گئے۔ ایک بار پھر تاشیہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری کار کو ہاتھ لگانے کی۔"

اس کے کانوں میں تاشیہ کی آواز گونجی۔

"میں خود تو نہیں آئی میں باس کے کہنے پہ آئی ہوں۔"

ڈاکٹر اسے ایمر حبسنی روم میں لے گئے۔

مجھ پہ کیوں رعب ڈال رہے ہو۔ میرا کیا قصور ہے۔ شرم تو " نہیں آتی تمہیں۔

اس نے ممی کو حباے نماز پہ گر کر گڑ گڑاتے ہوئے دیکھا۔

کیوں تم نے میرے پیچھے اپنے لباس و سچھوڑے ہوئے ہیں اور سونے

پہ سہاگہ اب تم خود میرا پیچھا کرتے یہاں پہ آگئے ہو۔ آج

"ہی جا کر میں ڈیڈی کو تمہاری ساری حرکتیں بتاتی ہوں۔"

## Classic Urdu Material

آج اس نے ڈیڈی کی آنکھوں میں بھی نمی دیکھی۔

"تمہاری نوکرانی نہیں ہوں میں۔ اپنے کام خود کیا کرو۔"

ایمر حبشی روم کی گلاس ونڈو کے پردے گر گئے۔

"تمہارا مطلب ہے میں ڈیڈی سے بات کروں۔ تم پاگل ہو گئے ہو؟"

عثمان اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"آج کے بعد میں ہر گز تمہارے لئے کافی نہیں لاؤں گی۔"

اس کے فون پہ کوئی کال آرہی تھی مگر وہ وہاں ہٹا ہی کب۔

مجھے تمہاری طرح آدھی رات کو کافی پی کر اپنا معدہ جلائے گا"

"کوئی شوق نہیں ہے۔"

عثمان نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑا۔

"تاشیہ سکندر کسی سے نہیں ڈرتی۔"

اس کی ساکت نگاہیں ایمر حبسنی روم کے اوپر چسپاں سرخ  
الفاظ پہ تھی۔

خبردار اگر تم نے میرے کمرے کی کھڑکی پھلانگنے کی  
"کوشش کی۔ میں ابھی اسے بند کرتی ہوں۔

عثمان دوبارہ اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

"طبیعت خراب ہے تو آج نہ جاؤ آفس۔"

ایک اور ڈاکٹر اور نرس اندر داخل ہوئے۔

"تھوڑی سی تو شرم کیا کرو۔ کیا فضول باتیں کرتے رہتے ہو۔"

عثمان نے اسکا کندھے ہلایا۔

آج میں سب سے پہلے تمہارے اس اسٹریو کو آگ لگاتی

"ہوں۔ سارے فاد کی جڑ یہ ہے۔



عثمان نے دوبارہ اسکو جھنجھوڑا۔

"حوصلہ رکھو۔ کچھ نہیں ہوگا اسے۔ پلینز خود کو سنبھالو۔"

وہ پاس پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"شاہان ڈیڈ لائن میں صرف چند گھنٹے باقی ہیں۔"

اس نے عثمان کی بات پہ چونک کر ٹائم دیکھا۔

ڈیڈ لائن میں بیس گھنٹے اور آٹھ منٹ باقی تھے۔ دنیا ادھر سے

ادھر ہو سکتی تھی لیکن ایجنسی کے ایجنٹس کی میٹنگ میں

ایک سیکنڈ کی تاخیر ناممکن تھی۔ ٹھیک بیس گھنٹے اور آٹھ منٹ

بعد اسے رستم کا سرباس کو دینا تھا۔

"رستم کہاں ہے؟"

"اپنے گھر میں۔"

عمر سے کہو اسے کمپاؤنڈ میں لائے۔ اس کے گھر پہ حملہ " ارد گرد کے شہریوں میں خوف۔ وہ اس پھیلا سکتا ہے۔

"او کے میں ابھی کرتا ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ چلو۔۔۔ گے؟"

شاہان اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے ریسپشن پہ کھڑے ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈاکٹر سے کچھ کہا۔ ڈاکٹر تذبذب کے عالم ایمر حبسنی روم کی جانب بڑھا۔ اگلے دو منٹ میں تمام ڈاکٹر ز اور نرس ایمر حبسنی روم سے باہر نکل گئے۔

وہ تاشیہ کے پاس کھڑا تھا۔ وہ آکسین کے ذریعے سانس لے رہی تھی۔ دونوں بازوؤں میں ڈرپس لگی تھیں۔

آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلنے اس نے اس کی بند پلکوں پہ انگلی پھیری۔

"اللہ حافظ۔۔ اپنا خیال رکھنا۔"

اسے آخری ملاقات میں کہے تاشیہ کے الفاظ یاد آئے۔ وہ اسکی بند آنکھوں پہ اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا ہالٹر میں پٹل کی یقین دہانی کرتے ہوئے عثمان کے ہمراہ ہاسپٹل سے باہر نکل گیا۔

ایک طرف "محبت" تھی تو دوسری طرف  
"فرض"۔ فرض زیادہ "ضروری" تھا۔

وہ دونوں نیم بے ہوشی کی حالت میں کرسی سے بندھے تھے۔ ارد گرد مکمل روشنی تھی۔ رستم کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھیں۔ اس نے آنکھیں جھپک کر ارد گرد دیکھا۔ ہر شے دھندلی سی نظر آئی۔ اس نے آنکھوں کو مسلتا چاہا مگر ہاتھ کرسی کی بیک سے بندھے تھے۔ بار بار آنکھیں جھپکنے پہ سامنے پڑی دھند

چھپی۔ ساتھ والی کرسی پہ بندھے وجود کو اس کے دماغ نے  
ایک سینڈ میں پھپان لیا۔ وہ اسکا بیٹا تھا کیہان۔  
اس نے ارد گرد دیکھا یہ تو اسکا اپنا کمپاؤنڈ تھا۔ میں  
یہاں کیسے۔۔ کیا ہوا تھا۔۔

اس نے دماغ پہ زور دیا۔ وہ دونوں منیش کی کال کے بعد گھر سے  
نکلے تھے۔ منیش سارے انتظامات کروا چکا تھا۔ تھوڑی دور ویرانے  
میں آکر اس کی گاڑی کو چند نقاب پوشوں نے زبردستی  
روک لیا۔ اس نے فوراً فائر کرنا چاہے مگر پستل خالی  
تھا۔ اسے اچھے سے یاد تھا میگزین اس نے خود فیل کیا  
تھا۔ پھر کہاں گئیں گولیاں؟

"میں یہاں کیسے۔۔ کون لے کر آیا۔۔ کیہان۔۔ کیہان۔۔"

اس نے کیہان کو آوازیں دیں جو بے سدھ تھا۔



"کیہان اٹھو۔۔ میری بات سنو۔"

کیہان کی آنکھوں سے بھی دھند چھٹنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنے ہی کمپاؤنڈ میں خوفزدہ بیٹھے تھے۔

"ڈیڈ ہمیں کون لایا یہاں؟"

رستم کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ تبھی اسے کسی کے سیڑھیاں اترتے قدموں کی آوازیں آئیں۔ وہ دونوں الرٹ ہوئے۔

سامنے آتے شخص کو دیکھ کر رستم اور کیہان کی زبان سلب ہو گئی۔ وہ آستین کہنیوں تک فولڈ کیے ایک ہاتھ میں پسٹل ہتھامے اپنے ساتھی کی کسی بات پہ سر ہلاتا ان ہی کی جانب آرہا تھا۔ سامنے کھڑے ہو کر اس نے انگارہ جیسی آنکھیں ان دونوں پہ مرکوز کیں۔ وہ دونوں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ حنا موٹی میسر رستم اور کیہان کی بری طرح پھولی ہوئی

سانسوں کی آواز آرہی تھی مگر ان کی نگاہیں صرف سامنے کھڑے  
شخص کو دیکھ رہی تھیں۔

"ز۔۔ زلفی۔۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا۔۔ یو باسٹرڈ۔۔"

اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ شاہان نے پاؤں کی ٹھوکری سے  
اس کی کرسی کو دور الٹ دیا۔ وہ اوندھے منہ زمین پر گرا۔

میرے ساتھ زیادہ بکواس نہ کرناور نہ جو چند منٹ کی  
"مہلت ہے وہ بھی نہیں ملے گی۔"

کیہان خوف سے سکڑا بیٹھا بار بار تھوک نکل رہا تھا۔

تمہاری خبر میں بعد میں لیتا ہوں رستم۔ پہلے تمہارے  
بیٹے سے حساب پورا کر لوں۔ بہت تنگڑا حساب ہے میرا اسکی  
"طرف۔"

## Classic Urdu Material

کیہان کے دانت بجنے لگے۔ اس نے آتے ہی لگاتار چپا تھپڑ  
اس کے منہ پہ مارے۔ تھپڑوں سے اس کا چہرہ سرخ ہو  
گیا۔

"میرے بیٹے کو کچھ مت کہو۔"

رستم کرسی پہ بندھا چیخا۔

"کونسا ہاتھ اٹھایا تم نے میری بیوی پہ؟"

پوچھتے ہوئے اس نے عثمان کے آگے ہاتھ کیا۔ عثمان نے تیز دھار والا  
خنبر اس کے ہاتھ پہ رکھا۔

خنبر دیکھتے ہی کیہان وائبریشن پہ لگ گیا۔ اس کی  
آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

"عثمان اسے کھول دو۔"

## Classic Urdu Material

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرے بیٹے کو کچھ مت کرنا۔ میں تمہیں "  
"زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

میں نے کہا تھا نار ستم اپنے بیٹے کو روک لو ورنہ میں "  
یہ ہاتھ دوبارہ اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا اور میں اپنا  
وعدہ پورا کرتا ہوں۔ ہم اپنی عزت کی طرف اٹھنے والی عنایت آنکھ  
"کو دوبارہ کچھ دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑتے۔ ہاتھ تو بعد کی بات ہے۔  
اس نے نخبہ اس کے بازو میں مارا۔ صرف چند پل کا کھیل  
تھا۔ کیہاں کا کہنی سے اگلا بازو زمین پہ گر گیا۔ وہ ساتھ ہی بے  
ہوش ہو گیا۔

خون کا ایک فوارہ تھا جو سیمنٹ کے سلیٹی رنگ کے فرش کو  
سرخ مائل کر رہا تھا۔

"کیہاں۔۔۔ کیہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔"



## Classic Urdu Material

رستم کی چیخیں زیر زمین کمپاؤنڈ کی دیواروں ہلارہی تھیں مگر وہ  
دونوں اتنے پرسکون کھڑے تھے جیسے انکے کان بھی ساؤنڈ پروف  
ہوں۔ عثمان نے ٹھنڈے پانی کی بالٹی کیہان پہ الٹائی۔ بخ ٹھنڈے  
پانی پہ اسکا خون نکلنا ذرا کم ہوا۔ وہ عنودگی کی کیفیت میں ہتا۔  
پکی بات ہے یہی والا ہاتھ ہتا یادو سرا۔۔ مجھے کیا پتہ تم نے یہ  
"ہاتھ اٹھایا ہو۔ میں تو پہلے والے کو کاٹ بیٹھا۔  
وہ عنودگی کی کیفیت میں بار بار آگے کو گر رہا ہتا۔  
شاہان نے مٹھی میں اتنی سختی سے اس کے بال پکڑ کر سراونچا  
کیا کہ کیہان کی آنکھیں ابل آئیں۔  
"بے ہوشی میں نہ جانا ورنہ تم وہ تکلیف کیسے سہو گے۔"  
اس نے اسکا دوسرا بازو بھی کاٹ دیا۔ کیہان ساتھ ہی زمین  
پہ گر کر ہوش ہو گیا۔ آنکھوں کے سامنے اپنے بازو کو بغیر بازوؤں

کے پڑا دیکھ کر رستم کی چیخیں بلند ہوں۔

"کیہان۔۔۔ کیہان۔۔۔"

وہ کیہان کو پاؤں کی ٹھوکر مارتا ہوا رستم کی طرف آیا۔ عثمان کرسی پہ بیٹھا دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے اس کے غیض و غضب کو دیکھ رہا تھا۔ بات صرف کیس کی نہیں تھی بات اس کی ذات پہ اتری تھی اور اپنی طرف اٹھنے والے ہاتھوں کو کاٹ کر دور پھینک دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"کیہان۔۔۔ کیہان۔۔۔"

رستم روتے ہوئے کیہان کو پکار رہا تھا۔ شاید وہ زنگی میں پہلی بار رو رہا تھا۔ گردن میں سریا ڈال کر چلنے والا سفاک انسان آج بیٹے کو آخری سانسوں پہ دیکھ کر سر جھکائے رو رہا تھا۔

کیا ہوا رستم۔۔۔ تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ اتنی سی تکلیف برداشت "

نہیں ہوتی۔۔۔ کون سا سرا ہے وہ۔۔۔ ابھی تک زندہ ہے۔ تم سے زیادہ  
"بے غیرت ہے اتنی آسانی سے کہاں سرے گا۔"

اس نے رستم کو بالوں سے پکڑ کر جھٹکا دے کر اس کا سرا اونچا  
کیا۔ رستم کو سر پہ کھڑے شخص سے خوف محسوس  
ہوا۔ نظریں بار بار کیہان کے بازو کٹے وجود پہ جا رہی تھیں۔

اسکی طرف نہ دیکھو اسے تو بہت آسانی سے ماروں گا لیکن  
تمہاری موت آسان نہیں ہوگی۔ تم نے بہت نقصان کیا ہے  
ہمارا۔ تم نے ہمارے ملک کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں  
"چھوڑی۔ رستم تم اتنے اندھے تھے کہ اپنی بیٹی تک کو نہ بخشا۔"

رستم نے آنسو ابلتی آنکھیں سختی سے بند کر لیں۔ شاہان کے پسٹل سے  
ایک فائر ہوا۔ رستم نے چیخ کر آنکھیں کھولی۔ وہ بیٹا جو پہلے  
ہلکے ہلکے سانس لے رہا تھا اب اس تکلیف سے ہمیشہ کے

لیے چھٹکارا پا گیا۔ لمحوں میں وہ سرد جسم میں بدل گیا۔ وہ جوان بیٹے کے خون ابلتے وجود کو دیکھتے ہوئے چیخ رہا تھا۔ دل کے کتنے ٹکڑے ہوئے تھے۔ حباب لگانا ممکن تھا۔ چیخ چیخ کر اس کا گلابیٹھ گیا۔ کیہان کے جسم سے اتنا خون نکل چکا تھا کہ وہ ارد گرد ایسے پھیل گیا جیسے اسے خون کے اوپر لٹایا گیا ہو۔

خون کی بو سے اس کا دماغ بند ہوا حباب رہا تھا۔ اس کے اعصاب جواب دیتے حباب رہے تھے۔ چیخنے کی ہمت اب نہیں رہی تھی۔ شاہان نے اس کی گردن پہ چاقو رکھا۔ میرے باپ نے مجھے کہا تھا متا بلہ صرف تب ہوتا ہے " جب دشمن سرحد سے دور رہے لیکن جب وہ سرحد پار کر لے تو اس کو موت کے گھاٹ اتارنا لازم ہوتا ہے۔

رستم کے جسم کا ایک ایک روٹٹا کھڑا ہو گیا۔ آنسو ساتھ ہی



بند ہو گئے۔ موت اس سے صرف ایک قدم کے فاصلے  
پہ اس کی گردن پہ خنجر رکھے کھڑی تھی۔ اس نے چھری  
کی نوک کو ہلکا سا اندر کیا۔ رستم کی سسکی نکل گئی۔

"کیا۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے۔۔۔ معاف۔۔۔"

نہ نہ نہ۔ معافی کا لفظ ہماری ڈکشنری میں نہیں ہوتا اور اگر  
دشمنوں کو معاف کر دیا جائے تو ہماری زندگی کا کیا مقصد رہ  
جائے گا۔ بالخصوص روایتی حریفوں کو۔ ہر گز بھی نہیں۔

شرم تو نہ آئی معافی کا لفظ زبان پہ لاتے۔ کس منہ سے  
مانگ رہے ہو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں  
تمہیں تمہارا کیا ایک ایک عمل یہاں سناؤں۔ تم جیسے  
انسانیت کے نام پہ دھبہ شخص کے لیے ہمارے ملک میں  
ہر ممکن و تانوں صرف سزائے موت ہے جو کہ تمہارے لیے

"بہت کم ہے تمہیں تو سک سک کر مرنا چاہیے۔"

کہتے ہوئے وہ عثمان کے ساتھ آکھڑا ہوا اور پاؤں کی ٹھوکر سے خون میں  
رنگے کیہان کو رستم کے آگے کیا۔ اس نے پھر سے گھٹی گھٹی  
چیخیں نکالنا شروع کر دیں۔ کیہان کے دل والی جگہ پہ سوراخ  
بھتا۔

"کی۔۔ کی۔۔ کیہان۔۔ میرے بیٹے۔۔"

"ایک بیٹی بھی تھی تمہاری۔ اس کی بار بھی اتنا ہی روئے تھے کیا؟"

رستم کے دانت بجنے لگے۔ اسے سامنے مانگی کھڑی نظر  
آئی۔ پھر پریتنا۔

درد، دکھ، ازیت، تکلیف کیا نہیں ہتا جو اس پل وہ محسوس کر رہا  
ہتا۔ اس کے گناہوں کی لسٹ طویل تھی۔ کل تک دوسروں کو  
پاؤں کے نیچے ملنے والا با اختیار رستم اس وقت کرسی سے بندھا

سر جھکائے بے بس بیٹھا تھا۔

حالانکہ میں تمہیں اتنی آسانی سے مارنا نہیں چاہتا لیکن  
"میرے پاس ٹائم کم ہے۔ سوناؤ گیم از اوور۔"

اس نے گردن پہ خنجر رکھ کے تھوڑا سا اندر گھسایا ساتھ ہی  
رستم کی چیخیں نکلی۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں واپس چلا  
جاؤں گا۔ کبھی پاکستان نہیں آؤں گا۔ اللہ کے نام پہ تو تم لوگ  
سب کچھ چھوڑ دیتے ہو۔ مجھ۔۔۔ مجھے بھی چھوڑ دو۔۔۔ میں وعدہ کرتا  
"ہوں۔"

پاکستان تو بعد کی بات ہے تم تو آئندہ دنیا کا رخ نہیں کرو گے۔ جو  
مرضی کہہ لو لیکن حریفوں کے لیے دل میں نرم گوشہ پیدا ہونا  
سورج کے مغرب سے نکلنے کے برابر ہے۔ اتنا کیوں تڑپ رہے ہو

تمہیں تمہاری اولاد کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میرا دل چاہ رہا ہے  
تمہارا حال ڈاکٹر عادل والا کروں جو نہ زندوں میں ہے نہ  
مردوں میں۔ لیکن نہیں میرے پاس کو تمہارا سر  
"چاہیے۔ تمہارا اس دنیا سے ناطہ صرف اتنا ہی تھا۔

وہ اب بھی چیختے ہوئے رو رہا تھا مگر وہاں پہ کوئی ذی روح نہیں تھا جو  
اسکی مدد کو آتا۔ اس کی چیخیں کمپاؤنڈ کی بنیادیں ہلانے کو کافی  
تھیں۔

شاہان کے خنجر کی پہلی ضرب سے اسکا سر اچھل کر جسم سے  
دور جاگرا۔ اس نے گہرا سانس لے کر خود کو نارمل کیا  
پھر شکر سے اوپر کی جانب دیکھا۔

برائی کا خاتمہ مشکل ضرور ہوتا ہے ناممکن نہیں۔ برائی کو برائی سے ختم  
نہیں کیا جاتا ورنہ دوبارہ برائی ہی بچ جاتی ہے۔ اس لئے برائی کو



## Classic Urdu Material

برائی سے نہیں اچھائی سے ختم کیا جاتا ہے۔

عثمان نے گلو زپہن کر رستم کا کٹا ہوا سر چمڑے کے سیاہ بیگ میں رکھا۔ سیڑھیاں چڑھتے ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا رستم کا سر کٹا وجود اب بھی کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ کمپاؤنڈ سے نکل کر اس نے دستی بم ہوا میں لہرایا لیکن پھر ہاتھ واپس گرا لیا۔

"کیا ہوا؟"

اگر کمپاؤنڈ کو آگ لگ جائے تو سارا جنگل بھی جل جائے گا۔  
"واٹلڈ لائف تباہ ہو جائے گی۔"

"پھر اب؟"

"میں باس سے کہہ دوں گا اسے فحس کر لیں۔"

## Classic Urdu Material

اس نے رستم کے سر کو پچھلی سیٹ پہ رکھا اور خود پیسینجر  
سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"عثمان تم ڈرائیو کرو۔ میرے سے نہیں ہوگا۔"

عثمان اچھا کہہ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا۔

اشرف کے بیٹے کو گھر چھوڑ دینا۔۔ اس کی ماں ٹھیک ہے نا"  
؟

ہاں اشرف کی موت کے بعد وہ کافی دن نڈھال رہی لیکن"  
"اس کو بیٹے کا غم زیادہ ہے۔

وہ سر سیٹ سے ٹکائے باہر دوڑتے منظر کو دیکھ رہا تھا جب فون  
پہ سکندر کی کال آئی۔ دل ایک دم سکڑ کر پھیلا۔ اسکرین کو دیکھتے  
اس نے نچلا ہونٹ نے دردی سے کچلا۔ فون بند ہو گیا ساتھ  
ہی کال دوبارہ آئی۔

"اٹھاؤ نا۔۔ کیوں نہیں اٹھا رہے۔۔ کس کی کال ہے؟"

"ڈیڈی کی۔"

"تو اٹھاؤ پھر۔ پوچھو کیا کہہ رہے ہیں وہ۔"

"اگر انہوں نے کوئی بری خبر سنادی تو میں سہہ نہیں پاؤں گا۔"

دوناس مسلسل بج رہا تھا۔

بی پوزیٹو شاہان۔۔ ہو سکتا ہے انہوں نے تاشیہ کے ہوش میں"

"آنے کا بتانا ہو۔"

عثمان کی بات پہ اس کی آنکھوں میں روشنی جاگی۔ فون کان

سے لگایا۔

"جی ڈیڈی۔"

"شاہان کہاں پہ ہو تم؟"

"میں آ رہا ہوں سب خیریت تو ہے نا؟"

"ہاں شکر ہے اللہ کا تاشیہ کو ہوش آ گیا۔"

اس نے پرسکون سانس خارج کر کے تشکر سے تاروں بھرے

سیاہ آسمان کو دیکھا۔ زمین پہ چلنے والے لوگوں کے دلوں سے

واقف ساتویں عرش پہ موجود خدا اس پہ مہربان

تھا۔ بے شک اس کی پہلی صفت ہی رحمت ہے۔

"او کے جلدی پہنچو تم۔۔۔"

سکندر نے فون بند کر دیا۔

ہاسپٹل کے آگے گاڑی روک کر عثمان نے اسے جانے کا کہا۔

تم جاؤ میں ذرا میٹنگ ہونے تک اس بیگ کو محفوظ مقام

"پہ پہنچا کر آتا ہوں۔"



وہ سر ہلا کر اندر چلا گیا۔ روم میں داخل ہوتے اس کی پہلی  
نظر تاشیہ پہ پڑی۔ دودنوں میں ہی کتنی سر جھاگئی تھی وہ۔

"شاہان آؤ بیٹا۔۔ تاشیہ کو ہوش آگیا ہے۔"

وہ مسکراتا ہوا اندر آیا۔ مئی اور سدرہ حنالہ باہر چلی گئیں۔

وہ چئیر پہ بیٹھنے کی بجائے بلینکٹ ہٹا کر اس کے پاس بیڈ  
پہ بیٹھا۔ اس کے بال الجھے ہوئے تھے۔ اس نے آہستہ سے اس کے  
بالوں کو پیچھے کیا۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"درد تو زیادہ نہیں ہو رہا؟"

اس نے اس کی بینڈج کو چھو کر پوچھا۔ جواباً اس نے نفی میں

سر ہلایا۔

"تمہیں بہت شوق ہے مجھے تنگ کرنے کا؟"

تاشیہ نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ نہ میں اس روز"

اسکے گھر جاتی، نہ اس کو میرا پتہ چلتا اور نہ میں

"آج اس حالت میں ہوتی۔

اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو پونچھے اور

جھک کر ہونٹ اس کے ماتھے پر رکھے۔

اگر تم وہاں نہ جاتی تو تمہیں کیسے پتہ چلتا ہمارے گھر میں"

"لگڑیاں بھی ہیں۔

شاہان کی بات پہ وہ روتے ہوئے ہنس پڑی۔

اگر وہ گارڈ سرپ نہ کھڑا ہوتا تو تم دیکھتے میں تمہارا کیا  
"حال کرتی۔"

تمہیں پتہ ہے جو فیصلہ میں اتنی دیر میں ڈیڈی سے نہ کروا  
"سکا وہ تم نے دودنوں میں کروا لیا ہے۔"

"کون فیصلہ؟"

اس کے اندر خطرے کی گھنٹی بجی۔

"بھئی تمہاری رخصتی کا فیصلہ۔"

اس سے پہلے تاشیہ کچھ کہتی شہاء دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔

"ناؤ ٹائم از اوور۔ ہاں اگر تم مزید رکنا چاہتے ہو تو پہلے پیسے نکالو۔"

معاف کرو مجھے۔ میں تو اپنا پہلے والا خسارہ نہیں بھوکا۔ فی"

"الحال مجھے یہاں سے اٹھنا قبول ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا۔

کے ساتھ ایجنٹس مکمل ISI ٹھیک پچیس دنوں بعد  
بلیک یونیفارم میں ملبوس ساؤنڈ پروف کمرے کی ٹیبل  
کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ چمڑے کا سیاہ بیگ میز کے وسط میں پڑا  
تھا۔ میٹنگ شروع ہونے میں ستاون سیکنڈز تھے جب  
باس نے کمرے میں قدم رکھا۔ سب نے انہیں  
سلیوٹ کیا۔ وہ سلیوٹ کا سر کے اشارے سے جواب  
دیتے اپنی چیئر پہ بیٹھے۔

شاہان نے کھڑے ہو کر سیاہ بیگ اور سیاہ رنگ کی ہی فائل  
ان کے سامنے کی۔



"سرا الحمد للہ۔۔۔ وئی ہیوڈن آور مشن۔"

انہوں نے ایک نظر فائل کو دیکھا اور بیگ کی زپ کھول کر رستم کا سر نکال کر اونچا کیا پھر واپس رکھ دیا۔ انہوں نے فخر سے ساتھ کھڑے شاہان کو دیکھا۔

"آئی ایم پراؤڈ آف۔ یو۔"

انہوں نے کھڑے ہو کر اسے گلے لگایا۔ شاہان کے بعد باقی سب کو بھی انہوں نے اسی طرح گلے مل کر مشن مکمل ہونے کی مبارکباد دی۔

دشمن چاہے جتنی بھی کوشش کر لے لیکن جب تک آپ "جیسے لوگ موجود ہیں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہمارے ملک کو، ہماری مٹی کو آخری سانس تک ہماری ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری شناخت یہ مٹی ہے۔ ہم نے اسی پاک مٹی میں ہی جانا

## Classic Urdu Material

ہے۔ اس ملک نے ہمیں سب کچھ دیا ہے نام، شہرت، عزت، شناخت۔ ایچ اینڈ ایوری تھنگ۔ اب ہمارا فرض ہے ہم اس ملک کو دیں اور آخری سانس تک دیں۔

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب  
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم ہے۔

ہم ایک دن چلے جائیں گے لیکن ہمیں اس ملک کی حفاظت  
کرنی ہے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے۔۔۔ اپنے شہریوں کے  
لیے۔۔۔ اپنے پاکستانیوں کے لیے۔

"پاکستان۔۔۔"

"زندہ باد۔"

وہ اپنی سیٹ سے اٹھے۔ ان کی تقلید میں ہی باقی سب نے کھڑے ہو کر انہیں سلیوٹ کیا۔ وہ چمڑے کا بیگ ہاتھ میں ہتھامے فخر سے چلتے باہر نکل گئے۔ کمرے میں موجود عثمان کے علاوہ آج بھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کا باپس میجر شاہان سکندر کا باپ بھی ہے۔

وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے دن کی روداد سنار ہاتھ۔  
"تاشیہ تمہیں پتہ ہے میں نے کبھی تم سے محبت نہیں کی۔"  
اسکی بات پہ وہ بند آنکھوں سے مسکرا دی۔ وہ جانتی تھی وہ کیا کہنے لگا ہے۔

شاہان سکندر نے کبھی تم سے محبت نہیں کی۔ شاہان سکندر کو تم "سے عشق ہوا ہے۔"

اس کی بات پہ تاشیہ نے آنکھیں کھول کر سر اونچا کر کے اسے دیکھا۔

"تمہیں پتہ ہے تاشیہ سکندر نے کبھی تم سے محبت نہیں کی۔"

"میں جانتا ہوں تاشیہ شاہان کو مجھ سے عشق ہے۔"

اس نے کہتے ہوئے اس کے ماتھے کو چھوا۔ اس کی بات پہ وہ

طمینت سے آنکھیں بند کر کے مسکرا دی۔ تاشیہ نے اس کے دوسرے بازو کو اپنے گرد محسوس کیا۔

یونوسیس نے ایک بار عثمان سے پوچھا تھا اگر ہمیں کسی سے محبت

ہو تو ہم آئی لو یو کہتے ہیں اگر بندے کو عشق ہو جائے تو کیا کہا

"جائے؟"



"پھر کیا کہا اس نے؟"

"آئی عشق یو۔"

کمرے کی خاموشی میں ان دونوں کی ہنسی کی آواز گونجی۔

عثمان اسٹیج پہ مہندی کا دولہا بنا بیٹھا تھا۔ صاعقہ  
مہندی کے سوٹ میں اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہ کب سے شاہان کو کوستے ہوئے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ شاہان کو  
دیکھتے ہی فوراً اس کی جانب بڑھا۔ اور اس کے ہاتھ سے دو سالہ  
ننھی پری کو پکڑ لیا۔

اوائے میرا بیٹا آج چاچو کی مہندی دیکھنے آیا ہے بس پتر کیا  
بتاؤں تمہیں میں تو چاہتا تھا تمہارے آنے سے پہلے کسی

بابے کا کالا حبادو کام کر حباے پر تمہاری چاچی پکی حبادو کرنی ہے۔ اس پہ تعویذ تو کیا کوئی حبادو بھی اثر نہیں کرتا۔ بلاو حب میں نے اتنے پیروں فقیروں کو پیسے دیئے۔ سارے کے سارے جعلی نکلے لیکن اب بھی شکر کرو تم نے میری شادی دیکھ لی ورنہ کل کو تمہاری بھی شادی ہو جاتی اور تمہارا چاچو "صاعقہ کی منتیں کرتا رہ جاتا۔"

عثمان کے دکھڑے پہ وہ دونوں ہنستے ہوئے صاعقہ کی جانب بڑھے۔

"کراچی والے کیوں نہیں آئے؟"

کراچی والے روٹی کے ٹائم پہ آتے ہیں۔ فنکرنہ کرو لیس پہ پہلی "انسٹری انہوں نے ہی ماری ہے۔"

تمہاری بات میں نے ریکارڈ کر لی ہے۔ شناء کو آنے دو ذرا۔ ل"

## Classic Urdu Material

سکندر کی بات پہ ان چاروں کا قہقہہ اتنا بلند ضرور ہوتا کہ  
ساتھ والے لوگوں کو اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھنا پڑا۔

the end

Classic Urdu Material | by Farwa Mushtaq

Dil Ki Dharkan Ho Tum

Do not copy or distribute without permission of the author